یعنی

رسالۂ مبارکہ نافعہ

اِعتِقادُ الاَحبابِ فِی الجَمِیلِ وَالمُصطَفٰی وَالاٰلِ وَالاَصحَابِ

۱۲۹۸ھ

ذات وصفاتِ باری تعالیٰ 15

اَعلیٰ طبقہ ملائکہ مقربین 67

عشرہ مبشرہ وخلفائے اربعہ 100

ضروریّاتِ دِین 154

شریعت و طریقت 165

تصنیفِ لطیف

اعلیٰ حضرت امام اہلسنت مجدِّدِ دین وملت شاہ

امام احمد رضا خان علیہ رحمۃ الرحمٰن

تزیین وترتیب وتشریح

خلیل العلماء مفتی محمد خلیل خان قادری

برکاتی دار العلوم احسن البرکات

زم زم نگر حیدر آباد باب الاسلام سندھ

یعنی

رسالۂ مبارکۂ نافعہ

اِعْتِقَادُالْاَحْبَابِ فِی الْجَمِیْلِ وَالْمُصْطَفٰی وَالْاٰلِ وَالْاَصْحَابِ

۱۲۹۸ھ

تصنیف لطیف

امامِ اہلسنّت، مجدّدِ دین وملّت، حامیٔ سنّت، ماحیٔ بدعت، عالم شریعت

حضرت علاّمہ مولٰینا شاہ **امام احمد رضا خان** عَلَیْہِ رَحْمَۃُ الرَّحْمٰن

تزیین وترتیب وتشریح

خلیل العلماء مفتی **محمد خلیل خان** القادری البرکاتی المارہری

دار العلوم احسن البرکات زم زم نگر (حیدرآباد)

پیشکش: مجلس المدینۃ العلمیۃ (دعوتِ اسلامی)

شعبہ کتب اعلیٰ حضرت

ناشر

مکتبۃ المدینہ باب المدینہ کراچی

اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ رَبِّ الْعٰلَمِیْنَ وَالصَّلٰوۃُ وَالسَّلَامُ عَلٰی سَیِّدِ الْمُرْسَلِیْنَ اَمَّا بَعْدُ فَاَعُوْذُ بِاللّٰہِ مِنَ الشَّیْطٰنِ الرَّجِیْمِ ط بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ ط

نام کتاب : اِعْتِقَادُ الْاَحْبَابِ فِی الْجَمِیْلِ وَ الْمُصْطَفٰی وَ الْاٰلِ وَ الْاَصْحَابِ

شرح بنام : دس عقیدے

مصنف : حضرت علامہ مولٰینا شاہ امام احمد رضا خان عَلَیْہِ رَحْمَۃُ الرَّحْمٰن

مترجم وشارِح : حضرت مفتی محمد خلیل خان قادری برکاتی مارہری رَحْمَۃُ اللّٰہِ تعَالٰی عَلَیْہ

پیشکش : مجلس المدینۃُ العلمیۃ (شعبہ کتب اعلیٰ حضرت)

پہلی بار : صفر المظفر ۱۴۳۷ھ، نومبر 2015ء تعداد: 25000 (پچیس ہزار)

ناشر : مکتبۃ المدینہ فیضان مدینہ محلّہ سوداگران پرانی سبزی منڈی باب المدینہ، کراچی

مکتبۃُ المدینہ کی شاخیں

- ...... **کراچی** : شہید مسجد، کھارادر، باب المدینہ کراچی فون : 021-32203311
- ...... **لاھور** : داتا دربار مارکیٹ، گنج بخش روڈ فون : 042-37311679
- ...... **سردار آباد** : (فیصل آباد) امین پور بازار فون : 041-2632625
- ...... **کشمیر** : چوک شہیداں، میرپور فون : 058274-37212
- ...... **حیدر آباد** : فیضانِ مدینہ، آفندی ٹاؤن فون : 022-2620122
- ...... **ملتان** : نزد پیپل والی مسجد، اندرون بوہڑ گیٹ فون : 061-4511192
- ...... **اوکاڑہ** : کالج روڈ بالمقابل غوثیہ مسجد، نزد تحصیل کونسل ہال فون : 044-2550767
- ...... **راولپنڈی** : فضل داد پلازہ، کمیٹی چوک، اقبال روڈ فون : 051-5553765
- ...... **خان پور** : دُرانی چوک، نہر کنارہ فون : 068-5571686
- ...... **نواب شاہ** : چکرا بازار، نزد MCB فون : 0244-4362145
- ...... **سکھر** : فیضانِ مدینہ، بیراج روڈ فون : 071-5619195
- ...... **گوجرانوالہ** : فیضانِ مدینہ، شیخوپورہ موڑ، گوجرانوالہ فون : 055-4225653
- ...... **پشاور** : فیضانِ مدینہ، گلبرگ نمبر 1، النور اسٹریٹ، صدر

E.mail: ilmia@dawateislami.net

www.dawateislami.net

اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعٰلَمِیْنَ وَالصَّلٰوۃُ وَالسَّلَامُ عَلٰی سَیِّدِ الْمُرْسَلِیْنَ
اَمَّا بَعْدُ فَاَعُوْذُ بِاللّٰهِ مِنَ الشَّیْطٰنِ الرَّجِیْمِ ط بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ ط

''کیوں نہ ہو محفوظ عقیدہ تیرا'' کے 22 حروف کی نسبت سے اس کتاب کو پڑھنے کی 22 نیّتیں

فرمانِ مصطفٰے صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم: نِیَّۃُ الْمُؤْمِنِ خَیْرٌ مِّنْ عَمَلِہٖ
''مسلمان کی نیّت اس کے عمل سے بہتر ہے۔'' (معجم کبیر، ۱۸۵/۶، حدیث: ۵۹۴۲)

دو مَدَنی پھول ﴿۱﴾ بغیر اچّھی نیّت کے کسی بھی عملِ خیر کا ثواب نہیں ملتا۔
﴿۲﴾ جتنی اچّھی نیّتیں زیادہ، اُتنا ثواب بھی زیادہ۔

﴿1﴾ ہر بار حمد و ﴿2﴾ صلوٰۃ اور ﴿3﴾ تعوُّذ و ﴿4﴾ تَسمِیہ سے آغاز کروں گا۔ (اسی صفحہ پر اُوپر دی ہوئی دو عَرَبی عبارات پڑھ لینے سے چاروں نیّتوں پر عمل ہو جائے گا) ﴿5﴾ رِضائے الٰہی کیلئے اس کتاب کا اوّل تا آخِر ﴿6﴾ حتَّی الْوَسع باوُضو اور ﴿7﴾ قِبلہ رُو مُطالَعہ کروں گا ﴿8﴾ قراٰنی آیات اور ﴿9﴾ اَحادیثِ مبارَکہ کی زِیارت کروں گا۔ ﴿10﴾ جہاں جہاں ''اللّٰہ'' کا نام پاک آئے گا وہاں ''عَزَّوَجَلَّ'' اور ﴿11﴾ جہاں جہاں ''سرکار'' کا اِسمِ مبارَک آئے گا وہاں ''صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم'' پڑھوں گا۔ ﴿12﴾ دس عقیدے بغور سیکھوں گا۔ ﴿13﴾ جو نہیں جانتے انہیں سکھاؤں گا۔ ﴿14﴾ پھر اس کے مطابق عمل کر کے ایمان کو پختہ کروں گا ﴿15﴾ اپنے ذاتی نسخے پر عِندَ الضّرورت خاص خاص مقامات پر انڈر لائن اور ﴿16﴾ یادداشت

میں تحریر کروں گا۔ ﴿17﴾ اگر کوئی بات سمجھ نہ آئی تو علمائے کرام سے پوچھ لوں گا۔ ﴿18﴾ دوسروں کو یہ کتاب پڑھنے کی ترغیب دلاؤں گا۔ ﴿19﴾ حدیث پاک "**تَهَادَوْا تَحَابُّوْا**" ایک دوسرے کو تحفہ دو آپس میں محبت بڑھے گی۔ پر عمل کی نیت سے ایک یا حسبِ توفیق کتاب خرید کر دوسروں کو تحفہ دوں گا۔ ﴿20﴾ اس کتاب کے مطالعہ کا ثواب اعلیٰ حضرت عَلَیْهِ رَحْمَةُ رَبِّ الْعِزَّت اور شارح کو ایصال کروں گا۔ ﴿21﴾ کتاب مکمل پڑھنے کے لئے بہ نیتِ حصولِ علمِ دین روزانہ چند صفحات پڑھ کر علمِ دین حاصل کرنے کے ثواب کا حقدار بنوں گا۔ ﴿22﴾ کتابت وغیرہ میں شرعی غلطی ملی تو ناشرین کو تحریری طور پر مُطَّلع کروں گا۔ (ناشرین و مصنف وغیرہ کو کتابوں کی اغلاط صرف زبانی بتانا خاص مفید نہیں ہوتا)

مسلمان کون؟ کافر کون؟

تمہارا ربّ عزوجل فرماتا ہے: تو کیا اللہ کے کلام کا کچھ حصہ مانتے ہو اور کچھ حصے سے منکر ہو تو جو کوئی تم میں سے ایسا کرے اسکا بدلہ نہیں مگر دنیا کی زندگی میں رسوائی اور قیامت کے دن سب سے زیادہ سخت عذاب کی طرف پلٹے جائیں گے اور اللہ تمہارے کوتکوں سے غافل نہیں یہی لوگ ہیں جنہوں نے عقبیٰ بیچ کر دنیا خرید ی تو ان پر سے کبھی عذاب ہلکا ہو نہ ان کو مدد پہنچے۔ (پ ۱، البقرۃ: ۸۵، ۸۶)

کلام الٰہی میں فرض کیجئے اگر ہزار باتیں ہوں تو ان میں سے ہر ایک بات کا ماننا ایک اسلامی عقیدہ ہے۔ اب اگر کوئی شخص ۹۹۹ مانے اور صرف ایک نہ مانے تو قرآن عظیم فرما رہا ہے کہ وہ ان ۹۹۹ کے ماننے سے مسلمان نہیں بلکہ صرف اس ایک کے نہ ماننے سے کافر ہے، دنیا میں اس کی رسوائی ہوگی اور آخرت میں اس پر سخت تر عذاب جو **ابد الآباد** تک کبھی موقوف ہونا کیا معنی! ایک آن کو ہلکا بھی نہ کیا جائے گا نہ کہ ۹۹۹ کا انکار کرے اور ایک کو مان لے تو مسلمان ٹھہرے!!! یہ مسلمانوں کا عقیدہ نہیں بلکہ بشہادت قرآن عظیم خود صریح کفر ہے۔ (فتاویٰ رضویہ ۳۰/ ۸۷)

صفحہ نمبر	عنوان	نمبر شمار
5	اس کتاب کو پڑھنے کی نیتیں	1
8	”المدينة العلمية“ کا تعارف	2
10	عقیدے کی اہمیت	3
13	عرضِ مُرَتِّب	4
15	عقیدۂ اُولٰی ﴿۱﴾	5
15	ذات وصفاتِ باری تعالٰی	6
27	عقیدۂ ثانیہ ﴿۲﴾	7
27	سب سے اعلٰی، سب سے اَولٰی	8
61	عقیدۂ ثالثہ ﴿۳﴾	9
61	صدر نشینانِ بزمِ عِزّ وجاہ	10
67	عقیدۂ رابعہ ﴿٤﴾	11
67	اَعلٰی طبقہ، ملائکہ مقربین	12
73	عقیدۂ خامسہ ﴿۵﴾	13
73	اصحاب سیّد المرسلین واہلِ بیت کرام	14
100	عقیدۂ سادسہ ﴿٦﴾	15
100	عشرہ مبشرہ وخلفائے اربعہ	16
135	عقیدۂ سابعہ ﴿۷﴾	17
135	مشاجراتِ صحابۂ کرام	18
149	عقیدۂ ثامنہ ﴿۸﴾	19
149	امامتِ صدیقِ اکبر رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہُ	20
154	عقیدۂ تاسعہ ﴿۹﴾	21
154	ضروریّاتِ دِین	22
165	عقیدۂ عاشرہ ﴿۱۰﴾	23
165	شریعت وطریقت	24
174	”اعتقاد الاحباب“ رسالہ کا متن	25
197	ماٰخذ ومراجع	26
200	کتب کا تعارف	27

اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ رَبِّ الْعٰلَمِیْنَ وَالصَّلٰوۃُ وَالسَّلَامُ عَلٰی سَیِّدِ الْمُرْسَلِیْنَ
اَمَّا بَعْدُ فَاَعُوْذُ بِاللّٰہِ مِنَ الشَّیْطٰنِ الرَّجِیْمِ ؕ بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ ؕ

المدینة العلمیة

از: شیخِ طریقت، امیرِ اہلسنّت، بانیٔ دعوتِ اسلامی، حضرت علامہ مولانا

ابو بلال **محمد الیاس عطّار** قادِری رضوی، ضیائی دَامَتْ بَرَکَاتُھُمُ الْعَالِیَہ

اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ عَلٰی اِحْسَانِہٖ وَ بِفَضْلِ رَسُوْلِہٖ صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَ اٰلِہٖ وَسَلَّم

تبلیغِ قرآن وسنّت کی عالمگیر غیر سیاسی تحریک **''دعوتِ اسلامی''** نیکی کی دعوت، اِحیائے سنّت اور اشاعتِ علمِ شریعت کو دنیا بھر میں عام کرنے کا عزمِ مُصمّم رکھتی ہے، اِن تمام اُمور کو بحسنِ خوبی سرانجام دینے کے لئے **مُتَعَدَّد** مجالس کا قیام عمل میں لایا گیا ہے جن میں سے ایک مجلس **''المدینة العلمیة''** بھی ہے جو **دعوتِ اسلامی** کے **عُلَماء** و **مُفتیانِ کرام** کَثَّرَھُمُ اللّٰہُ تَعَالٰی پر مشتمل ہے، جس نے خالص علمی، تحقیقی اور اشاعتی کام کا بیڑا اُٹھایا ہے۔ اس کے مندرجہ ذیل چھ شعبے ہیں:

﴿۱﴾ شعبۂ کتُبِ اعلیٰ حضرت رَحْمَۃُ اللّٰہِ تَعَالٰی عَلَیْہ ﴿۲﴾ شعبۂ درسی کُتُب

﴿۳﴾ شعبۂ اصلاحی کُتُب ﴿۴﴾ شعبۂ تراجِم کتب

﴿۵﴾ شعبۂ تفتیشِ کُتُب ﴿۶﴾ شعبۂ تخریج

''المدینة العلمیة'' کی اوّلین ترجیح سرکارِ اعلیٰ حضرت اِمامِ

اَہلسنّت، عظیمُ البَرَکت، عظیمُ المرتبت، پروانۂ شمعِ رِسالت، مُجدِّدِ دین ومِلّت، حامیٔ سنّت، ماحیٔ بِدعت، عالِمِ شَرِیْعَت، پیرِطریقت، باعثِ خَیر وبَرَکت، حضرتِ علامہ مولٰینا الحاج الحافِظ القاری شاہ امام اَحمد رَضا خان عَلَیْہِ رَحْمَۃُ الرَّحْمٰن کی گِراں مایہ تصانیف کوعصرِ حاضر کے تقاضوں کے مطابق حتَّی الْوسع سَہل اُسلُوب میں پیش کرنا ہے۔تمام اسلامی بھائی اور اسلامی بہنیں اِس عِلمی، تحقیقی اور اشاعتی مدنی کام میں ہرممکن تعاون فرمائیں اور مجلس کی طرف سے شائع ہونے والی کُتُب کا خود بھی مطالَعہ فرمائیں اور دوسروں کوبھی اِس کی ترغیب دلائیں۔

اللّٰہ عَزَّوَجَلَّ ''دعوتِ اسلامی'' کی تمام مجالس بَشُمُول ''**المدینۃ العلمیۃ**'' کودن گیارھویں اور رات بارھویں ترقّی عطا فرمائے اور ہمارے ہرعملِ خیر کوزیورِ اخلاص سے آراستہ فرما کر دونوں جہاں کی بھلائی کا سبب بنائے۔ ہمیں زیرِ گنبدِ خضرا شہادت، جنّت البقیع میں مدفن اور جنّت الفردوس میں جگہ نصیب فرمائے۔ اٰمِیۡن بِجَاہِ النَّبِیِّ الۡاَمِیۡن صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیۡہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم

رمضان المبارک ۱۴۲۵ ھ

عقیدے کی اہمیت

ایک مسلمان کے لیے ''عقائد'' کا سیکھنا اور درست کرنا انتہائی اہم امر ہے۔ اِمامِ اَہلسنّت، مولانا شاہ امام اَحمد رَضا خان عَلَیہِ رَحمَةُ الرَّحمٰن کے فرمان کا خُلاصہ ہے کہ سب میں اَوّلین واَہم ترین فرض یہ ہے کہ بُنیادی عقائد کا علم حاصِل کرے جس سے آدمی صحیح العقیدہ سُنّی بنتا ہے اور جن کے انکار ومخالَفت سے کافِر یا گُمراہ ہوجاتا ہے۔ (فتاوی رضویہ، ۲۳/ ۶۲۳ ماخوذا) یاد رہے! اعتقاد عمل پر مقدّم ہے اور عبادت کی مقبولیت عقیدے کی صحت پر موقوف ہے، یاد رکھئے! قیامت کے دن دل سے اعتقادات کے بارے میں بھی سوال کیا جائے گا، قراٰنِ پاک میں اِرشاد ہوتا ہے:

اِنَّ السَّمۡعَ وَ الۡبَصَرَ وَ الۡفُؤَادَ كُلُّ اُولٰٓئِكَ كَانَ عَنۡهُ مَسۡـُٔوۡلًا

ترجمۂ کنز الایمان: بےشک کان اور آنکھ اور دِل ان سب سے سوال ہونا ہے۔

(پ ۱۵، بنی اسراء یل: ۳۶)

اس آیت کے تحت علّامہ محمد بن احمد اَنصاری قرطبی عَلَیہِ رَحمَةُ اللّٰہِ القَوِی لکھتے ہیں: ''ان میں سے ہر ایک سے اس کے استعمال کے بارے میں سوال ہوگا چنانچہ دل سے پوچھا جائے گا کہ اِس کے ذریعے کیا سوچا گیا اور پھر کیا کیا اِعتِقاد رکھا گیا۔'' (تفسیر قرطبی، الاسراء، تحت الآیۃ: ۳۶، ۵/ ۱۸۸)

زیرِ نظر ''اِعتِقَادُ الاَحبَابِ فِی الجَمِیلِ وَالمُصطَفٰی وَالاٰلِ وَالاَصحَاب'' امامِ اہلسنّت مجدددین وملت پروانۂ شمع رسالت مولانا شاہ امام اَحمد رَضا خان عَلَیہِ رَحمَةُ الرَّحمٰن کا مختصر اور جامع رسالہ ہے جس کی تشریح وتوضیح بنام ''دس عقیدے''، مفتی محمد خلیل خان قادری برکاتی عَلَیہِ رَحمَةُ اللّٰہِ القَوِی نے کی ہے۔ اس پر مفید حواشی اور تسہیل وتخریج دعوتِ اسلامی

کی مجلس ''المدینۃ العلمیۃ'' کے مدنی علماء کرام نے فرمائی تاکہ اسلامی بھائی اور اسلامی بہنیں اس کے ذریعے اپنے عقائد درست کر کے اعمالِ صالحہ کو قبولیت کے درجہ تک پہنچانے کی کوشش کے ساتھ ساتھ کل بروزِ قیامت دل سے پوچھے جانے والے سوال کی تیاری کے لئے کوشاں ہوجائیں۔

محیِ دیں غوث ہیں اور خواجہ معین الدین ہیں
اے حسن! کیوں نہ ہو محفوظ عقیدہ تیرا

اَلْحَمْدُ لِلّٰہ عَزَّوَجَلَّ! دعوتِ اسلامی کی مجلس ''المدینۃ العلمیۃ'' نے اکابرین و علماءِ اہلسنّت کی مایہ ناز تصانیف کو حتی المقدور جدید تقاضوں کے مطابق شائع کرنے کا عزم کیا ہے، اسی بات کے پیشِ نظر یہ ''رسالہ''

- ...... نئی کمپوزنگ، ...... حتی المقدور تخریج،
- ...... مشکل الفاظ کے معانی واعراب، ...... مفید حواشی کا اضافہ،
- ...... متن کا سائز 16 جبکہ شارِح کی شرح کا سائز 14،
- ...... المدینۃ العلمیۃ کے حواشی ومعنی کا سائز 13،
- ...... ترجمۂ قران کے لئے ''کنزالایمان'' کا انتخاب،
- ...... قاری کی آسانی کیلئے آخر میں ''اعتقادالاحباب کا متن''،
- ...... ۱۳۹۸ھ میں ادارہ اشاعت تصنیفاتِ رضا بریلی شریف کے مطبوعہ نسخے سے آخر میں موجود متن کا تقابل نیز ماخذ ومراجع سے مزین کیا ہے۔

اللّٰہ عَزَّوَجَلَّ یہ کوشش قبول فرما کر اس رسالے پر کام کرنے والے مدنی علماء کو جزائے خیر اور مسلمانوں کو اس کے ذریعے اپنے عقائد درست کرنے کی توفیق عطا فرمائے۔

اٰمِین بِجَاہِ النَّبِیِّ الْاَمِین صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم

شعبہ کتب اعلٰی حضرت (مجلس المدینۃ العلمیۃ)

اِعْتِقَادُ الْاَحْبَابِ فِی الْجَمِیْلِ وَ الْمُصْطَفٰی وَالْاٰلِ وَ الْاَصْحَابِ

۱۲۹۸ھ

(اَحباب کا اِعتقادِ جمیل (اللہ تعالٰی)، مصطفٰی صَلَّی اللّٰہ تعالٰی عَلَیْہِ وَسَلَّم، آپ کی آل اور اصحاب کے بارے میں)

نَحْمَدُہٗ وَنُصَلِّیْ وَنُسَلِّمُ عَلٰی رَسُوْلِہِ الْکَرِیْم

خدا در انتظارِ حمدِ ما نیست　　محمد چشم بر راہِ ثنا نیست

خدا مدح آفرینِ مصطفی بس　　محمد حامدِ حمدِ خدا بس

مناجاتے اگر باید بیاں کرد　　بہ بیتے ہم قناعت می تواں کرد

محمد! از تو می خواہم خدا را

الٰھی! از تو حبِّ مصطفا را

عرضِ مُرَتِّب: امام اہلسنّت امام اَحمد رضا خاں صاحب قادری برکاتی بریلوی قُدِّسَ سِرُّہٗ کے رسالۂ مبارکہ ''اِعْتِقَادُ الْاَحْبَاب'' کی زِیارت ومُطَالَعہ سے یہ فقیر[1] جب پہلی بار حال ہی میں شَرَفیاب ہوا[2] تو معاً[3] خیال آیا کہ بِتَوْفِیْقِہٖ تعالیٰ[4] اسے نئی ترتیب اور اِجمالی تفصیل کے ساتھ عامَّةُ النَّاس[5] تک پہنچایا جائے تو اِنْ شَآءَ اللّٰہ تَعَالٰی اس سے عوام بھی فیض پائیں،

---

1 ......یعنی حضرت علامہ مولانا مفتی محمد خلیل خان برکاتی صاحب رَحْمَۃُاللّٰہِ تَعَالٰی عَلَیْہِ جو کہ صَدرُ المدرسین شیخ الحدیث دارالعلوم اَحسن البرکات (زم زم نگر) حیدرآباد (باب الاسلام) سندھ کے علمائے اہل سنت میں سے تھے، جولائی ۱۹۲۰ء میں ضلع علی گڑھ کی مشہور ریاست دادوں سے ملحق جگہ کھریری میں ایک متوسط گھرانے میں پیدا ہوئے، 9 مارچ 1935ء کو آپ مدرسہ حافظیہ سعیدیہ میں درسِ نظامی کی پہلی کلاس میں داخل ہوئے، پہلے ہی سال آپ اپنی جماعت میں اوّل رہے اور بعد میں ہر امتحان میں یہی پوزیشن حاصل کرتے رہے، شعبان ۱۳۶۳ھ میں آپ نے دورۂ حدیث سے فراغت حاصل کی اور مفتیٔ اعظم ہند نے سندِ حدیث عنایت فرمائی، علماء واحباب نے آپ کو ''خلیل ملت'' کا خطاب دیا اور خانقاہِ برکاتیہ وخانقاہِ رضویہ سے آپ کو ''خلیل العلماء'' کا لقب عطا ہوا، آپ نے جو فتاویٰ جاری فرمائے ان کی تعداد تقریباً پانچ ہزار ہے، آپ کے تراجم وتصانیف کی تعداد 60 ہے۔ آپ کا وصال ۲۸ رمضان المبارک ۱۴۰۵ھ بمطابق 18 جون 1985ء کو افطار کے وقت حیدرآباد میں ہوا اور نمازِ جنازہ میں کم وبیش بیس ہزار افراد نے شرکت کی، حضرت غوث اعظم رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہُ کی اولاد میں سے ایک بزرگ حضرت سخی عبدالوہاب شاہ جیلانی عَلَیْہِ رَحْمَۃُ اللّٰہِ الْغَنِی کی درگاہ شریف جیلانیہ کے احاطہ میں آپ کی آخری آرام گاہ بنی اور آج بھی آپ کا مزارِ پُرانوار مرجع عوام وخواص ہے۔

2 ......مشرف ہوا۔ 3 ......فوراً۔ 4 ......اللہ تعالیٰ کی توفیق سے۔ 5 ......عام لوگوں۔

نصرتِ الٰہی [1] کے بھروسا پر قدم اٹھایا اور بفیضانِ اَساتذۂ کرام [2] نہایت قلیل مدّت میں [3] اپنی مصروفیات کے باوجود کامیابی سے سرفراز ہوا۔ میں اپنے مقصد میں کہاں تک کامیاب ہوا اس کا فیصلہ آپ کریں گے، اور میری کوتاہ فہمی [4] وقصورِ علمی [5] آپ کے خیال مبارک میں آئے تو اس سے اس ہیچ مَداں [6] کو مطلع فرمائیں گے، اور اس حقیقت کے اظہار میں یہ فقیر فخر محسوس کرتا ہے کہ اس **"رسالۂ مبارکہ"** میں حاشیے بَیْنَ السُّطور [7] اور تشریحِ مَطالب [8] (جو اصل عبارت سے جدا، قَوسَین میں [9] محدود ہے، اور اصل عبارت خط کَشِیدَہ) جو کچھ پائیں گے وہ اکثر وبیشتر مقامات پر اعلیٰ حضرت قُدِّسَ سِرُّہٗ ہی کے کتب ورسائل اور حضرت استاذی واُستاذُ الْعلمَاء صَدْرُ الشَّرِیعَة مولانا الشاہ امجد علی قادری برکاتی رَضَوی اعظمی رَحْمَةُ اللّٰہِ عَلَیْه کی مشہورِ زمانہ کتاب **"بہارِ شریعت"** سے ماخوذ مُلْتَقَط [10] ہے، امید ہے کہ ناظرین کرام اس فقیر کو اپنی دعائے خیر میں یاد فرماتے رہیں گے کہ سفرِ آخرت درپیش ہے اور یہ فقیر خالی ہاتھ، خالی دامن، بس ایک اُنہیں کا سہارا ہے اور اِنْ شَآءَاللّٰہ تَعَالٰی وہی بگڑی بنائیں گے ورنہ ہم نے تو کمائی سب عیبوں میں گنوائی ہے، والسلام۔

العبد محمد خلیل خاں قادری البرکاتی المارہری عُفِیَ عَنْہُ

---

1 ……اللّٰہ کی مدد۔ 2 ……مہربان استادوں کی برکت سے۔
3 ……بہت مختصر عرصہ میں۔ 4 ……کم فہمی۔ 5 ……کم علمی۔
6 ……ناچیز۔ 7 ……لائنوں کے درمیان حاشیے۔ 8 ……مقصود ومنشا کی شرح۔
9 ……یعنی اس طرح ( ) کے بریکٹ میں۔
10 ……منتخب کیا ہوا، چنا ہوا۔

عقیدۂ اُولیٰ (۱) :

ذات وصفاتِ باری تعالیٰ [1]

حضرت حق سُبحَانَهٗ وَتَبَارَکَ وَتَعَالٰی شَانُهٗ واحد ہے (اپنی ربوبیت والوہیت میں، [2]) کوئی اس کا شریک نہیں، [3] وہ یکتا ہے اپنے افعال میں، مصنوعات [4] کو تنہا اُسی نے بنایا، وہ اکیلا ہے اپنی ذات میں کوئی اس کا قسیم نہیں، یگانہ ہے [5] اپنی صفات میں کوئی اس کا شبیہ نہیں، ذات وصفات میں یکتا و واحد مگر) نہ عدد سے، (کہ شمار وگنتی میں آسکے، اور کوئی اس کا ہم ثانی وجنس کہلا سکے، تو اللہ کے ساتھ اس کی ذات وصفات میں شریک

---

1 ...... پہلا عقیدہ اللہ تعالیٰ کی ذات وصفات کے بارے میں۔

2 ......یعنی اکیلا ہے رب اور معبودِ برحق ہونے میں۔

3 ......کوئی بھی اس کا شریک نہیں نہ اس کی ذات میں، نہ صفات میں، نہ افعال میں، نہ احکام میں اور نہ اسماء میں۔ (بہارِ شریعت، ۱/۲)

4 ......یعنی تمام پیدا کردہ اشیاء۔

5 ...... اکیلا ہے۔

کا وجود محض وَہمِ انسانی کی ایک اِختراع واِیجاد ہے)۔[1]

خالق ہے (ہر شے کا، ذوات ہوں خواہ اَفعال سب اسی کے پیدا کئے ہوئے ہیں)[2] نہ **علّت** سے، (اس کے افعال نہ علّت وسبب کے محتاج، نہ اس کے فعل کے لیے کوئی غرض، کہ غرض اس فائدہ کو کہتے ہیں جو فاعل کی طرف رجوع کرے، اور نہ اس کے افعال کے لیے غایت، کہ غایت کا حاصل بھی وہی غرض ہے۔)

فَعَّال ہے[3] (ہمیشہ جو چاہے کر لینے والا) نہ جَوارِح (وآلات) سے، (جب کہ انسان اپنے ہر کام میں اپنے جوارح یعنی اعضائے بدن کا محتاج ہے، مثلاً علم کے لیے دل و دماغ کا، دیکھنے اور سننے کے لیے آنکھ کان کا، لیکن خداوند قدوس کہ ہر پست سے پست آواز کو سنتا اور ہر باریک سے باریک کو کہ خوردبین[4] سے محسوس نہ ہو دیکھتا ہے، مگر کان آنکھ سے اس کا سننا دیکھنا اور زبان سے کلام کرنا نہیں کہ یہ سب اجسام ہیں اور جسم وجسمانیت سے وہ پاک۔)

قریب ہے (اپنے کمالِ قدرت وعلم ورحمت سے) نہ (کہ) **مسافت** سے،

---

1 ......اپنے پاس سے کوئی نئی بات پیدا کرنا ہے، یعنی یہ ایسی بات ہے جسے انسانی وہم نے گھڑا ہے۔

2 ......جو کچھ بھی بندے سے صادر ہوتا ہے سب کا خالق اللہ ہے۔

3 ......﴿فَعَّالٌ لِّمَا یُرِیْدُ﴾ (پ ۳۰، البروج: ۱۶) جیسا چاہے کرے کسی کو اِس پر قابو نہیں اور نہ کوئی اِس کے اِرادے سے اِسے روکنے والا۔ (بہارِ شریعت، ۱/۲۲، بتغیر)

4 ......آنکھ سے نظر نہ آنے والی چیزوں کو بڑا کر کے دِکھانے والا آلہ۔

(کہ اس کا قُرب ماپ و پیمائش میں سما سکے۔)(1)

مَلِک (وسلطان وشہنشاہِ زمین وآسمان) ہے مگر بے وزیر،(2) (جیسا کہ سلاطینِ دنیا کے وزیر با تدبیر ہوتے ہیں کہ اس کے امورِ سلطنت میں اس کا بوجھ اٹھاتے اور ہاتھ بٹاتے ہیں۔) والی (ہے، مالک و حاکم علی الاطلاق ہے، جو چاہے اور جیسا چاہے کرے مگر) بے مُشِیر، (نہ کوئی اس کو مشورہ دینے والا، نہ وہ کسی کے مشورہ کا محتاج، نہ کوئی اس کے ارادے سے اسے باز رکھنے والا، ولایت، ملکیت، مالکیت، حاکمیت کے سارے اختیارات اسی کو حاصل، کسی کو کسی حیثیت سے بھی اس ذاتِ پاک پر دَسترَس نہیں، مُلک وحکومت کا حقیقی مالک کہ تمام موجودات اس کے تحتِ مِلک وحکومت ہیں، اوراس کی مالکیت وسلطنت دائمی ہے جسے زَوال نہیں)۔

حیات ١ وکلام ٢ وسمع ٣ وبصر ٤ وارادہ ٥ وقدرت ٦ وعلم ٧ (کہ اس کے صفاتِ ذاتیہ

---

(1)......اِس کا قَرِیب ہونا، ماپ اور پیمائش کے اعتبار سے نہیں کہ اتنے فٹ یا کلومیٹر ہم سے قریب یا دُور ہے، بلکہ وہ اپنی قدرت وعلم ورحمت کے اعتبار سے ہماری ''شہ رگ'' سے بھی زیادہ قریب ہے، جیسا کہ خود ارشاد فرماتا ہے:

وَنَحْنُ اَقْرَبُ اِلَیْهِ مِنْ حَبْلِ الْوَرِیْدِ (پ ٢٦، ق: ١٦) ترجمۂ کنز الایمان: اور ہم دل کی رگ سے بھی اس سے زیادہ نزدیک ہیں۔

(2)......یعنی زمین وآسمان کا بادشاہ ہے مگر اِسے زمین وآسمان کے معاملات سنبھالنے میں کسی کی مدد کی ضرورت نہیں، جب کہ دُنیا کے بادشاہوں کو اُمورِ سلطنت سنبھالنے کے لیے ہوشیار اور عقلمند وزیر کی ضرورت ہوتی ہے جو اِس بادشاہ کے کاموں میں شریک ہو کر اس کا بوجھ ہلکا کرے اور ہاتھ بٹائے۔

ہیں (1) اور انکے علاوہ تکوین وتخلیق (2) ورزّاقیت، (3) یعنی (4) مارنا، جِلانا، (5) صحت دینا، بیمار کرنا، غنی کرنا، فقیر کرنا، ساری کائنات کی ترتیب فرمانا اور ہر چیز کو بتدریج (6) اس کی فطرت کے مطابق کمالِ مقدار تک پہنچانا، اِنہیں ان کے مناسبِ احوال روزی رزق مہیا کرنا) وغیرہا (صفات جن کا تعلق مخلوق سے ہے اور جنہیں صفاتِ اضافیہ اور صفاتِ فِعْلِیَّہ بھی کہتے ہیں (7) اور جنہیں صفاتِ تخلیق وتکوین کی تفصیل سمجھنا چاہیے، اور صفاتِ سَلْبِیَّہ یعنی وہ صفات جن سے اللّٰہ تعالٰی کی ذات مُنَزَّہ اور مُبَرَّا ہے، (8) مثلاً وہ جاہل نہیں، عاجز نہیں، بے اختیار وبے بس نہیں، کسی کے ساتھ مُتَّحِد نہیں جیسا کہ برف پانی میں گُھل کر ایک ہوجاتا ہے، غرض وہ اپنی صفاتِ ذاتیہ، صفاتِ اضافیہ اور صفاتِ سلبیہ) **تمام صفاتِ کمال سے اَزَلاً اَبَـــدًا** (9) **موصوف** (ہے، اور جس طرح اس کی ذات قدیم اَزَلی اَبَدی ہے اس کی تمام

---

1 ...... یعنی اللّٰہ تعالٰی کی ذاتی صفات ہیں، یعنی وہ صفات جن کی ضد کے ساتھ موصوف نہ ہوسکے، یعنی مَعَاذَاللّٰہ اس کو مردہ، جاہل، عاجز، مجبور، بہرا، اندھا، گونگا، بیکار نہیں کہہ سکتے کیونکہ یہ سب باتیں عیب اور نقصان کی ہیں، اور وہ عیب ونقصان سے پاک ہے، ان صفات کو اُمَّھَاتُ الصِّفَات بھی کہتے ہیں۔ (توضیح العقائد، ص۳۱ ملتقطاً)

2 ...... پیدا کرنا اور وجود میں لانا۔

3 ...... روزی دینا۔

4 ...... یعنی سے پچھلے پورے جملہ (تکوین، تخلیق، رزّاقیت) کی وضاحت ہے۔

5 ...... یعنی زندہ کرنا۔

6 ...... درجہ بدرجہ۔

7 ...... صفات اضافیہ وفعلیہ وہ صفات ہیں کہ جن صفات سے وہ موصوف ہو ان کی ضد سے بھی موصوف ہو، مگر اس کا تعلق اور اثر غیر کے ساتھ ہوگا، جیسے مارنا جلانا صحت دینا بیمار کرڈالنا، غنی فقیر بنادینا، وغیرہ وغیرہ۔ ان صفات کو اضافیہ بھی کہتے ہیں۔ (توضیح العقائد، ص۳۲)

8 ...... یعنی پاک اور بری ہے۔

9 ...... ہمیشہ ہمیشہ کے لیے۔

صفات بھی قدیم ازلی ابدی ہیں، اور ذات وصفاتِ باری تعالیٰ کے سوا سب چیزیں حادث و نَو پید، یعنی پہلے نہ تھیں پھر موجود ہوئیں، صفاتِ الٰہی کو جو مخلوق کہے یا حادث بتائے گمراہ بے دین ہے۔ اس کی ذات وصفات) تمام شُیُون (تمام نقائص تمام کوتاہیوں سے) وشَین و عَیب (ہر قسم کے نقص ونقصان) سے اَوّلاً وآخراً بَرِی، (کہ جب وہ مجتمع ہے تمام صفاتِ کمال کا، [1] جامع ہے ہر کمال وخوبی کا، تو کسی عیب، کسی نقص، کسی کوتاہی کا اس میں ہونا محال، بلکہ جس بات میں نہ کمال ہو نہ نقصان وہ بھی اس کے لیے محال۔) [2]

ذاتِ پاک اس کی نِدّ وضِد (نظیر ومُقابل) شبیہ ومِثْل (مُشابہ ومُماثل) کَیف وکَم (کیفیت ومقدار) شَکل وجِسم وجِہَت ومکان واَمَد (غایت وانتہا اور) زَمان سے مُنَزَّہ، [3] (جب عقیدہ یہ ہے کہ ذاتِ باری تعالیٰ قدیم ازلی ابدی ہے اور اس کی تمام صفات بھی قدیم ازلی ابدی ہیں تو یہ بھی ماننا پڑے گا کہ وہ ان تمام چیزوں سے جو حادث ہیں یا جن میں مکانیت ہے یعنی ایک جگہ سے دوسری طرف نقل وحرکت، یا ان میں کسی قسم کا

---

1 ...... جب تمام خوبیاں اس میں پائی جاتی ہیں۔

2 ...... کیونکہ اس کی ذات وصفات ہمیشہ ہمیشہ سے تمام کوتاہیوں، ہر قسم کے عیوب اور بُرائیوں سے پاک وصاف ہے اس لیے کہ وہ ہر کمال وخوبی کا جامع ہے اور ہر اُس چیز سے پاک ہے جس میں عیب ونقصان ہو، یعنی عیب ونقصان کا اس میں ہونا محال یعنی ناممکن، بلکہ جس بات میں نہ کمال یعنی خوبی ہو نہ نقصان وہ بھی اِس کے لیے محال ہے، مثلاً: جھوٹ، دھوکہ، خیانت، ظلم، جہالت، بے حیائی وغیرہم عیوب اِس پر قطعاً محال ہیں، اور یہ کہنا کہ جھوٹ پر قدرت ہے اِن معنوں میں کہ وہ جھوٹ بول سکتا ہے (لیکن بولتا نہیں) محال کو ممکن ٹھہرانا اور اللّٰہ عَزَّوَجَلَّ کو عیبی بتانا بلکہ اللّٰہ عَزَّوَجَلَّ سے اِنکار کرنا ہے، اور یہ سمجھنا کہ محالات یعنی ناممکنات پر قادر نہ ہوگا تو قدرت کمزور وناقص ہو جائے گی محض بَاطل اور بے بنیاد بات ہے کہ اس میں قدرت کا کیا نقصان، نقصان تو اِس محال کا ہے کہ اس میں قدرت سے متعلق ہونے کی صلاحیت ہی نہیں۔

3 ...... پاک۔

تغیر پایا جانا، [1] یا اس کے اوصاف کا متغیّر ہونا، یا اس کے اوصاف کا مخلوق کے اوصاف کے مانِند ہونا، یہ تمام اُموراس کے لیے محال ہیں، یا یوں کہئے کہ ذاتِ باری تعالٰی ان تمام حوادِث وحوائج [2] سے پاک ہے جو خاصّہ ٔ بشَرِیَّت ہیں۔) [3]

نہ والد ہے نہ مَولود، (نہ وہ کسی کا باپ ہے نہ کسی کا بیٹا، کیونکہ کوئی اس کا مُجانِس وہم جنس نہیں، اور چونکہ وہ قدیم ہے اور پیدا ہونا حادث ومخلوق کی شان) نہ کوئی شے اس کے جوڑ کی (یعنی کوئی اس کا ہمتا، کوئی اس کا عدیل نہیں، [4] مثل ونظیر وشبیہ سے پاک ہے اور اپنی رَبوبیت والوہیت میں صفاتِ عظمت وکمال کے ساتھ موصوف۔)

اور جس طرح ذاتِ کریم اس کی مناسبتِ ذَوات سے مُبَرَّا، اُسی طرح صفاتِ کمالیہ اس کی مُشابہتِ صفات سے مُعَرَّا، (اس کا ہر کمال عظیم اور ہر صفت عالی، کوئی مخلوق کیسی ہی اشرف واعلیٰ ہو اس کی شریک کسی حیثیت سے، کسی درجہ میں نہیں ہوسکتی)،

مسلمان پر لَآ اِلٰـهَ اِلَّا الله ماننا، اللہ سبحانہ وتعالٰی کو اَحَدٌ، صَمَدٌ، لَاشَرِیْکَ لَهٗ جاننا فرضِ اوّل ومَدارِ ایمان ہے کہ اللہ ایک ہے اس کا کوئی شریک نہیں، نہ ذات میں کہ لَآ اِلٰـهَ اِلَّا الله (اللہ ہے جس کے سوا کوئی معبود نہیں) نہ صفات میں کہ ﴿لَيْسَ كَمِثْلِهٖ شَیْءٌ﴾ [5] ''اس جیسا کوئی نہیں''، نہ اسماء میں کہ ﴿هَلْ تَعْلَمُ لَهٗ سَمِيًّا﴾ [6] ''کیا اس کے نام کا دوسرا جانتے ہو؟'' نہ اَحکام میں کہ ﴿وَّ لَا يُشْرِكُ فِیْ حُكْمِهٖۤ اَحَدًا﴾ [7]

---

1 ......تبدیلی کا ہونا۔ 2 ......ضروریات۔ 3 ......انسانی خصوصیات ہیں۔

4 ......یعنی کوئی اس کی برابری کا نہیں، کوئی اس کی طرح نہیں۔

5 ...... پ ۲۵، الشوری: ۱۱۔ 6 ...... پ۱۶، مریم: ۶۵۔

7 ...... پ۱۵، الکھف: ۲۶۔

''اور وہ اپنے حکم میں کسی کو شریک نہیں کرتا''، نہ اَفعال میں کہ ﴿ هَلْ مِنْ خَالِقٍ غَيْرُ اللّٰهِ ﴾[1] ''کیا اللہ کے سوا کوئی اور خالق ہے''، نہ سلطنت میں کہ ﴿ وَّلَمْ يَكُنْ لَّهٗ شَرِيْكٌ فِي الْمُلْكِ ﴾[2] ''اور بادشاہی میں کوئی اس کا شریک نہیں''، تو جس طرح اس کی ذات اور ذاتوں کے مشابہ نہیں یونہی اس کی صفات بھی صفاتِ مخلوق کے مُماثل [3] نہیں۔

اور یہ جو ایک ہی نام کا اِطلاق اس پر اور اس کی کسی مخلوق پر دیکھا جاتا ہے جیسے: علیم، حکیم، کریم، سمیع، بصیر اور ان جیسے اور، تو یہ محض لفظی مُوافَقت [4] ہے نہ کہ معنوی شرکت، [5] اس میں حقیقی معنی میں کوئی مشابہت نہیں ولہٰذا مثلاً) اوروں کے علم وقدرت کو اس کے علم وقدرت سے (محض لفظی یعنی) فقط ع، ل، م، ق، د، ر، ت میں مُشَابَہَت ہے (نہ کہ شرکتِ معنوی)، [6] اس (صوری ولفظی موافقت) سے آگے (قدم بڑھے تو) اس کی تعالی وتکبر (برتری وکبریائی) کا سَراپَردہ [7] کسی کو بار نہیں دیتا،

---

1 ...... پ۲۲، فاطر: ۳۔
2 ...... پ۱۸، الفرقان: ۲۔
3 ...... مانند، مشابہ۔
4 ...... لفظوں کی بناوٹ کا ایک جیسا ہونا۔
5 ...... حقیقی شمولیت۔
6 ...... اوروں کو اس کے علم وقدرت سے صرف اور صرف ع، ل، م، ق، د، ر، ت میں مشابہت ہے یعنی لفظی اور ظاہری موافقت اور مشابہت، یعنی اللہ رب العزت اپنی ذاتی صفات علم وقدرت کے اعتبار سے علیم وقدیر ہے جب کہ دوسرے اِسی کی عطاء سے عارضی طور پر علیم وقدیر ہیں تو اب اِن بندوں پر جو علم وقدرت کا اطلاق ہو رہا ہے وہ صرف اور صرف ایک صلاحیت کا نام ہونے کی وجہ سے ہے نہ یہ کہ وہ بھی اللہ کی طرح علیم وقدیر ہوگئے، یا اس کے علم وقدرت میں قدرے شریک ہوگئے بلکہ کسی ایک کو بھی اس کے علم وقدرت کے مقابلہ میں نہ کوئی علم ومعرفت ہے نہ ہی کوئی طاقت وقدرت، اسی طرح اور صفات کا معاملہ ہے۔
7 ...... شاہی خیمہ، شاہی بارگاہ۔

(اور کوئی اس کی شاہی بارگاہ کے اِردگرد بھی نہیں پہنچ سکتا، پرندہ وہاں پر نہیں مار سکتا، کوئی اس میں دخل انداز نہیں۔)

تمام عزتیں اس کے حضور پَست (1) (فِرِشتے ہوں یا جن یا انسان یا اور کوئی مخلوق، کوئی بھی اس سے بے نیاز نہیں، سب اس کے فضل کے محتاج ہیں، اور زبانِ حال وقال سے اپنی پستیوں، اپنی اِحتیاجوں کے مُعتَرِف (2) اور اس کے حضور سائل، اس کی بارگاہ میں ہاتھ پھیلائے ہوئے، اور ساری مخلوقات چاہے وہ زمینی ہوں یا آسمانی اپنی اپنی حاجتیں اور مرادیں اسی حق تعالیٰ سے طلب کرتی ہیں) (3) **اور سب ہستیاں اس کے آگے نَیسْت** (4)

---

1 ...... زیر و محتاج۔

2 ...... اپنی حاجتوں کا قرار کرنے والے۔

3 ...... اس کا یہ مطلب ہرگز نہیں کہ سب کے سب اِس کے سامنے ذلیل وحقیر اور بے عزت ہیں بلکہ وہ تو خود فرماتا ہے:

وَتُعِزُّ مَنْ تَشَآءُ (پ ۳، اٰل عمرٰن:۲٦) ترجمۂ کنز الایمان: اور جسے چاہے عزت دے۔

وہ کون ہے جنہیں عزت دیتا ہے؟ خود اِرشاد فرماتا ہے:

وَ لِلّٰهِ الْعِزَّةُ وَ لِرَسُوْلِهٖ وَ لِلْمُؤْمِنِیْنَ وَ لٰكِنَّ الْمُنٰفِقِیْنَ لَا یَعْلَمُوْنَ (پ ۲۸، المنافقون:۸) ترجمۂ کنز الایمان: اور عزت تو اللّٰہ اور اُس کے رسول اور مسلمانوں ہی کے لیے ہے مگر منافقوں کو خبر نہیں۔

چنانچہ حبیب عَلَیْهِ الصَّلٰوةُ وَالسَّلَام کی تعظیم وتکریم کے لیے فرمایا:

وَ اٰمَنْتُمْ بِرُسُلِیْ وَ عَزَّرْتُمُوْهُمْ (پ ٦، المائدة:۱۲) ترجمۂ کنز الایمان: اور میرے رسولوں پر ایمان لاؤ اور اُن کی تعظیم کرو۔

اور فرماتا ہے:

وَ تُعَزِّرُوْهُ وَ تُوَقِّرُوْهُ (پ ۲٦، الفتح:۹) ترجمۂ کنز الایمان: اور رسول کی تعظیم وتوقیر کرو۔

4 ...... فنا۔

(نہ کوئی ہستی ہستی، نہ کوئی وجود وجود) ﴿ كُلُّ شَيْءٍ هَالِكٌ اِلَّا وَجْهَهٗ ﴾[1]، (''بقا صرف اس کی وجہِ کریم کے لیے ہے باقی سب کے لیے فنا''، باقی باقی، باقی فانی)[2] وجود واحد (اُسی حی وقیوم[3] ازلی ابدی کا)، موجود واحد (وہی ایک حی وقیوم ازلی ابدی)، باقی سب اعتبارات ہیں (اعتبار کیجئے تو موجود، ورنہ محض معدوم)۔ ذرّاتِ اَکوان (یعنی موجودات کے ذرّہ ذرّہ)[4] کو اس کی ذات سے ایک نسبت مَجْھُولَۃُ الْکَیْف ہے (نامعلوم الکیفیت) جس کے لحاظ سے مَن وتُو[5] (ماوشُما اور این وآں) کو موجود و کائن[6] کہا جاتا (اور ہَست وبُود[7] سے تعبیر کیا جاتا) ہے، (اگر اس نسبت کا قدم درمیان سے اُٹھالیں ہَست، نَیست اور بُود، نابُود ہو جائے،[8] کسی ذرّہ موجود کا وجود نہ رہے کہ اس پر ہستی کا اطلاق رَوا ہو۔)[9] اور اس کے آفتابِ وجود کا ایک پرتَو (ایک ظِل، ایک عکس، ایک شُعاع) ہے کہ کائنات کا ہر ذرّہ نگاہِ ظاہر میں جلوہ آرائیاں کررہا ہے، (اور اس تماشا گاہِ عالم[10] کے ذرّہ ذرّہ سے اس کی قدرتِ کاملہ کے جلوے ہُوَیدا ہیں)،[11] اگر اس نسبت وپرتَو سے (کہ ہر ذرۂ کون ومکان کو اس آفتابِ وجودِ حقیقی سے حاصل ہے) قطعِ نظر کی جائے (اور ایک لَحْظَہ[12] کو اس سے نگاہ ہٹالی جائے) تو عالَم ایک خوابِ پریشان کا

---

1 ...... پ ۲۰، القصص: ۸۸۔

2 ...... اللہ باقی ہے اور ہمیشہ باقی رہے گا اللہ کے سوا ہر چیز فنا ہو جائے گی۔

3 ...... آپ زندہ اور اوروں کا قائم رکھنے والے۔ 4 ...... یعنی کائنات کے ذرّے ذرّے۔

5 ...... میں اور تو۔ 6 ...... پیدا شدہ اور مخلوق۔ 7 ...... حیات وزندگی۔

8 ...... زندگی فنا اور وجود وہستی ختم ہو جائے۔ 9 ...... جائز ہو۔

10 ...... یعنی کائنات۔ 11 ...... ظاہر ہیں۔ 12 ...... لمحہ۔

نام رہ جائے، ہُو کا مَیدان عدمِ بَحْت کی طرح سُنْسان، (محض معدوم ویکسر ویران،[1]) تو مرتبۂ وجود میں صرف ایک ذات حق ہے باقی سب اِسی کے پَرتَو وجود سے مَوجود ہیں، مرتبۂ کون میں نورِ ابدی آفتاب ہے اور تمام عالَم اس کے آئینے، اس نسبتِ فیضان کا قدم درمیان سے نکال لیں تو عالَم دفعۃً فنائے محض ہوجائے کہ اسی نور کے متعدد پَرتَووں نے بے شمار نام پائے ہیں۔ ذاتِ باری تعالیٰ واحدِ حقیقی ہے، تغیر واختلاف کو اصلاً اس کے سَراپَردہ عزت کے گِرد بَار نہیں، [2] پر مَظاہر کے تعدّد سے [3] یہ مختلف صورتیں، بے شمار نام، بے حساب آثار پیدا ہیں، نورِ اَحدِیَّت کی تابش غیر محدود ہے، [4] اور چشمِ جسم وچشمِ عقل [5] دونوں وہاں نابینا ہیں، اور اس سے زیادہ بیان سے باہر، عقل سے وراء ہے)۔ مَوْجود واحد ہے نہ وہ واحد جو چند (اَبْعَاض واَجْزاء) [6] سے مل کر مرکب ہوا (اور شَے واحد کا نام اس پر رَوا ٹھہرا) نہ وہ واحد جو چند کی طرف تَحْلِیل پائے، (جیسا کہ انسانِ واحد یا شَے واحد کہ گوشت پوست و خون واُستخوان [7] وغیرہا اجزاء وابعاض سے ترکیب پا کر مرکب ہوا اور ایک کہلایا، اور اس کی تَحْلِیل وتَجْزِی اور تجزیہ اِنہیں اعضاء واجزاء وابعاض کی طرف ہوگا جن سے اس نے ترکیب پائی اور مرکب کہلایا کہ یہی جسم کی شان ہے، اور ذاتِ باری تعالیٰ عَزَّ شَانُهٗ جسم وجسمانیات

---

1 ......اگر ذاتِ باری تعالیٰ کی نسبت سے ایک پل کے لیے نظر ہٹائی جائے تو یہ عالَم ڈراؤنا خواب بن کر رہ جائے۔

2 ......تبدیلی واختلاف کو اس بارگاہ رب العزت تک ہرگز رسائی نہیں۔

3 ......مشاہدات کی کثرت سے۔

4 ......یعنی نورِ الٰہی کی کوئی حد نہیں۔

5 ......بصارت وبصیرت۔

6 ......ٹکڑوں۔

7 ......یعنی ہڈیوں۔

سے پاک ومنزہ ہے)، نہ وہ واحد جو بہ تُہمت حُلولِ عَیْنِیَّت (کہ اس کی ذاتِ قُدسی صفات پر یہ تہمت لگائی جائے کہ وہ کسی چیز میں حلول کیے ہوئے یا اس میں سمائی ہوئی ہے، یا کوئی چیز اس کی ذاتِ احدیت میں حلول کیے ہوئے اور اس میں پیوست ہے، اور یوں مَعَاذَ اللّٰہ وہ) اَوجِ وحدَت (وحدانیت ویکتائی کی رِفعتوں) سے حَضِیضِ اِثْنَیْنِیَّت (دُوئی اور اِشتراک کی پستیوں) میں اُتر آئے۔[1] هُوَ وَلَا مَوْجُوْدٌ اِلَّا هُوَ[2] آیۂ کریمہ: ﴿سُبْحٰنَهٗ وَتَعٰلٰى عَمَّا يُشْرِكُوْنَ﴾[3] (پاکی اور برتری ہے اُسے اِن شریکوں سے) جس طرح شرک فِی الْاُلُوْهِيَّت کو رَدّ کرتی ہے[4] (اور بتاتی ہے کہ خُداوَندِ قُدُّوس کی خدائی

---

1 ...... جیسا کہ عیسائی اللہ تعالیٰ پر یہ تہمت لگاتے ہیں کہ (مَعَاذَ الله) اللہ تعالیٰ حضرت عیسیٰ علٰی نَبِیِّنَا وَ عَلَیْہِ الصَّلاۃُ وَالسَّلام کے بدن میں گھل مل گیا یا سرایت کر گیا ہے، اللہ تعالیٰ اس جھوٹے الزام سے پاک ہے کیونکہ یہ تہمت وحدانیت کی رِفعتوں اور بُلندیوں سے اُتار کر اشتراکیت اور حصہ داری کی پستیوں، گہرائیوں میں لا ڈالتی ہے اور اس طرح کا عقیدہ رکھنا سراسر کفر وشرک ہے۔ قرآن پاک میں جگہ جگہ عیسائیوں کے بُرے عقائد کے رَدّ میں آیات نازل کی گئیں چنانچہ اِرشاد خداوندی ہے:

اِنَّمَا الْمَسِیْحُ عِیْسَى ابْنُ مَرْیَمَ رَسُوْلُ اللّٰهِ وَكَلِمَتُهٗ ۚ اَلْقٰىهَاۤ اِلٰى مَرْیَمَ وَرُوْحٌ مِّنْهُ ۫ فَاٰمِنُوْا بِاللّٰهِ وَرُسُلِهٖ ۚ وَلَا تَقُوْلُوْا ثَلٰثَةٌ ؕ اِنْتَهُوْا خَیْرًا لَّكُمْ ؕ اِنَّمَا اللّٰهُ اِلٰهٌ وَّاحِدٌ ؕ سُبْحٰنَهٗۤ اَنْ یَّكُوْنَ لَهٗ وَلَدٌ (پ ۶، النساء: ۱۷۱)

ترجمۂ کنز الایمان: مسیح عیسیٰ مریم کا بیٹا اللہ کا رسول ہی ہے اور اس کا ایک کلمہ کہ مریم کی طرف بھیجا اور اس کے یہاں کی ایک روح تو اللہ اور اس کے رسولوں پر ایمان لاؤ اور تین نہ کہو باز رہو اپنے بھلے کو اللہ تو ایک ہی خدا ہے پاکی اسے اس سے کہ اس کے کوئی بچہ ہو۔

2 ...... وُہی اللہ ہے اس کے سوا کوئی نہیں۔

3 ...... پ ۲۱، الروم: ۴۰۔

4 ...... یعنی یہ آیت خدا تعالیٰ کے سوا کسی اور کو مستحقِ عبادت سمجھنے کا رد کرتی ہے۔

اور اس معبودِ برحق کی اُلوہیت ورَبوبیت میں کوئی شریک نہیں[1] ﴿ وَهُوَ الَّذِىْ فِى السَّمَآءِ اِلٰهٌ وَّ فِى الْاَرْضِ اِلٰهٌ ﴾[2] ''وہی آسمان والوں کا خدا اور وہی زمین والوں کا خدا''، تو نفسِ اُلوہیت ورَبوبیت میں کوئی اس کا شریک کیا ہوتا! اس کی صفاتِ کمال میں بھی کوئی اس کا شریک نہیں، ﴿ لَيْسَ كَمِثْلِهٖ شَىْءٌ ﴾[3] ''اس جیسا کوئی نہیں'') یونہی (یہ آیتِ کریمہ) اشتراک فی الوجود کی نفی فرماتی ہے (تو اس کی ذات بھی منزّہ اور اس کی تمام صفاتِ کمال بھی مبرّا اِن تمام نالائق اُمور سے جو اہلِ شرک وجاہلیت اس کی جانب منسوب کرتے ہیں، حق یہ ہے کہ وُجود اسی ذاتِ برحق کے لیے ہے، باقی سب ظِلال وپَرتَو)۔

غیرتش غیر در جہاں نہ گزاشت
لاجرم عین جملہ معنی شد[4]

(اور وحدتُ الوُجود کے جتنے معنی اور جس قدر مَفاہیم[5] عقل میں آ سکتے ہیں وہ یہی ہیں کہ وُجود واحد، موجود واحد، باقی سب اِسی کے مَظاہر[6] اور آئینے کہ اپنی حدِّ ذات میں اصلاً وجود وہستی سے بہرہ نہیں رکھتے، اور حَاشَ ثُمَّ حَاشَ[7] یہ معنی ہرگز نہیں کہ مَن وتو، ماوشُما، اِین وآں ہر شَے خدا ہے، یہ اہلِ اِتّحاد کا قول ہے جو ایک فرقہ کافروں کا ہے، اور پہلی بات مذہب ہے اہلِ توحید کا کہ اہلِ اسلام وہ صاحبِ اِیمانِ حقیقی ہیں)۔

---

1 ...... اللہ عَزَّوَجَلَّ کے مستحق عبادت اور رب ہونے میں کوئی شریک نہیں۔
2 ...... پ ٢٥، الزخرف: ٨٤۔ 3 ...... پ ٢٥، الشوری: ١١۔
4 ...... اس کی غیرت نے جہاں میں کوئی غیر نہ رکھا تو بلاشبہ ہر شے کا وجود اسی ذاتِ واحد کا ظل ہوا۔
5 ...... مطالب۔ 6 ...... نظارے۔ 7 ...... ہرگز نہیں ہرگز نہیں۔

عقیدۂ ثانیہ (۲) :

سب سے اعلیٰ، سب سے اَولیٰ[1]

بایں ہمہ[2] (کہ اُس کی[3] ذاتِ کریم، دوسری ذوات کی مناسبت سے معرّا ہے[4] اور اس کی صفاتِ عالیہ اَوروں کی صِفات کی مشابہت سے مبرّا) [5] اس نے اپنی حکمتِ کاملہ (ورحمتِ شاملہ) کے مطابق عالَم (یعنی ماسوی اللّٰہ) کو جس طرح وہ (اپنے علمِ قدیم ازلی سے) جانتا ہے اِیجاد فرمایا[6] (تمام کائنات کو خِلعتِ وجود بخشا، اپنے بندوں کو پیدا فرمایا، اُنہیں کان، آنکھ، ہاتھ، پاؤں زبان وغیرہ عطا فرمائے اور اِنہیں کام میں لانے کا طریقہ اِلہام فرمایا، پھر اَعلیٰ دَرَجہ کے شریف جوہَر یعنی عَقل سے ممتاز فرمایا جس نے تمام حَیوانات پر انسان کا مرتبہ بڑھایا، پھر لاکھوں باتیں ہیں جن کا عقل اِدراک نہیں کرسکتی تھی، [7] لہٰذا انبیاء بھیج کر کتابیں اتار کر ذَرا ذَرا سی بات بتادی اور کسی کو عذر کی کوئی جگہ باقی نہ چھوڑی) اور مُکَلَّفِین کو (جو تکلیفِ شرعی کے اَہل، اَمر ونَہی کے خطاب کے قابل، بالغ عاقل ہیں) اپنے فضل وعَدل سے دو فرقے کر دیا: ﴿ فَرِیۡقٌ فِی الۡجَنَّۃِ ﴾[8] (ایک جنّتی و

---

1 ......دوسرا عقیدہ سب سے اعلیٰ اور سب سے اَولیٰ یعنی سید الانبیاء صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ کے بارے میں۔

2 ......یعنی ان تمام باتوں کے باوجود۔

3 ......یعنی اللّٰہ تعالیٰ کی۔

4 ......بری ہے۔

5 ......پاک ہے۔

6 ......اس پاک پروردگار نے اپنی کامل حکمت اور وسیع رحمت سے اس عظیم الشان کائنات کو پیدا فرمایا۔

7 ......یعنی انسانی عقل ان تک نہیں پہنچ سکتی تھی۔

8 ......پ ۲۵، الشوری: ۷۔

ناجی،[1] جس نے حق قبول کیا) ﴿وَفَرِيقٌ فِي السَّعِيرِ﴾[2] (دوسرا جہنمی وہالک،[3] جس نے قبولِ حق سے جی چرایا)، اور جس طرح پَرتَو وجود (موجودِ حقیقی جَلَّ جَلَالُهٗ) سے سب نے بَہرَہ پایا[4] (اور اسی اعتبار سے وہ ہَسْت وموجود کہلایا) اسی طرح فریقِ جنت کو اس کے صفاتِ کمالیہ سے نصیبۂ خاص ملا[5] (دنیا وآخرت میں اس کے لیے فَوْز و فَلَاح[6] کے دروازے کُھلے اور علم وفضلِ خاص کی دولتوں سے اس کے دامن بھرے۔) دَبِستانِ (مدرسہ) ﴿عَلَّمَكَ مَا لَمْ تَكُنْ تَعْلَمُ﴾[7] (اور دار العلوم ﴿عَلَّمَ الْاِنْسَانَ مَا لَمْ يَعْلَمْ﴾[8]) میں تعلیم فرمایا (کہ جو کچھ وہ نہ جانتا تھا اُسے سکھایا پھر) ﴿وَكَانَ فَضْلُ اللّٰهِ عَلَيْكَ عَظِيمًا﴾[9] نے اور رنگ آمیزیاں کیں[10] (کہ اللہ تعالیٰ کا فضلِ عظیم اس پر جلوہ گُستَر رہا،[11] مولائے کریم نے گُوناگُوں[12]

---

1 ...... نجات پانے والا۔

2 ...... پ۲۵، الشوریٰ: ۷۔

3 ...... ہلاک ہونے والا۔

4 حصّہ پایا۔

5 ...... جس طرح اللہ عَزَّوَجَلَّ کے ظل سے سب نے حصہ پایا اسی طرح جنتیوں کو اس کی صفاتِ کمالیہ سے خاص حصہ ملا۔

6 ...... کامیابی وکامرانی۔

7 ...... ترجمۂ کنز الایمان: تمہیں سکھا دیا جو کچھ تم نہ جانتے تھے۔ (پ۵، النساء: ۱۱۳)

8 ...... ترجمۂ کنز الایمان: آدمی کو سکھایا جو نہ جانتا تھا۔ (پ۳۰، العلق: ۵)

9 ...... ترجمۂ کنز الایمان: اور اللہ کا تم پر بڑا فضل ہے۔ (پ۵، النساء: ۱۱۳)

10 ...... انعام واکرام کی بارشیں کیں۔

11 ...... جلوہ فرما رہا۔

12 ...... طرح طرح کی۔

نعمتوں سے اسے نوازا، بے شمار فضائل ومَحَاسن [1] سے اسے سنوارا، قَلْبُ وقَالِب، [2] جسم وجاں، ظاہر وباطن کورَذائل [3] اور خصائلِ قَبِیحہ مَذْمومہ [4] سے پاک صاف اور مَحَامد [5] واَخلاقِ حسنہ سے اسے آراستہ وپیراستہ کیا [6] اور قربتِ خداوندی کی راہوں پر اُسے ڈال دیا)۔ اور یہ سب تَصَدُّق (صَدْقہ وطفیل) ایک ذات جَامِعُ الْبَرَکَات کا تھا [7] جسے اپنا محبوبِ خاص فرمایا، (مرتبۂ محبوبیتِ کُبریٰ سے سرفراز فرمایا کہ تمام خلقِ حق کہ نبی ومرسل ومَلَکِ مُقرَّب [8] جُویائے رِضائے الٰہی ہے [9] اور وہ ان کی رِضا کا طالب)۔ [10]

---

1 ...... فضیلتوں اور خوبیوں۔
2 ...... دل اور شکل وصورت۔
3 ...... بُری صفات۔
4 ...... خراب اور بری عادتوں۔
5 ...... نیک خصلتوں۔
6 ...... اچھے اخلاق سے سجایا سنوارا۔
7 ...... یہ صدقہ تمام برکتوں کی جامع شخصیت صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کا تھا۔
8 ...... مقرب فرشتہ۔
9 ...... اللّٰہ عَزَّوَجَلَّ کی رضا کا طالب ہے۔
10 ...... جیسا کہ تفسیر کبیر میں ہے: ((یَا مُحَمَّد کُلُّ اَحَدٍ یَّطْلُبُ رِضَائِیْ وَ اَنَا اَطْلُبُ رِضَاكَ)). یہ سب میری رضا چاہتے ہیں اور میں تیری رضا چاہتا ہوں اے محمد!۔ اور اعلیٰ حضرت رَحْمَةُ اللّٰہِ تَعَالٰی عَلَیْہ فتاویٰ رضویہ میں نقل فرماتے ہیں: ((یَامُحَمَّدُ! اَنْتَ نُوْرُ نُوْرِیْ وَسِرُّ سِرِّیْ وَ کُنُوْزُ هِدَایَتِیْ وَخَزَائِنُ مَعْرِفَتِیْ، جَعَلْتُ فِدَاءً لَكَ مُلْکِیْ مِنَ الْعَرْشِ اِلٰی مَا تَحْتَ الْاَرْضِیْنَ، کُلُّهُمْ یَطْلُبُوْنَ رِضَائِیْ وَاَنَا اَطْلُبُ رِضَاكَ یَا مُحَمَّدُ)). اے محمد! تو میرے نور کا نور، میرے راز کا راز، میری ہدایت کی کان، اور میری معرفت کا خزانہ ہے، میں نے اپنا مُلک عرش سے لے کر تَحْتُ الثَّریٰ تک (یعنی زمین کے سب سے نچلے طبقے تک) سب تجھ پر قربان کردیا، عالَم میں جو کوئی ہے سب میری رضا چاہتے ہیں اور میں تیری رضا چاہتا ہوں یا محمد۔ (صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ) (فتاویٰ رضویہ، ۳۰/۱۹۷۔۱۹۸، ۴۹۱، التفسیر الکبیر، پ۲، البقرة، تحت الآیة: ۱۴۲، ۲/ ۸۲، بتغیر)

مرکزِ دائرہ (کُن) ودائرۂ مرکز کاف ونون بنایا،[1] اپنی خلافتِ کاملہ کا خِلعت رفیعُ المنزِلت اُس کے قامتِ موزُوں پر سجایا[2] کہ تمام افرادِ کائنات اس کے ظِلِّ ظَلِیل (سایۂ مَمدُود ودِرَافت)[3] اور ذَیلِ جَلِیل (دامنِ مَعمُورِ رحمت) میں آرام کرتے ہیں۔[4]

اَعَاظِم مُقَرَّبِین[5] (کہ اُس کی بارگاہِ عالی جاہ میں قربِ خاص سے مشرف ہیں ان) کو (بھی) جب تک اُس مَامَنِ جہاں (پناہ گاہِ کون ومکان) سے تَوَسُّل نہ کریں (اُنھیں اس کی جنابِ وَالا میں وسیلہ نہ بنائیں) بادشاہِ (حقیقی عَزَّ اِسمُهٗ وَجَلَّ مَجْدُهٗ) تک

1 ......یعنی ربِ کریم عَزَّوَجَلَّ کی صفات میں سے ایک صفت ''صفتِ تکوین'' بھی ہے جس کا آسان مفہوم یہ ہے کہ رب تعالیٰ کا حکم پاتے ہی کسی چیز کا فوراً معرضِ وجود میں آجانا، چنانچہ بحکمِ قرآنی وہ ربِّ کریم عَزَّوَجَل صرف کلمۂ کُن (ہوجا) ارشاد فرماتا ہے، اور وہ چیز (فیکون) فوراً ہوجاتی ہے، تو وہ ذات جسے رب کریم عَزَّوَجَل نے اپنا محبوب بنایا، اُسے اپنی صفتِ تکوین کا مظہرِ اتم بھی بنایا ہے، یعنی رب کی عطا سے اُس محبوب کی بھی یہ شانیں ہیں کہ جب کبھی جو کچھ ارشاد فرماتے ہیں ویسا ہی ہوجاتا ہے، جیسا کہ مدینہ پاک میں آپ کی دعا سے مسلسل بارش کا برسنا، اور روک دینے سے اس بارش کا فوراً رُک جانا، درخت کو اشارے سے بلانا، حکم پاتے ہی اس کا چلا آنا، اُحُد پہاڑ کو حرکت کرنے سے روکنا اور اس کا رُک جانا، چاند کو اشارہ کرنا تو اس کا دو ٹکڑے ہوجانا، ڈوبے ہوئے سورج کو واپس بلانا وغیرہ، اسی طرح اور بہت سے معجزات۔

2 ......یعنی اپنی خلافت کاملہ کا عظیم الشان لباس ان کے بدن اقدس پر سجایا۔

3 ......عنایت ومہربانی والے وسیع سائے۔

4 ...... اللّٰه تعالیٰ نے اپنی مکمل نیابت وجانشینی کے سب سے بلند مرتبہ لباس سے محبوب صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّم کے جسم اقدس کو آراستہ کیا کہ کائنات کے تمام لوگ آپ صَلَّی اللّٰهُ تَعَالٰی عَلَیْهِ وَاٰلِهٖ وَسَلَّم کی وسیع رحمت کے سائے اور بزرگی والے دامن میں آرام کرتے ہیں۔

5 ......بڑی ہی قدر ومنزلت والے۔

پہنچنا ممکن نہیں۔ کُنجیاں خزائنِ علم وقدرت، تدبیر وتصرُّف کی اس کے ہاتھ میں رکھیں۔ (1)عظمت والوں کو مَہ پارے (چاند کے ٹکڑے، روشن تارے)، اور اُس کو اس نے آفتابِ عالَم تاب کیا کہ اس سے اِقتباسِ اَنوار کریں (عرفان ومعرفت کی روشنیوں سے اپنے دامن بھریں) (2)اور اس کے حضور "اَ نَا" زبان پر (اور اپنے فضائل و محاسن ان کے مقابل شمار میں) نہ لائیں۔ (3)اس (محبوبِ اجل واعلیٰ) کے سَراپَردہٴ عزت واجلال کو وہ عزت ورِفعت بخشی کہ عرشِ عظیم جیسے ہزاراں ہزار اس میں یوں گم ہوجائیں جیسے بیدائے ناپیدا کنار (وسیع وعریض بیابان جس کا کنارہ نظر نہ آئے اس)

---

1 ......زمین وآسمان کے خزانوں کی چابیاں ہوں یا علم وقدرت کی، تمام آپ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ کے دستِ مبارک میں رکھ دی گئیں، اسی طرح حکمت وحکومت کے اختیارات کی چابیاں بھی آپ ہی کو عطا کر دی گئیں۔ ''بخاری شریف'' کتاب الجنائز میں ہے رسولُ اللّٰہ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ نے ارشاد فرمایا: "اللّٰہ کی قسم! میں اپنے حوضِ کوثر کو اس وقت بھی دیکھ رہا ہوں اور بے شک مجھے زمین کے خزانوں کی چابیاں دی گئی ہیں۔''

(بخاری، کتاب الجنائز، باب الصلاۃ علی الشھید، ۱/ ۴۵۲، حدیث: ۱۳۴۴)

2 ......اللّٰہ ربُّ العِزَّت نے اپنے عزت وعظمت والے بندوں کو چاند کے ٹکڑوں اور روشن تاروں کی مانند کیا جب کہ حضور پُرنور صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّمَ کو تو ایسا روشن سورج بنایا جو پوری کائنات کو اپنے نور سے منور کر رہا ہے اور اِسی نور سے ہر ایک اَنوار وتجلیات حاصل کر رہا ہے، چنانچہ امام بوصیری رَحْمَۃُ اللّٰہِ تَعَالٰی عَلَیْہِ فرماتے ہیں: فَاِنَّہٗ شَمْسُ فَضْلٍ ھُمْ کَوَاکِبُھَا یُظْھِرْنَ اَنْوَارَھَا لِلنَّاسِ فِی الظُّلَمِ یعنی اے محبوب صَلَّی اللّٰہُ تعالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّمَ! آپ عظمت کے سورج ہیں اور سارے پیغمبر آپ کے تارے کہ سب نے آپ ہی سے لے کر اندھیرے میں آپ ہی کا نور لوگوں پر ظاہر کیا۔ (قصیدۃ البردہ مع شرحھا...الخ، ص ۱۵۴)

3 ......اور آپ صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّمَ کی جنابِ عالی کے مقابل اپنے آپ کو کچھ نہ سمجھیں، اور نہ اپنے فضائل ومحاسن ہرگز ہرگز بیان کریں۔

میں ایک شَلِنگ ذرّہ کم مقدار[1][2] (کہ لق ودق صحرا میں اس کی اُڑان کی کیا وُقعت اور کیا قدرومنزلت)۔ علم وہ وسیع وغزیر (کثیر درکثیر) عطا فرمایا کہ علومِ اوّلین وآخرین اس کے بحرِ علوم کی نہریں یا جوششِ فُیُوض کے چھینٹے قرار پائے۔[3] (شرق تا غرب، عرش تا فرش اُنہیں دکھایا، مَلَکُوْتُ السَّمَاوَاتِ وَالْاَرْض کا شاہد بنایا،[4] روزِ اوّل سے روزِ آخر تک کا، سب مَا کَانَ وَمَایَکُوْن اُنہیں بتایا)[5] اَزَل سے اَبَد تک تمام غیب و شہادت (غائب وحاضر) پر اطلاعِ تام[6] (وآگاہی تمام اُنہیں) حاصل، اِلَّامَاشَآءَاللّٰہ

---

1 ......اُڑتا ہوا معمولی ذرّہ۔

2 ......اللّٰہ تعالیٰ نے سرکار صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّمَ کے شاہی دربار کو وہ عظمت وبلندی عطا فرمائی ہے کہ عرشِ عظیم جیسے ہزاروں وسیع وعریض تخت معمولی ذرے کی طرح گم ہو جائیں۔

3 ......نبی کریم صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّمَ کے وسیع وعریض علم کے سامنے تمام اگلوں پچھلوں کے علوم کی مثال سمندر کے سامنے نہروں یا موجوں سے اُڑنے والے قطروں کی طرح ہے۔

4 ......زمین وآسمان کی سلطنت پر انہیں گواہ کیا۔

5 ......"مَا کَانَ وَمَا یَکُوْن" کا معنیٰ "مَا کَانَ مِنْ اَوَّلِ یَوْمٍ وَیَکُوْنُ اِلٰی اٰخِرِ الْاَیَّام"، یعنی روزِ اوّل آفرینش (یعنی مخلوق کی پیدائش) سے روزِ قیامت تک جو کچھ ہوا اور ہونے والا ہے ایک ایک ذرّے کا علمِ تفصیلی۔" (فتاویٰ رضویہ، ۱۵/ ۲۷۵) چنانچہ مشرق سے مغرب، زمین سے آسمان تک انہیں دکھایا، زمین وآسمان کی بادشاہت پر انہیں گواہ کیا، مخلوق کی پیدائش سے قیامت کے قائم ہونے تک جو کچھ ہوا اور جو کچھ ہونے والا ہے اس کے ایک ایک ذرّے کا تفصیلی علم انہیں بتایا۔

6 ......ارشادِ خداوندی عَزَّوَجَلَّ ہے:

وَمَا كَانَ اللّٰهُ لِيُطْلِعَكُمْ عَلَى الْغَيْبِ وَلٰكِنَّ اللّٰهَ يَجْتَبِيْ مِنْ رُّسُلِهٖ مَنْ يَّشَآءُ (پ ۴، اٰل عمرٰن: ۱۷۹)

ترجمۂ کنزالایمان: اور اللّٰہ کی شان یہ نہیں کہ اے عام لوگو تمہیں غیب کا علم دے دے ہاں اللّٰہ چُن لیتا ہے اپنے رسولوں سے جسے چاہے۔

(اور ہنوز اِن کے اِحاطۂ علم میں وہ ہزار در ہزار، بے حدو بے کنار سَمُنْدر لہرا رہے ہیں جن کی حقیقت وہ جانیں یا اُن کا عطا کرنے والا اُن کا مالک ومولیٰ جَلَّ وَ عَلا)۔[1] بصر (و نظر) وہ مُحیط (اور اس کا احاطہ اتنا بسیط) کہ شَشْ جِہَت (پس وپیش، چپ وراست، زیر و بالا) اس کے حضور (ان کی نگاہوں کے رُوبرُو ایسے ہیں جیسے) جِہتِ مُقابِل (کہ بَصارت کو ان پر اطلاعِ تام حاصل)۔[2]

دنیا اس کے سامنے اُٹھالی کہ تمام کائنات تا بروزِ قیامت، آنِ واحد میں پیش نظر،[3] (تو وہ دنیا کو اور جو کچھ دنیا میں قیامت تک ہونے والا ہے سب کو ایسے دیکھ رہے ہیں جیسے اپنی ہتھیلی کو، اور ایمانی نگاہوں میں نہ یہ قدرتِ الٰہی پر دشوار، نہ عزت و

= حضرت سیدنا حذیفہ رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہُ فرماتے ہیں: رسولُ اللّٰہ صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم نے ایک بار ہم میں کھڑے ہو کر ابتدائے آفرینش سے قیامت تک جو کچھ ہونے والا تھا سب بیان فرما دیا، کوئی چیز نہ چھوڑی، جسے یاد رہا یاد رہا، جو بھول گیا بھول گیا۔ (مسلم، کتاب الفتن و اشراط الساعة، باب اخبار النبی صلی اللّٰه علیه و سلم فیما یکون الی قیام الساعة، ص۱۵٤٥، حدیث:۲۳، ملتقطًا) مزید تفصیل کے لیے اعلیٰ حضرت رَحْمَۃُ اللّٰہِ تَعَالٰی عَلَیْہ کے رسالے ”انباء المصطفٰی“ کا مطالعہ فرمائیں۔

1 ...... ان کے علم کی وسعت میں ایسے ہزاروں سمندر ہیں جن کا کوئی کنارہ ہی نہیں اور ان کی حقیقت کوئی نہیں جانتا سوائے ان کے اور ان کے رب کے۔

2 ...... اللّٰہ تبارک وتعالیٰ نے آپ کی نگاہِ مبارکہ کو وہ وسعت وگنجائش عطا فرمائی ہے کہ شَشْ جِہت یعنی مشرق، مغرب، شمال، جنوب، اوپر اور نیچے سب کو اپنی نگاہوں کے سامنے مکمل طور پر ملاحظہ فرما رہے ہیں۔

3 ...... دنیا ان کے سامنے اُٹھا کر پیش کی گئی اس طرح کہ ساری کائنات قیامت کے ظاہر ہونے تک لمحہ بھر میں اُن کی نظروں کے سامنے۔

وجاہتِ انبیاء کے مقابل بِسْیَار)۔(1) سمع والا کے نزدیک پانچ سو برس راہ کی صدا جیسے کان پڑی آواز ہے۔(2) اور (بعطائے قادرِ مطلق) قدرت (واختیارات) کا تو کیا پوچھنا! کہ قدرتِ قَدِیْر عَلَی الْاِطْلَاق جَلَّ جَلَالُہٗ کی نمونہ وآئینہ ہے، عالمِ عُلوِی و سِفْلی (اَقطار واطرافِ زمین وآسمان) میں اس کا حکم جاری، فرمانروائی "کُنْ" کو اس کی زباں کی پاسداری۔(3) ـــــــــــــــــــــــــــــ

---

1 ...... بہت زیادہ۔

حضرت ثوبان رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہ سے مروی رسولُ اللّٰہ صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم نے ارشاد فرمایا: "بے شک اللّٰہ تعالٰی نے میرے لیے زمین کو سمیٹ دیا تو میں نے اس کے مشرقوں اور مغربوں (یعنی تمام جوانب واطراف) کو دیکھ لیا۔" (مسلم، کتاب الفتن واشراط الساعۃ، باب ھلاك ھذہ الامۃ الخ، ص۱۵۴۴، حدیث: ۲۸۸۹) دوسری روایت میں حضرت ابن عمر رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہُ سے مروی ہے رسولُ اللّٰہ صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم نے ارشاد فرمایا: "اللّٰہ تعالٰی نے میرے سامنے دنیا پیش فرمادی، یہی وجہ ہے کہ میں دنیا اور اس میں پیش آنے والے قیامت تک کے واقعات کو اپنی اس ہتھیلی کی طرح دیکھ رہا ہوں۔" (مجمع الزوائد، کتاب علامات النبوۃ، باب اخبارہ بالمغیبات، ۸/۵۱۰، حدیث: ۱۴۰۶۷)

2 ...... اللّٰہ تعالٰی نے آپ عَلَیْہِ الصَّلَاۃُ وَالسَّلَام کو اِس اعلیٰ درجہ کی سماعت عطا فرمائی ہے کہ پانچ سو سال دُور کی آواز بھی آپ کو ایسی معلوم ہوتی جیسے کان میں کہی ہوئی بات جیسا کہ حضرت ابوذر رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہُ فرماتے ہیں: رسولُ اللّٰہ صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم نے فرمایا: میں وہ دیکھتا ہوں جو تم نہیں دیکھ سکتے، میں وہ سنتا ہوں جو تم نہیں سن سکتے، آسمان چُرچُراہٹ کرتا ہے، اور لازم ہے کہ چُرچُراہٹ کرے۔الخ۔ (ترمذی، کتاب الزھد، باب فی قول النبی الخ، ۴/۱۴۰، حدیث: ۲۳۱۹) اور آسمان وزمین کے درمیان کا فاصلہ پانچ سو سال کی مسافت ہے۔

3 ...... آپ صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَسَلَّم کی قدرت واختیارات کا تو کیا پوچھنا! آپ کو تو قادرِ مطلق عَزَّوَجَلَّ نے اپنی قدرتِ کاملہ کا ایسا نمونہ وآئینہ بنایا کہ زمین وآسمان میں آپ کا حکم جاری، جس کے =

مردہ کو ''قُـمْ'' کہیں (کہ بحکمِ الٰہی کھڑا ہوجا تو وہ) زندہ۔ [1] اور چاند کو

= لیے جو چاہیں حلال فرمائیں اور جو چاہیں حرام، اِسی طرح امرِ شاہی ''کُـن'' (یعنی آپ کا شاہی حکم کسی چیز کے بارے میں کہنا: ہوجا) میں آپ کی زبانِ اَقدس اور مزاج شریف کو ملحوظِ خاطر رکھا چنانچہ ارشادِ خداوندی عَزَّوَجَلَّ ہے:

وَيُحِلُّ لَهُمُ الطَّيِّبٰتِ وَيُحَرِّمُ عَلَيْهِمُ الْخَبٰٓئِثَ (پ ۹، الاعراف: ۱۵۷)

ترجمۂ کنز الایمان: اور ستھری چیزیں ان کے لیے حلال فرمائے گا اور گندی چیزیں ان پر حرام کرے گا۔

اِس سے معلوم ہوا کہ حلال وحرام کرنے کا حضور عَلَيْهِ الصَّلاةُ وَالسَّلام کو رب تعالیٰ کی طرف سے اختیار دیا گیا، آپ صَلَّى اللّٰهُ تَعَالٰى عَلَيْهِ وَاٰلِهٖ وَسَلَّم شارع یعنی صاحبِ شریعت اور مالکِ شریعت ہیں چنانچہ ایک صاحب حضور عَلَيْهِ الصَّلاةُ وَالسَّلام کی بارگاہ میں حاضر ہوئے اور اِس شرط پر اِیمان لائے کہ میں صرف دو ہی نمازیں پڑھا کروں گا تو حضور عَلَيْهِ الصَّلاةُ وَالسَّلام نے ان کی یہ درخواست قبول فرمالی۔ (مسند احمد، مسند البصريين، ۷/۲۸۳، حديث: ۲۰۳۰۹)

مسلمانوں پر پانچ نمازیں فرض ہیں کسی ایک نماز کا چھوڑنا حرام ہے مگر اِن صاحب نے حضور عَلَيْهِ الصَّلاةُ وَالسَّلام سے تین نمازیں معاف کروالیں، یعنی حضور عَلَيْهِ الصَّلاةُ وَالسَّلام نے باقی تین نمازوں کا نہ پڑھنا اِن کے لیے حلال فرمادیا۔ اسی طرح حضور عَلَيْهِ الصَّلاةُ وَالسَّلام نے اُمِّ عطیہ کو ایک بار نوحہ کرنے کی اِجازت عطا فرمائی حالانکہ نوحہ یعنی مُردے کے حالات بیان کر کے رونا شرعاً حرام ہے۔ (مسلم، كتاب الجنائز، باب التشديد فى النياحة، ص ٤٦٦، حديث: ٩٣٧)

اسی طرح حضرت علی كَرَّمَ اللّٰهُ تَعَالٰى وَجْهَهُ الْكَرِيْم کو خاتونِ جنت فاطمۃ الزہرا رَضِیَ اللّٰهُ تَعَالٰی عَنْهَا کی موجودگی میں دوسری عورت سے نکاح کرنے سے روک دیا۔ (مرقاة المفاتيح، كتاب المناقب والفضائل، الفصل الاوّل، ١٠/٥١٤) پتا چلا کہ حضور عَلَيْهِ الصَّلاةُ وَالسَّلام کو اللّٰہ رَبُّ الْعِزَّت نے یہ قدرت واختیار دیا ہے کہ جس کے لیے جو چاہیں حلال فرمائیں اور جو چاہیں حرام۔ تفصیل کے لیے اعلیٰ حضرت رَحْمَةُ اللّٰهِ تَعَالٰى عَلَيْه کی تصنیف ''الامن و العلى'' کے ضمنی رسالے ''منية اللبيب ان التشريع بيد الحبيب'' کا مطالعہ کریں۔

[1] ......رسولُ اللّٰه صَلَّى اللّٰهُ تَعَالٰى عَلَيْهِ وَاٰلِهٖ وَسَلَّم اللّٰه رَبُّ الْعِزَّت کے حکم سے مردے کو ''قُمْ'' (کھڑا ہوجا) کہتے تو وہ زندہ ہوجاتا چنانچہ ''شفا شریف'' میں ہے: ایک شخص نے بارگاہِ رسالت میں =

اِشارہ کریں (تو) فوراً دو پارہ ہو۔[1] جو (یہ) چاہتے ہیں خدا وہی چاہتا ہے کہ یہ وہی

=اپنی بیٹی کو زندہ کرنے کی درخواست کی اور بتایا کہ وہ فلاں وادی میں ہے تو رسولُ اللّٰہ صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم اِس کے ساتھ وادی کی طرف چل دیئے اور اُسے اُس کے نام کے ساتھ آواز دی، اَے فلانہ! اللّٰہ کے حکم سے مجھے جواب دے، وہ لڑکی اپنی قبر سے باہر نکل کر کہنے لگی: لَبَّیْکَ وَ سَعْدَیْکَ (یارسولَ اللّٰہ صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم! میں آپ کے حضور حاضر ہوں اور اللّٰہ تعالیٰ آپ کو خوش حال رکھے) تو رسولُ اللّٰہ صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم نے اِرشاد فرمایا: ''تیرے ماں باپ اِسلام لے آئے ہیں اگر تو چاہے تو میں تجھے اُن کے پاس دُنیا میں واپس لوٹا دوں؟'' اُس نے کہا: ''مجھے اپنے والدین کی ضرورت وحاجت نہیں، میں نے تو اللّٰہ رَبُّ الْعِزَّت کو اِن دونوں سے بہتر پایا ہے، یعنی وہ ان دونوں سے زیادہ مہربان ہے۔'' (شفا، فصل فی احیاء الموتٰی و کلامھم، ۱/۳۲۰)

[1]......اگر چاند کو اشارہ کردیں تو وہ دو ٹکڑے ہو جائے چنانچہ آیتِ کریمہ: ﴿اِقْتَرَبَتِ السَّاعَةُ وَانْشَقَّ الْقَمَرُ﴾ کے تحت ''تفسیر نور العرفان'' میں ہے: ''علامہ احمد خر پوتی رَحْمَةُ اللّٰهِ عَلَیْه نے ''شرح قصیدہ بُردہ'' میں فرمایا کہ ابوجہل نے اپنے یمنی دوست حبیب یمنی کو بُلایا تاکہ وہ مکہ والوں کو اِسلام سے روکنے میں اس کی مدد کرے، حبیب مکہ معظّمہ آیا تو ابوجہل نے حضور کی بہت شکایتیں کیں، اِس نے کہا کہ اچھا میں اِن سے بھی مل کر دریافت کرلوں، حضور کی خدمت میں قاصد بھیجا کہ میں یمن سے آیا ہوں، فلاں جگہ سردارانِ قریش کے ساتھ بیٹھا ہوں، آپ سے ملنا چاہتا ہوں یہ رات کا وقت ہے چودھویں شب تھی، حضور تشریف لے گئے، حبیب نے حضور سے دریافت کیا کہ آپ کیا دعوت دیتے ہیں؟ حضور صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّمَ نے فرمایا: اللّٰہ کی توحید اور اپنی رِسالت کی۔ حبیب بولا کہ آپ کے پاس معجزہ کیا ہے؟ تو فرمایا: ''جو تو چاہے۔'' حبیب نے کہا کہ میں دو معجزے چاہتا ہوں ایک یہ کہ آپ چاند چیر دیں، دوسرا مطالبہ پھر عرض کروں گا، حضور نے فرمایا کہ اچھا صفا پہاڑ پر چل، حبیب مع تمام سردارانِ قریش کے حضور کے ساتھ صفا پر گئے، حضور نے چاند کی طرف اُنگلی سے اِشارہ کیا، چاند کے دو ٹکڑے ہو گئے، اور اِن ٹکڑوں میں اِتنا فاصلہ ہو گیا کہ ایک ٹکڑا پہاڑ کے =

چاہتے ہیں جو خدا چاہتا ہے۔ (1)

=اِس طرف دوسرا اُس طرف، بہت دیر کے بعد خُوب دِکھا کر پھر جو اِشارہ کیا تو دونوں ٹکڑے مل گئے، حضور نے پوچھا: **"حبیب دوسرا مطالبہ کرو؟"**، وہ بولا کہ حضور خود معلوم کرلیں کہ میرے دِل میں کیا ہے، تب سرکار صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّمَ نے فرمایا کہ تیری ایک لڑکی ہے لنگڑی، لولی، اَندھی، بہری، جوان ہوچکی ہے، تو چاہتا ہے کہ یا تو اِسے شفا ہوجائے یا مرجائے، جا اِسے شفا ہوگئی اور تو یہاں کلمہ پڑھ لے، حبیب اور بہت سے لوگ ایمان لے آئے، ابوجہل نے کہا: یہ سب جادو ہے۔"

(تفسیر نور العرفان، پ۲۷، القمر، تحت الآیۃ: ۱، ص۸۴۳)

1 ...... جو ہمارے پیارے آقا محمد مصطفےٰ احمد مجتبیٰ صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم چاہتے ہیں خدا تعالیٰ بھی وہی چاہتا ہے، اِس لیے کہ حضور کی چاہت وہی ہوتی ہے جو خدا چاہتا ہے چنانچہ حضرت عائشہ صدیقہ رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْھَا نے حضور عَلَیْہِ الصَّلَاۃُ وَالسَّلَام کی خدمتِ اقدس میں عرض کی: "میں دیکھتی ہوں کہ آپ کا ربّ آپ کی چاہت پوری کرنے میں جلدی فرماتا ہے۔" (بخاری، کتاب التفسیر، باب ترجی من تشاء...الخ، ۳/۳۰۳، حدیث: ۴۷۸۸) اور حضور عَلَیْہِ الصَّلَاۃُ وَالسَّلَام کی چاہت و پسند کا اللہ رَبُّ الْعِزَّت کس قدر خیال رکھتا ہے اِس کے لیے چند ایک آیات ملاحظہ ہوں چنانچہ اِرشادِ خداوندی عَزَّوَجَلَّ ہے:

فَلَنُوَلِّیَنَّكَ قِبْلَةً تَرْضٰىهَا (پ۲، البقرۃ: ۱۴۴)

ترجمۂ کنز الایمان: تو ضرور ہم تمہیں پھیر دیں گے اس قبلہ کی طرف جس میں تمہاری خوشی ہے۔

تفسیر قرطبی میں اس آیتِ کریمہ:

وَلَسَوْفَ یُعْطِیْكَ رَبُّكَ فَتَرْضٰى (پ ۳۰، الضحی: ۵)

ترجمۂ کنز الایمان: اور بےشک قریب ہے کہ تمہارا رب تمہیں اتنا دے گا کہ تم راضی ہو جاؤ گے۔

کے نزول پر حضور صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم نے فرمایا: ((اِذًا وَ اللّٰہِ لَا اَرْضٰی وَ وَاحِدٌ مِّنْ اُمَّتِیْ فِی النَّارِ)) "ربّ کی قسم ہے کہ میں اُس وقت تک راضی یعنی خوش نہ ہوں گا جب تک میرا ایک اُمتی بھی دوزخ میں رہے۔"

(تفسیر قرطبی، پ ۳۰، الضحی، تحت الآیۃ: ۵، ۱۰/۶۸، فتاویٰ رضویہ، ۲۹/۵۷۲)=

مَنْشُورِ خلافتِ مُطلَقہ[1] (تامہ، عامہ، شاملہ، کاملہ) وتَفوِیضِ تام[2] (کا فرمانِ شاہی) ان کے نامِ نامی (اسمِ گرامی) پر پڑھا گیا اور سکہ وخطبہ ان کا مَلاءِ ادنیٰ سے عالَمِ بالا تک جاری ہوا[3] (تو وہ اللہ عَزَّوَجَلَّ کے نائبِ مطلق ہیں۔[4]) اور ماسوی اللہ

= تفسیر روح البیان میں ہے: ''حدیثِ پاک میں ہے کہ میں اپنی اُمت کی شفاعت فرماتا رہوں گا یہاں تک کہ میرے لیے نِدا کی جائے گی: اے محمد! کیا تم راضی ہوگئے؟ ((فَاَقُوْلُ: رَبِّ قَدْ رَضِیْتُ))، میں عرض کروں گا: الٰہی! میں راضی ہوگیا۔'' (تفسیر روح البیان، پ ۳۰، الضحی، تحت الآیۃ: ۵، ۱۰ / ۴۵۵، فتاویٰ رضویہ، ۲۹/ ۵۷۳) سُبْحَانَ اللّٰہ! تمام مخلوق رب کو راضی کرنا چاہتی ہے مگر حضور ربّ کے مطلوب ومحبوب ہیں کہ ربّ انہیں راضی فرمانا چاہتا ہے۔

خدا کی رِضا چاہتے ہیں دو عالَم
خُدا چاہتا ہے رضائے محمد

1 ......مطلقاً جانشینی کا پروانہ۔ 2 ......مکمل اختیارات۔

3 ......فرش سے عرش تک آپ کی حمد وثناء کا خطبہ اور شاہی فرمان پڑھا گیا۔

4 ......مُحَقِّق عَلَی الْاِطْلَاق شیخ عبدالحق محدث دہلوی رَحْمَةُ اللّٰهِ تَعَالٰی عَلَیْه فرماتے ہیں: ''حضور عَلَیْهِ الصَّلَاةُ وَالسَّلَام اللہ تعالیٰ کے خلیفۂ مطلق اور نائبِ کل ہیں جو چاہیں کرتے ہیں اور جو چاہیں عطا فرماتے ہیں۔'' (اشعۃ اللمعات، کتاب الفتن، باب اشراط الساعۃ، الفصل الثانی، ۴/ ۳۳۵) سیّدی اعلیٰ حضرت رَحْمَةُ اللّٰهِ تَعَالٰی عَلَیْه فرماتے ہیں: حدیث پاک میں ہے: ''جب اللہ تعالیٰ نے عرش بنایا اس پر نور کے قلم سے جس کا طول (لمبائی) مشرق سے مغرب تک تھا لکھا: اللہ کے سوا کوئی سچا معبود نہیں محمد (صَلَّی اللّٰهُ تَعَالٰی عَلَیْهِ وَاٰلِهٖ وَسَلَّم) اللہ کے رسول ہیں، میں اِنہی کے واسطے سے لوں گا اور اِن ہی کے وسیلے سے دوں گا، ان کی اُمت سب امتوں سے افضل ہے اور ان کی اُمت میں سب سے افضل ابوبکر صدیق۔'' (کنز العمال، کتاب الفضائل، الفصل الثانی فی فضائل الخلفاء...الخ، الجزء: ۱۱، ۶/ ۲۵۱، حدیث: ۳۲۵۷۸) بِحَمْدِاللّٰہِ تَعَالٰی اس حدیثِ جلیل جامع پر ختم کیجئے کہ اللہ عَزَّوَجَلَّ کی بارگاہ کا تمام لینا دینا، اخذ وعطا سب مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللّٰہ صَلَّی اللّٰهُ تَعَالٰی عَلَیْهِ وَاٰلِهٖ وَسَلَّم کے ہاتھوں اِن کے واسطے اِن کے وسیلے سے ہے، اِسی کو خلافتِ عظمیٰ کہتے ہیں۔ وَلِلّٰہِ الْحَمْدُ حَمْدًا کَثِیْرًا۔ (الامن والعلی، ص ۸۴)

تمام عالم اِن کے تحتِ تصرف، اِن کے زیرِ اختیار، اِن کے سپرد کہ جو چاہیں کریں جسے جو چاہیں دیں اور جس سے جو چاہیں واپس لیں۔ (1) تمام جہان میں کوئی ان کا حکم پھیرنے والا نہیں، (2) اور ہاں کوئی کیونکر ان کا حکم پھیر سکے کہ حکمِ الٰہی کسی کے پھیرے نہیں پھرتا۔ (3) تمام جہان ان کا محکوم (4) ـــ

---

(1)......مُحقّق عَلَی الْاِطْلَاق شیخ عبدالحق محدث دہلوی رَحْمَۃُ اللہِ تَعَالٰی عَلَیْہ فرماتے ہیں: ''حضور صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَ اٰلِہٖ وَسَلَّم کا تصرف اور آپ کی قدرت اور سلطنت سلیمان عَلَیْہِ السَّلَام کی سلطنت اور قدرت سے زیادہ تھی، ملک وملکوت جن اور انسان اور سارے جہان اللہ تعالٰی کے تابع کر دینے سے حضور عَلَیْہِ الصَّلٰوۃُ وَالسَّلَام کے تصرف اور قدرت کے احاطے میں تھے۔ (اشعة اللمعات، كتاب الصلٰوة، باب مالايجوز...الخ، الفصل الاول، ١/ ٤٦٣) ''الجوهر المنظم'' میں ہے: ''بے شک نبی کریم صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم اللہ عَزَّوَجَلَّ کے خلیفہ ہیں، اللہ تعالٰی نے اپنے کرم کے خزانے اور اپنی نعمتوں کے خوان حضور کے دستِ اقدس اور ان کے ارادہ واختیار میں دے دیئے ہیں کہ جسے چاہیں عطا فرماتے ہیں اور جسے چاہیں روک رکھتے ہیں۔ (الجوهر المنظم، ص ٤٢ ملخصًا)

(2)......ان کی بات کو رد کرنے والا نہیں۔ المواهب اللدنية میں ہے: ''نبی صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم خزانۂ رازِ الٰہی اور احکام کو نافذ کرنے والے ہیں، کوئی حکم نافذ نہیں ہوتا مگر حضور عَلَیْہِ الصَّلٰوۃُ وَالسَّلَام کے دربار سے، اور کوئی نعمت کسی کو نہیں ملتی مگر حضور عَلَیْہِ الصَّلٰوۃُ وَالسَّلَام کے دربار سے، خبردار رہو! میرے ماں باپ قربان ان پر جو بادشاہ اور سردار ہیں اس وقت سے کہ آدم عَلَیْہِ الصَّلٰوۃُ وَالسَّلَام ابھی آب وگل کے اندر ٹھہرے ہوئے تھے، وہ جس بات کا ارادہ فرمائیں اس کا خلاف نہیں ہوتا، **تمام جہان میں کوئی ان کے حکم کو پھیرنے والا نہیں**، صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم۔ (المواهب اللدنية، المقصد الاول، تشريف الله تعالٰى له، ١/ ٢٨)

(3)......کہ سرکار صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کا حکم دینا ایسا ہی ہے جیسا کہ اللہ عَزَّوَجَلَّ کا حکم دینا، جیسے اللہ عَزَّوَجَلَّ کا حکم کوئی رد نہیں کر سکتا اسی طرح حضور عَلَیْہِ الصَّلٰوۃُ وَالسَّلَام کا حکم بھی کوئی رد نہیں کر سکتا۔

(4)......غلام، زیرِ فرمان۔ نسیم الریاض میں ہے: ''نبی کریم صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کے صاحب=

اور تمام آدمیوں کے وہ مالک۔(1) جو اُنہیں اپنا مالک نہ جانے حلاوتِ سنّت (2) سے محروم۔(3) مَلَکُوتُ السَّمَاوَاتِ وَالْاَرْضِ (4)

=امر و نہی ہونے کے یہ معنی ہیں کہ حضور عَلَیْہِ السَّلَام حاکم ہیں آپ کے سوا عالَم میں کوئی حاکم نہیں، نہ وہ کسی کے محکوم، پس جب وہ کسی بات میں فرما دیں: ''نہیں'' یا ''ہاں''، اور وہ کوئی بات نہیں کہتے مگر ٹھیک اللّٰہ عَزَّوَجَلَّ کی رضا کے موافق، تو کسی کو بھی ان کی بات ماننے بغیر چارہ نہیں، پس اس وقت جب وہ کوئی فیصلہ فرما دیں تو نہ کوئی ان کے فیصلے کو روک سکتا ہے اور نہ ان کے فیصلے کو رد کر سکتا ہے، اور وہ اپنی بات میں سب سے زیادہ سچے ہیں۔''
(نسیم الریاض، القسم الاوّل فی تعظیم...الخ، ٢/ ٢٨١، فتاویٰ رضویہ،٣٠/٥٦٥)

1 ......حضرت اَعشٰی مازنی رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہُ کہتے ہیں کہ میں نبی پاک صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کی بارگاہ میں حاضر ہوا اور میں نے شعر پڑھا: ((یَا مَالِکَ النَّاسِ وَدَیَّانَ الْعَرَبُ...الخ)) ترجمہ: ''اے تمام آدمیوں کے مالک اور اے عرب کے جزا و سزا دینے والے۔'' (مسند احمد، مسند عبداللّٰہ بن عمرو بن العاص، ٢/٦٤٤، حدیث: ٦٩٠٢) اعلیٰ حضرت عظیم البرکت عظیم المرتبت مجدد دین وملت مولانا شاہ امام احمد رضا خان عَلَیْہِ رَحْمَۃُ الرَّحْمٰن ''فتاویٰ رضویہ شریف'' میں اس حدیث کے تحت فرماتے ہیں کہ یہ حدیثِ جلیل اتنے ائمّہ کبار نے باسانیدِ متعدّدہ روایت کی اور طریقِ اخیر میں یہ لفظ ہیں کہ اَعشٰی رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہُ نے نبی صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کی پناہ لی اور عرض کی کہ اے مالکِ آدمیاں! و اے جزا و سزا دہ عرب! صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْکَ وَبَارَکَ وَسَلَّم۔ (فتاویٰ رضویہ،٣٠/٤٤٧)

2 ......سنّت کی لذت ومٹھاس۔

3 ......امام قاضی عیاض رَحْمَۃُ اللّٰہِ تَعَالٰی عَلَیْہ ''شفا شریف'' میں فرماتے ہیں: حضرت سہل رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہُ نے فرمایا: ''جو ہر حال میں نبی کریم صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کو اپنا والی اور اپنے آپ کو حضور کی ملک نہ جانے وہ سنتِ نبی صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کی حلاوت سے اصلاً خبردار نہ ہوگا، اس لیے کہ نبی کریم صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم نے ارشاد فرمایا: ''تم میں سے کوئی (کامل) مومن نہیں ہوسکتا جب تک کہ میں اس کے نزدیک اس کی جان سے بھی زیادہ محبوب نہ ہو جاؤں۔'' (الشفا، الباب الثانی فی لزوم محبتہ،٢/١٩، فتاویٰ رضویہ،٣٠/٤٢٥)

4 ......زمین وآسمان کی سلطنت۔

ان کے زیرِ فرمان۔ (1)

❶......اعلیٰ حضرت عظیم البرکت عظیم المرتبت مجدد دین وملت مولانا شاہ امام احمد رضا خان عَلَیْہِ رَحْمَۃُ الرَّحْمٰن ''فتاویٰ رضویہ شریف'' میں بحوالہ ''معجم اوسط'' بسندِ حسن سیدنا جابر بن عبد اللّٰہ رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہُمَا سے روایت کرتے ہوئے فرماتے ہیں کہ سیّدِ عالم صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم نے آفتاب کو حکم دیا کہ کچھ دیر چلنے سے باز رہ، وہ فوراً ٹھہر گیا۔

(معجم الاوسط،من اسمه علی ، ۱۱٦/۳، حدیث:۴۰۳۹)

اقول: اس حدیثِ حسن کا واقعہ اس حدیثِ صحیح کے واقعۂ عظیمہ سے جدا ہے جس میں ڈوبا ہوا سورج حضور (صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم) کے لیے پلٹا ہے یہاں تک کہ مولیٰ علی کَرَّمَ اللّٰہُ تَعَالٰی وَجْہَہُ الْکَرِیْم نے نمازِ عصر کہ خدمت گزاریِ محبوبِ باری صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَسَلَّمَ میں قضا ہوئی تھی ادا فرمائی۔ امام اجل طحاوی وغیرہ اکابر نے اس حدیث کی تصحیح کی۔ اَلْحَمْدُلِلّٰہ اسے خلافتِ رَبُّ الْعِزَّت کہتے ہیں کہ مَلَکُوْتُ السَّمٰوٰت وَالْاَرْض میں ان کا حکم جاری ہے، تمام مخلوقِ الٰہی کو ان کیلئے حکمِ اطاعت وفرمانبرداری ہے، وہ خدا کے ہیں اور جو کچھ خدا کا ہے سب اِن کا ہے، وہ محبوب اجل واکرم وخلیفۃ اللّٰہ الاعظم صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَسَلَّم جب دودھ پیتے تھے گہوارہ میں چاند اِن کی غلامی بجالاتا، جدھر اشارہ فرماتے اسی طرف جھک جاتا، حدیث میں ہے سیدنا عباس بن عبدالمطلب رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہُمَا عم مکرم سید اکرم صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَسَلَّم نے حضور سے عرض کی: میرا اسلام لانے کا سبب حضور کے ایک ''معجزے کا دیکھنا'' ہوا رَاَیْتُکَ فِی الْمَھْدِ تُنَاغِی الْقَمَرَ وَتُشِیْرُ اِلَیْہِ بِاُصْبُعِکَ فَحَیْثُ اَشَرْتَ اِلَیْہِ مَالَ ۔ ''میں نے حضور کو دیکھا کہ حضور گہوارے میں چاند سے باتیں فرماتے جس طرف انگشتِ مبارک سے اشارہ کرتے چاند اسی طرف جھک جاتا'' سیّدِ عالم صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَسَلَّمَ نے فرمایا: ''ہاں میں اس سے باتیں کرتا تھا وہ مجھ سے باتیں کرتا اور مجھے رونے سے بہلاتا، میں اس کے گرنے کا دھما کہ سنتا تھا جب وہ زیرِ عرش سجدے میں گرتا۔'' (خصائص کبری،باب مناغاته للقمر...الخ، ۱ /۹۱) امام شیخ الاسلام صابونی فرماتے ہیں: یہ حدیث معجزات میں حسن ہے۔ جب دودھ پیتوں کی یہ حکومتِ قاہرہ ہے تو اب کہ خِلَافَۃُ الْکُبْرٰی کا ظہور عین شباب پر ہے آفتاب کی کیا جان کہ ان کے حکم سے سرتابی کرے...الخ)۔ (فتاویٰ رضویہ،۳۰/۴۸۵-۴۸۶)

تمام زمین اُن کی مِلک [1] اور تمام جنت ان کی جا گیر) [2]

❶......رسولُ اللّٰہ صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیۡہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم نے ارشاد فرمایا: ((وَاعۡلَمُوۡا اَنَّ الۡاَرۡضَ لِلّٰہِ وَ رَسُوۡلِہٖ)) ''جان لو! بےشک زمین اللّٰہ اور اس کے رسول کے لیے ہے''۔ (بخاری، کتاب الجزیة والموادعة، باب اخراج الیهود...الخ، ۲/ ۳۶۵، حدیث:۳۱۶۷) ابن عباس رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنۡہ سے مروی ہے: رسولُ اللّٰہ صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیۡہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم نے ارشاد فرمایا: ((مَوۡتَانُ الۡاَرۡضِ لِلّٰہِ وَلِرَسُوۡلِہٖ)) ''جو زمین کسی کی ملک نہیں وہ اللّٰہ اور اللّٰہ کے رسول کی ہے۔'' (سنن کبری، ۶/ ۲۳۷، حدیث: ۱۱۷۸۶) ابن عباس رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنۡہ سے مروی ہے کہتے ہیں: ((اِنَّ عَادِیَّ الۡاَرۡضِ لِلّٰہِ وَ لِرَسُوۡلِہٖ)) ''قدیم زمینیں اللّٰہ اور اس کے رسول کے لیے ہیں۔'' (سنن کبری للبیهقی، کتاب احیاء الموات، باب لایترك ذمی...الخ، ۶/ ۲۳۷، حدیث: ۱۱۷۸۵) اعلیٰ حضرت عظیم البرکت عظیم المرتبت مجدد دین وملت مولانا شاہ امام احمد رضا خان عَلَیۡہِ رَحۡمَۃُ الرَّحۡمٰن ''فتاویٰ رضویہ شریف'' میں ان احادیث کے تحت فرماتے ہیں کہ ''میں کہتا ہوں: بَن (جہاں کثرت سے درخت ہوں) جنگل، پہاڑوں اور شہروں کی ملک افتادہ زمینوں کی تخصیص اس لئے فرمائی کہ اُن پر ظاہری مِلک بھی کسی کی نہیں یہ ہر طرح خالص مِلکِ خدا ورسول ہیں جَلَّ جَلَالُہٗ وَصَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیۡہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم، ورنہ محلّوں، احاطوں، گھروں، مکانوں کی زمینیں بھی سب اللّٰہ ورسول کی مِلک ہیں اگرچہ ظاہری نام مَن وتُو کا لگا ہوا ہے، ''زبور شریف'' سے رَبُّ الۡعِزَّت کا کلام سن ہی چکے ''کہ احمد مالک ہوا ساری زمین اور تمام امتوں کی گردنوں کا،'' صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیۡہِ وَسَلَّم، تو یہ تخصیصِ مکانی ایسی ہے جیسے آیہ کریمہ ﴿وَالۡاَمۡرُ یَوۡمَئِذٍ لِّلّٰہِ﴾ میں تخصیصِ زمانی کہ حکم اس دن اللّٰہ کے لئے ہے، حالانکہ ہمیشہ اللّٰہ ہی کا ہے، مگر وہ دن روزِ ظہورِ حقیقت وانقطاعِ ادّعا ہے، لاجرم صحیح بخاری شریف کی حدیث نے ساری زمین بلا تخصیص اللّٰہ ورسول کی مِلک بتائی، وہ کہاں!!! وہ اس حدیث آئندہ میں، فرماتے ہیں صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیۡہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم: ((اِعۡلَمُوۡا اَنَّ الۡاَرۡضَ لِلّٰہِ وَلِرَسُوۡلِہٖ)). ''یعنی یقین جان لو کہ زمین کے مالک اللّٰہ ورسول ہیں۔'' (فتاویٰ رضویہ، ۳۰/ ۴۴۵)

❷......حضرت سیّدنا ربیعہ بن کعب اسلمی رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنۡہُ فرماتے ہیں: میں رسولُ اللّٰہ صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیۡہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کے ساتھ رات گزارتا تو میں آپ کے پاس وضو کا پانی اور دیگر اشیائے ضرورت =

= لاتا، (ایک بار) مجھ سے فرمایا: ''(سَلْ) کچھ مانگ لو، میں نے عرض کیا: (اَسْأَلُكَ مُرَافَقَتَكَ فِي الْجَنَّةِ) میں آپ سے جنت میں آپ کا ساتھ مانگتا ہوں، فرمایا: (اَوَ غَيْرَ ذٰلِكَ) اس کے سوا کچھ اور بھی، میں نے عرض کیا: هُوَ ذَاكَ، بس یہی، فرمایا: (فَاَعِنِّيْ عَلٰى نَفْسِكَ بِكَثْرَةِ السُّجُوْدِ) اپنی ذات پر زیادہ سجدوں سے میری مدد کرو۔''

(مسلم، کتاب الصلاۃ، باب فضل السجود...الخ، ص٢٥٣، حدیث: ٤٨٩)

''مرقاۃ'' میں ملا علی قاری عَلَیْهِ الرَّحْمَة اس حدیث کے اس لفظ ''سَلْ'' یعنی ''مجھ سے کوئی حاجت طلب کر۔'' کے تحت فرماتے ہیں: ابن حجر کہتے ہیں: ''میں تجھے تیری اس خدمت کے بدلے میں جو تو نے میری کی تحفہ دوں گا، اس لیے کہ یہی بزرگوں کی شان ہے اور نبی کریم صَلَّی اللّٰهُ تَعَالٰی عَلَيْهِ وَاٰلِهٖ وَسَلَّم سے زیادہ بزرگ کوئی نہیں، حضور عَلَيْهِ الصَّلاةُ وَالسَّلامُ نے جو مانگنے کا حکم مطلق دیا اس سے مستفاد ہوتا ہے کہ اللّٰہ عَزَّوَجَلَّ نے حضور عَلَيْهِ الصَّلاةُ وَالسَّلامُ کو قدرت بخشی ہے کہ اللّٰہ تعالیٰ کے خزانوں میں سے جو کچھ چاہیں عطا فرمائیں۔'' ابن سبع اور دوسرے علماء نے حضور اقدس صَلَّی اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ کے خصائصِ کریمہ میں ذکر کیا ہے کہ (اِنَّ اللّٰهَ تَعَالٰى اَقْطَعَهٗ اَرْضَ الْجَنَّةِ يُعْطِيْ مِنْهَا مَا شَاءَ لِمَنْ يَّشَاءُ) ملتقطاً ''بے شک جنت کی زمین اللّٰہ تعالیٰ نے حضور عَلَيْهِ الصَّلاةُ وَالسَّلامُ کی جاگیر کردی ہے کہ اس میں سے جو چاہیں جسے چاہیں بخش دیں۔'' (مرقاة المفاتیح، کتاب الصلاة، باب السجود و فضله، ٢ / ٦١٥، تحت الحدیث: ٨٩٦، فتاویٰ رضویہ، ٣١٠/٢١ ملخصًا) اخبار الاخیار میں قرآن کی اس آیت:

تِلْكَ الْجَنَّةُ الَّتِيْ نُوْرِثُ مِنْ عِبَادِنَا مَنْ كَانَ تَقِيًّا (پ١٦، مریم: ٦٣)

ترجمۂ کنزالایمان: یہ وہ باغ ہے جس کا وارث ہم اپنے بندوں میں سے اسے کریں گے جو پرہیزگار ہے

کے تحت ہے: ''یعنی ہم اس جنت کا وارث محمد صَلَّی اللّٰهُ تَعَالٰی عَلَيْهِ وَاٰلِهٖ وَسَلَّم کو بناتے ہیں پس ان کی مرضی جسے چاہیں عطا فرمائیں اور جس کو چاہیں منع کریں، دنیا و آخرت میں وہی سلطان ہیں، انہیں کے لیے دنیا ہے اور انہیں کے لیے جنت، (دونوں کے مالک وہی ہیں)۔''

(اخبار الاخیار، ص٢١٦)

اعلیٰ حضرت عظیم البرکت عظیم المرتبت مجدد دین وملت مولانا شاہ امام احمد رضا خان عَلَيْهِ رَحْمَةُ =

دنیا و دیں میں جو جسے ملتا ہے ان کی بار گاہِ عرش اِشْتِباہ [1] سے ملتا ہے،

(جنت و نار کی کُنجیاں دستِ اقدس میں دے دی گئیں۔ [2] رزق و خیر اور ہر قسم کی عطائیں

= الرَّحْمٰن ''فتاویٰ رضویہ شریف'' میں فرماتے ہیں کہ ''رسولُ اللّٰہ صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم اپنے رب کی عطا سے مالکِ جنت ہیں، معطیِ جنت ہیں، جسے چاہے عطا فرمائیں، امام حجۃُ الْاِسلام غزالی پھر امام احمد قسطلانی مواہب لدنیہ پھر علامہ محمد زرقانی اس کی شرح میں فرماتے ہیں: (اِنّ اللّٰہَ تَعَالٰی مَلَّکَہُ الْاَرْضَ کُلَّھَا وَ اَنَّہٗ صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَسَلَّمَ کَانَ یَقْطَعُ اَرْضَ الْجَنَّۃِ مَا شَاءَ مِنْھَا لِمَنْ شَاءَ فَاَرْضُ الدُّنْیَا اَوْلٰی). اللّٰہ تعالیٰ نے دنیا اورآخرت کی تمام زمینوں کا حضور کو مالک کر دیا ہے، حضور جنت کی زمین میں سے جتنی چاہیں جسے چاہیں جاگیر بخشیں تو دنیا کی زمین کا کیا ذکر!۔ (فتاویٰ رضویہ،۱۴/۶۶۷)

1 ...... بلند و بالا عظمت والے دربار۔

2 ...... اعلیٰ حضرت مجدد دین وملت مولانا شاہ امام احمد رضا خان عَلَیْہِ الرَّحْمَۃ ''فتاویٰ رضویہ شریف'' میں فرماتے ہیں کہ ابن عبدالبر کتاب ''بھجۃُ المجالس'' میں راوی کہ حضور پرنور اَفضلُ صَلَوَاتُ اللّٰہِ تَسْلِیْمَاتُہٗ عَلَیْہِ فرماتے ہیں: ''روزِ قیامت صراط کے پاس ایک منبر بچھایا جائیگا پھر ایک فرشتہ آکر اس کے پہلے زینہ پر کھڑا ہوگا اورندا کرے گا: اے گروہ مسلمانان! جس نے مجھے پہچانا اس نے پہچانا اورجس نے نہ پہچانا میں مالک داروغۂ دوزخ ہوں اللّٰہ تعالیٰ نے مجھے حکم دیا ہے کہ جہنم کی کنجیاں محمد صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّمَ کو دے دوں اورمحمد صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّمَ کا حکم ہے کہ ابوبکر صدیق (رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہُ) کے سپرد کردوں، ہاں ہاں! گواہ ہوجاؤ، ہاں ہاں! گواہ ہوجاؤ، پھر ایک اورفرشتہ دوسرے زینہ پر کھڑا ہوکر پکارے گا: اے گروہ مسلمین! جس نے مجھے جانا اس نے جانا اورجس نے نہ جانا تو میں رضوان داروغۂ جنت ہوں، مجھے اللّٰہ تعالیٰ نے حکم فرمایا ہے کہ جنت کی کنجیاں محمد صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَسَلَّم کو دے دوں اور محمد صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَسَلَّمَ کا حکم ہے کہ ابوبکر (رَضِیَ اللّٰہُ عَنْہُ) کے سپرد کردوں، ہاں ہاں! گواہ ہوجاؤ، ہاں ہاں! گواہ ہوجاؤ۔'' (علامہ ابراہیم بن عبد اللّٰہ المدنی الشافعی نے اپنی تحقیقی کتاب ''الاکتفاء فی فضل الاربعۃ الخلفاء'' کے ساتویں باب میں فضائل صدیق میں بیان کیا ہے۔) (فتاویٰ رضویہ،۳۰/۴۳۱۔۴۳۲)

حضور ہی کے دربار سے تقسیم ہوتی ہیں۔[1] دنیاوآخرت حضور ہی کی عطا کا ایک حصہ ہے:

فَاِنَّ مِنْ جُوْدِکَ الدُّنیَا وَضَرَّتَھَا[2]

(بے شک دنیاوآخرت آپ کے جودوسخا سے ہے)[3]

---

❶......المواهب اللدنية میں ہے:''بے شک رسولُ اللّٰہ صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّمَ کوخزانوں کی چابیاں عطا کی گئیں،بعض حضرات نے فرمایا:اس سے مرادعالَم کے تمام اَجناس کے خزائن کی چابیاں ہیں تاکہ آپ ان کواس کے مطابق عطا کریں جووہ اپنی ذات کیلئے طلب کریں،تو پس عالَم میں جس کارزق بھی ظاہر ہوتا ہے تووہ کریم باری تعالیٰ محمد صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کے وسیلے ہی سے عطا کرتا ہے جن کے ہاتھ میں چابیاں ہیں کہ جس طرح غیب کی چابیاں اللّٰہ تعالیٰ کے پاس ہیں،پس اُس کے سوا کوئی بھی (اس کے بتائے بغیر) غیب کی بات نہیں جانتا،اور اس سید کریم صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّمَ کوخزانوں کی چابیاں دے کرخزانوں کی تقسیم آپ کے ساتھ خاص کردی،(لہٰذا جس کو جو ملتا ہے آپ کے ہاتھوں سے ملتا ہے)۔''(المواهب اللدنية، الفصل الثانی،اعطی مفاتیح الخزائن،٢/٢٧٨)جواھرُ البحار میں ہے:''اللّٰہ تعالیٰ نے حضور عَلَیْہِ الصَّلٰوۃُ وَالسَّلَام کے سبب بندوں پرقسم قسم کی خیرات اوردنیوی واُخروی سعادتوں کے دروازے کھولے،ہرقسم کارزق حضور کے ہاتھ مبارک سے تقسیم ہورہا ہے۔''

(جواهر البحار،٣/٣٧)

❷......قصيدة البردة مع شرحها، ص٢٩٣۔

❸......امام اجل محمد بوصیری قُدِّسَ سِرُّہٗ حضور سید عالم صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّمَ سے عرض کرتے ہیں:

فَاِنَّ مِنْ جُوْدِكَ الدُّنْیَا وَضَرَّتَھَا   وَ مِنْ عُلُوْمِكَ عِلْمَ اللَّوْحِ وَالْقَلَمِ

(قصيدة البردة مع شرحها، ص٢٩٣)

سیدی اعلیٰ حضرت عظیم البرکت عظیم المرتبت مجدد دین وملت مولانا شاہ امام احمد رضا خان عَلَیْہِ الرَّحْمَۃُ الرَّحْمٰن ''فتاوی رضویہ شریف'' میں اس شعر کے متعلق فرماتے ہیں کہ''یہ شعر قصیدہ=

تو تمام مَاسِوَی اللہ [1] نے جو نعمت، دنیاوی واُخروی، جسمانی یا روحانی، چھوٹی یا بڑی پائی اُنہیں کے دستِ عطا سے پائی، اُنہیں کے کرم، اُنہیں کے طفیل، اُنہیں کے واسطے سے ملی، اللہ عطا فرماتا ہے اور اِن کے ہاتھوں ملا، ملتا ہے اور اَبَدُ الْاٰبَاد تک [2] ملتا رہے گا، جس طرح دین وملت، اِسلام وسنت، صلاح وعبادت، زہد وطہارت اور علم ومعرفت ساری دینی نعمتیں اِن کی عطا فرمائی ہوئی ہیں، یونہی مال ودولت، شِفا وصحت، عزت ورِفعت اور فرزند وعشرت یہ سب دنیاوی نعمتیں بھی اِنہیں کے دستِ اقدس سے ملی ہیں۔

قال الرضا: ؎

بے اِن کے واسطے کے خدا کچھ عطا کرے

حَاشَا غلط غلط، یہ ہَوَس بے بصر کی ہے [3]

وقال الفقیر: ؎

بے اُن کے توسُّل کے، مانگے بھی نہیں ملتا

بے اُن کے توسُّط کے، پُرسش ہے نہ شُنوائی)

وہ بَالَا دَسْت [4] حاکم کہ تمام مَاسِوَی اللہ ان کا محکوم، اور ان کے سِوا عالَم میں کوئی

= بردہ شریف کا ہے جس میں سیّدی امام اجل محمد بوصیری قُدِّسَ سِرُّہٗ حضور سید عالم صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَسَلَّمَ سے عرض کرتے ہیں: ''یارسولَ اللّٰہ! دنیا وآخرت دونوں حضور کے خوانِ جود وکرم سے ایک حصہ ہیں اور لوح وقلم کے تمام علوم جن میں مَا کَانَ وَمَا یَکُوْن (جو کچھ ہوا اور جو کچھ قیامِ قیامت تک ہونے والا ہے) ذرّہ ذرّہ بِالتَّفْصِیْل مندرج ہے حضور کے عُلُوم سے ایک پارہ ہیں۔'' (فتاوٰی رضویہ، ۳۰/۴۹۵)

1 ...... اللہ کے سوا تمام مخلوق۔ 2 ...... ہمیشہ ہمیشہ۔ 3 ...... حدائق بخشش، ص ۲۰۷۔ 4 ...... بااختیار۔

حاکم نہیں، (مَلَکُوْتُ السَّمَاوَاتِ وَالْاَرْض میں ان کا حکم جاری ہے، تمام مخلوقِ الٰہی کو اُن کے لیے حکمِ اطاعت وفرمانبرداری ہے۔ (1)

وہ خدا کے ہیں اور جو کچھ خدا کا ہے سب اِن کا ہے:؎

میں تو مالک ہی کہوں گا کہ ہو مالک کے حبیب

یعنی محبوب و محبّ میں نہیں میرا ، تیرا (2)

جو سَر ہے اُن کی طرف جھکا ہوا، اور جو ہاتھ ہے وہ ان کی طرف پھیلا ہوا)، سب اُن کے محتاج اور وہ خدا کے محتاج (وہی بارگاہِ اِلٰہی کے وارث ہیں اور تمام عالَم کو اُنہیں کی وساطت (3) سے ملتا ہے)۔ قرآنِ عظیم ان کی مدح وستائش کا دَفتر۔ (4) (اور) نام

❶......"مدارجُ النبوۃ " میں ہے:"جس طرح حیوانات سب کے سب حضور صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّمَ کے حکم کے مطیع وفرمانبردار تھے نباتات (جڑی بوٹیاں) بھی آپ صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کی فرمانبرداری اور اطاعت کے دائرے میں تھی، جس طرح نباتات کو حضور صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کے حکم کا فرماں بردار اور مطیع بنایا ہوا تھا جمادات بھی یہی حکم رکھتے تھے۔"

(مدارج النبوۃ، ١/١٩٣۔١٩٤ ملتقطًا)

❷......حدائقِ بخشش، ص١٦۔ ❸......یعنی وسیلے۔

❹......چنانچہ قرآن مجید میں جگہ جگہ ان کی تعریف وتوصیف بیان کی گئی ہے جن میں سے چند ایک ہم یہاں بیان کرتے ہیں: ہمارے آقا عَلَیْہِ الصَّلَاۃُ وَالسَّلَام اللّٰہ کے رسول ہیں:

مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللّٰہِ (پ٢٦، الفتح:٢٩) ترجمۂ کنز الایمان: محمد اللّٰہ کے رسول ہیں۔

ہمارے آقا عَلَیْہِ الصَّلَاۃُ وَالسَّلَامُ کا نام احمد ہے:

اسْمُهٗۤ اَحْمَدُ (پ٢٨، الصف: ٦) ترجمۂ کنز الایمان: اُن کا نام احمد ہے۔

ہمارے آقا عَلَیْہِ الصَّلَاۃُ وَالسَّلَام خاتمُ النبیین ہیں:

وَلٰكِنْ رَّسُوْلَ اللّٰهِ وَخَاتَمَ النَّبِیّٖنَ (پ٢٢، الاحزاب: ٤٠) ترجمۂ کنز الایمان: ہاں اللّٰہ کے رسول ہیں اور سب نبیوں میں پچھلے۔ =

ان کا ہر جگہ نام الٰہی کے برابر:[1]

=ہمارے آقا عَلَیْہِ الصَّلاۃُ وَالسَّلام سراج منیر اور داعی ہیں:

وَّدَاعِیًا اِلَى اللّٰهِ بِاِذْنِهٖ وَسِرَاجًا مُّنِیْرًا (پ۲۲، الاحزاب:۴۶) ترجمۂ کنز الایمان: اور اللّٰہ کی طرف اس کے حکم سے بلاتا اور چمکا دینے والا آفتاب۔

ہمارے آقا عَلَیْہِ الصَّلاۃُ وَالسَّلام گواہ ہیں:

وَیَكُوْنَ الرَّسُوْلُ عَلَیْكُمْ شَهِیْدًا (پ۲، البقرة:۱۴۳) ترجمۂ کنز الایمان: اور یہ رسول تمہارے نگہبان و گواہ۔

ہمارے آقا عَلَیْہِ الصَّلاۃُ وَالسَّلام شاہد یعنی (حاضر و ناظر) اور مبشر و نذیر ہیں:

یٰۤاَیُّهَا النَّبِیُّ اِنَّاۤ اَرْسَلْنٰكَ شَاهِدًا وَّ مُبَشِّرًا وَّ نَذِیْرًا (پ۲۲، الاحزاب:۴۵) ترجمۂ کنز الایمان: اے غیب کی خبریں بتانے والے (نبی) بے شک ہم نے تمہیں بھیجا حاظر ناظر اور خوشخبری دیتا اور ڈر سناتا۔

ہمارے آقا عَلَیْہِ الصَّلاۃُ وَالسَّلام کی زندگی بہترین نمونہ ہے:

لَقَدْ كَانَ لَكُمْ فِیْ رَسُوْلِ اللّٰهِ اُسْوَةٌ حَسَنَةٌ (پ۲۱، الاحزاب:۲۱) ترجمۂ کنز الایمان: بے شک تمہیں رسول اللّٰہ کی پیروی بہتر ہے۔

ہمارے آقا عَلَیْہِ الصَّلاۃُ وَالسَّلام تمام جہانوں کے لیے رحمت ہیں:

وَمَاۤ اَرْسَلْنٰكَ اِلَّا رَحْمَةً لِّلْعٰلَمِیْنَ (پ۱۷، الانبیاء:۱۰۷) ترجمۂ کنز الایمان: اور ہم نے تمہیں نہ بھیجا مگر رحمت سارے جہان کے لیے۔

اس کے علاوہ بہت سی آیتیں ہیں لیکن یہاں چند پر اکتفا کیا گیا ہے۔

[1]......یعنی اللّٰہ عَزَّوَجَلَّ کے نام کے ساتھ رسولُ اللّٰہ صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّمَ کا نام ذکر ہوا ہے، چند مقامات ملاحظہ ہوں؛ اللّٰہ اور رسول دونوں غنی کرتے ہیں: چنانچہ ربّ ارشاد فرماتا ہے:

وَمَا نَقَمُوْۤا اِلَّاۤ اَنْ اَغْنٰىهُمُ اللّٰهُ وَرَسُوْلُهٗ مِنْ فَضْلِهٖ (پ۱۰، التوبة:۷۴) ترجمۂ کنز الایمان: اور انہیں کیا برا لگا یہی نہ کہ اللّٰہ و رسول نے انہیں اپنے فضل سے غنی کر دیا۔

اللّٰہ اور رسول دونوں دیتے ہیں چنانچہ ارشاد فرمایا:

وَلَوْ اَنَّهُمْ رَضُوْا مَاۤ اٰتٰىهُمُ اللّٰهُ وَرَسُوْلُهٗ ترجمۂ کنز الایمان: اور کیا اچھا ہوتا اگر وہ اس=

(وَرَفَعْنَا لَکَ ذِکْرَکَ کا ہے سایہ تجھ پر

= وَقَالُوْا حَسْبُنَا اللّٰہُ سَیُؤْتِیْنَا اللّٰہُ مِنْ فَضْلِہٖ وَرَسُوْلُہٗۤ (پ۱۰، التوبة : ٥٩) پر راضی ہوتے جو اللّٰہ ورسول نے ان کو دیا اور کہتے ہمیں اللّٰہ کافی ہے اب دیتا ہے ہمیں اللّٰہ اپنے فضل سے اور اللّٰہ کا رسول۔

اللّٰہ اور رسول کو راضی کرنا:

وَاللّٰہُ وَرَسُوْلُہٗۤ اَحَقُّ اَنْ یُّرْضُوْہُ (پ۱۰، التوبة : ٦٢) ترجمۂ کنز الایمان: اور اللّٰہ ورسول کا حق زائد تھا کہ اسے راضی کرتے۔

اللّٰہ اور رسول دونوں نعمت دیتے ہیں:

وَ اِذْ تَقُوْلُ لِلَّذِیْۤ اَنْعَمَ اللّٰہُ عَلَیْہِ وَاَنْعَمْتَ عَلَیْہِ (پ۲۲، الاحزاب:۳۷) ترجمۂ کنز الایمان: اور اے محبوب یاد کرو جب تم فرماتے تھے اس سے جسے اللّٰہ نے نعمت دی اور تم نے اُسے نعمت دی۔

اللّٰہ اور رسول کا حکم مانو:

وَمَنْ یُّطِعِ اللّٰہَ وَرَسُوْلَہٗ (پ٤، النساء: ۱۳) ترجمۂ کنز الایمان: اور جو حکم مانے اللّٰہ اور اللّٰہ کے رسول کا۔

رسول کا حکم ماننا ایسا ہی ہے جیسے اللّٰہ کا حکم ماننا:

مَنْ یُّطِعِ الرَّسُوْلَ فَقَدْ اَطَاعَ اللّٰہَ (پ٥، النساء: ۸۰) ترجمۂ کنز الایمان: جس نے رسول کا حکم مانا بے شک اس نے اللّٰہ کا حکم مانا۔

اللّٰہ اور رسول کا حکم مانو:

اَطِیْعُوا اللّٰہَ وَالرَّسُوْلَ (پ۳، اٰل عمرٰن:۳۲) ترجمۂ کنز الایمان: حکم مانو اللّٰہ اور رسول کا۔

اور فرمایا:

یٰۤاَیُّہَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْۤا اَطِیْعُوا اللّٰہَ وَ اَطِیْعُوا الرَّسُوْلَ (پ٥، النساء:٥۹) ترجمۂ کنز الایمان: اے ایمان والو! حکم مانو اللّٰہ کا اور حکم مانو رسول کا۔

اللّٰہ اور رسول کے بلانے پر حاضر ہو جاؤ: =

ذکر اُونچا ہے ترا، بول ہے بالا تیرا

احکامِ تَشْرِیْعِیَّہ، (1) شریعت کے فرامین، اَوامر ونَواہی سب ان کے قبضہ میں، سب ان کے سپرد، جس بات میں جو چاہیں اپنی طرف سے فرمادیں وہی شریعت ہے، جس پر جو چاہیں حرام فرمادیں، اور جس کے لیے جو چاہیں حلال کردیں۔ (2)

اور جو فرض چاہیں معاف فرمادیں وہی شرع ہے۔ (3) غرض وہ کارخانۂ اِلٰہی کے مختارِ کُل ہیں، (4) اور خُسْرَوانِ عالَم اس کے دست نگر محتاج) (5) (وہ کون؟) اَغْنِيْ سَيِّدُ

= یٰۤاَیُّهَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوا اسْتَجِیْبُوْا لِلّٰهِ وَ لِلرَّسُوْلِ اِذَا دَعَاكُمْ لِمَا یُحْیِیْكُمْ (پ ۹، الانفال: ۲٤) ترجمۂ کنز الایمان: اے ایمان والو! اللہ و رسول کے بلانے پر حاضر ہو جب رسول تمہیں اس چیز کے لیے بلائیں جو تمہیں زندگی بخشے گی۔

اس کے علاوہ بہت سی آیتیں ہیں لیکن یہاں چند پر اکتفا کیا گیا ہے۔

1 ......احکام کے حلال وحرام کرنے کے اختیارات۔

2 ......محقق علی الاطلاق شیخ عبدالحق محدث دہلوی رَحْمَۃُ اللّٰہِ تَعَالٰی عَلَیْہ "مدارجُ النبوۃ" میں فرماتے ہیں: "صحیح اور مختار مذہب یہی ہے کہ احکام حضور کے سپرد ہیں جس پر جو چاہیں حکم کریں، ایک کام ایک پر حرام کرتے ہیں اور دوسرے پر مباح، اس کی بہت مثالیں ہیں جیسا کہ مُتَتَبِّع پر مخفی نہیں، حق تعالیٰ نے شریعت مقرر کر کے ساری کی ساری اپنے رسول اور اپنے محبوب کے حوالے کردی (کہ اس میں جس طرح چاہیں ترمیم واضافہ فرمائیں)۔"

(مدارج النبوۃ، ۲/۱۸۳)

3 ......ایک شخص سرکار صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کی بارگاہ میں آیا اور اس نے اس بات پر اسلام قبول کیا کہ وہ صرف دو نمازیں پڑھے گا، پس سرکار صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم نے اس کی یہ بات قبول فرمالی (یعنی تین نمازیں معاف فرمادیں)۔

(مسند احمد، مسند البصریین، ۷/۲۸۳، حدیث: ۲۰۳۰۹)

4 ......قدرت کے معاملات میں مکمل اختیارات رکھنے والے ہیں۔

5 ......دنیا جہاں کے بادشاہ ان کے حاجت منداور خواہاں۔

اَلْمُرْسَلِیْن[1] (رہبرِ رہبراں)، خَاتَمُ النَّبِیّٖن (خاتمِ پیغمبراں)، رَحْمَةٌ لِّلْعَالَمِیْن (رحمتِ ہر دو جہاں)، [2] شَفِیْعُ الْمُذْنِبِیْن (شافعِ خطاکاراں) [3] قَائِدُ الْغُرِّ الْمُحَجَّلِیْن (ہادیٔ نوریاں وروشن جبیناں)، [4] سِرُّ اللّٰهِ الْمَکْنُوْن (ربِّ العزت کاراز سربستہ) [5] دُرُّ اللّٰهِ الْمَخْزُوْن (خزانۂ الٰہی کا موتی، قیمتی و پوشیدہ)، سُرُوْرُ الْقَلْبِ الْمَحْزُوْن (ٹوٹے دلوں کا سہارا)، عَالِمُ مَا کَانَ وَمَا سَیَکُوْنُ [6] (ماضی و مستقبل کا واقف کار)، [7] تَاجُ الْاَتْقِیَاء (نیکوکاروں کے سر کا تاج)، نَبِیُّ الْاَنْبِیَاء (تمام نبیوں کا سرتاج)، [8] مُحَمَّدُنِ (المصطفیٰ) رَسُوْلُ رَبِّ الْعَالَمِیْن، [9] صَلَّی اللّٰهُ تَعَالٰی عَلَیْهِ وَعَلٰی اٰلِهٖ وَصَحْبِهٖ وَبَارَکَ وَسَلَّمَ اِلٰی یَوْمِ الدِّیْن، [10] با ایں ہمہ (فضائلِ جمیلہ وفواضلِ جلیلہ ومحاسنِ حمیدہ ومحامدِ محمودہ وہ) خدا کے بندہ ومحتاج ہیں[11] (اور ﴿یَسْـَٔلُهٗ مَنْ فِی السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ﴾[12] کے مصداق)، حَاشَ لِلّٰهِ[13] کہ عینیّت یا

---

1 ......تمام رسولوں کا سردار۔ 2 ......سارے جہانوں کے لیے رحمت۔

3 ......گنہگاروں کی شفاعت فرمانے والا۔ 4 ......نور والوں کا راہ نما اور روشن پیشانیوں والوں کا قائد۔

5 ......اللّٰه تعالٰی کا پوشیدہ راز۔

6 ......نوٹ: فرید بک سٹال کے مطبوعہ میں ”عَالِمُ مَا کَانَ وَمَا یَکُوْنُ“ ہے۔

7 ......ماضی اور آیندہ ہونے والے تمام واقعات کا جاننے والا۔

8 ......آقا، سردار۔ 9 ......سارے جہانوں کے ربّ کا رسول۔

10 ......اللّٰه تعالٰی کا دُرود اور برکتیں اور سلام ہو اُن پر اُن کی آل واصحاب پر قیامت کے دن تک۔

11 ......ان تمام خصوصیات یعنی خوبصورت کمالات والے، بڑی بخششوں والے، پسندیدہ خوبیوں والے، لائقِ تعریف خصلتوں والے ہونے کے باوجود وہ اللّٰه عَزَّوَجَلَّ کے بندے اور اسی کے محتاج ہیں۔

12 ......اسی کے منگتا ہیں جتنے آسمانوں اور زمین میں ہیں۔ (پ۲۷، الرحمن: ۲۹)

13 ......خدا کی پناہ۔

مِثْلِیَّت کا گمان [1] (تو گمان یہ وہم بھی ان کی ذاتِ کریمہ، ذاتِ الٰہی عَزَّ شَانُہٗ کی عین یا اس کے مثل ومماثل یا شبیہ ونظیر ہے) کافر کے سوا مسلمان کو ہو سکے۔

خزانۂ قدرت میں ممکن (وحادث ومخلوق) کے لیے جو کمالات مُتَصَوَّر تھے (تصور وگمان میں آ سکتے تھے یا آ سکتے ہیں) سب پائے، کہ دوسری کو ہَم عِنانی (وہمسری اور اِن مراتبِ رَفیعہ میں برابری) کی مجال نہیں، مگر دائرۂ عبدیت واِفْتِقار (بندگی و اِحْتِیاج) سے قدم نہ بڑھا، نہ بڑھا سکے، اَلْعَظَمَۃُ لِلّٰہِ، [2] خدائے تعالیٰ سے ذات وصفات میں مُشَابَہَت (ومُماثَلَت) کیسی !!!

(اس سے مُشابہ ومُماثل ہونے کا شبہ بھی اس قابل نہیں کہ مسلمان کے دل، ایمان، منزل میں اس کا خطرہ گزر [3] سکے، جب کہ اہلِ حق کا ایمان ہے کہ حضورِ اقدس سرورِ عالم، عالمِ اعلم صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَاَصْحَابِہٖ وَبَارَکَ وَسَلَّم اِن احساناتِ الٰہی کا جو بارگاہِ الٰہی سے ہر آن، ہر گھڑی، ہر لحظہ، ہر لمحہ ان کی بارگاہِ بیکس پناہ پر مَبْذول رہتے ہیں، ان انعامات اور ان) نَعْمائے خداوندی [4] کے لائق جو شکر وثناء ہے اسے پورا پورا بجا نہ لا سکے نہ ممکن کہ بجالائیں کہ جو شکر کریں وہ بھی نعمتِ آخر، مُوجِبِ شکرِ دِیگر، اِلٰی مَا لَا نِہَایَۃَ لَہٗ، نِعَم و اَفضالِ خداوندی (ربّانی نعمتیں اور بخششیں خصوصاً آپ پر) غیر مُتَنَاہی ہیں، (ان کی کوئی

---

1 ......اصل ذات یا اس کے مانند ہونے کا گمان۔

2 ...... بڑائی اللّٰہ عَزَّوَجَلَّ ہی کے لیے ہے۔

3 ......گمان ہو۔

4 ......اللّٰہ تعالیٰ کی عطا کردہ نعمتوں۔

حد ونہایت [1] نہیں، انہیں کوئی گنتی وشمار میں نہیں لاسکتا)، [2] قَالَ اللّٰہُ تَعَالٰی :

﴿ وَلَلْاٰخِرَةُ خَیْرٌ لَّكَ مِنَ الْاُوْلٰی ﴾، [3] (''اے نبی بے شک ہر آنے والا لمحہ تمہارے لیے گزرے ہوئے لمحہ سے بہتر ہے''اور ساعت بساعت [4] آپ کے مَراتِبِ رَفِیعہ [5] ترقیوں میں ہیں۔) مرتبہ ﴿ قَابَ قَوْسَیْنِ اَوْ اَدْنٰی ﴾ [6] کا پایا (اور یہ وہ منزل ہے کہ نہ کسی نے پائی اور نہ کسی کے لیے ممکن ہے اس تک رسائی، [7] وہ خود ارشاد فرماتے ہیں کہ ''شَبِ اَسریٰ [8] مجھے میرے رب نے اتنا نزدیک کیا کہ مجھ میں اور اس میں دو

---

1 ......انتہا

2 ......حضورِ اَقدس صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم پر ہر آن، ہر گھڑی، ہر لحظہ، ہر لمحہ بارگاہِ الٰہی سے اِنعام واِکرام کی بارشیں ہو رہی ہیں اس پر وہ اپنے رب کا جتنا شکر کریں کم ہے بلکہ شکر ادا کر ہی نہیں سکتے کہ جس کسی نعمت کا جو کچھ بھی شکر ادا کریں گے درحقیقت وہ شکر ادا کرنا بھی آپ عَلَیْہِ الصَّلٰوۃُ وَالسَّلَامُ کے حق میں ایک اور نعمت ہوگی، کیوں کہ یہ نعمتِ خداوندی عَزَّوَجَلَّ مزید شکر وثناء کو لازم کرنے والی ہوگی اور اس کی کوئی انتہا ہی نہیں، جب کہ اِس پاک بارگاہ سے آپ صَلَّی اللّٰہُ تعالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وسَلَّم پر نازل ہونے والی نعمتیں اور عنایتیں لامحدود وغیر متناہی ہیں۔

3 ......پ ۳۰، الضحی: ٤۔

4 ......لمحہ بہ لمحہ، ہر گھڑی۔

5 ......بلند ترین درجات۔

6 ......تو اس جلوے اور اس محبوب میں دو ہاتھ کا فاصلہ رہا بلکہ اس سے بھی کم۔ (پ ۲۷، النجم: ۹) مرتبہ ''قاب قوسین او ادنٰی'' سے مراد معراج کی رات محبوب عَلَیْہِ الصَّلٰوۃُ وَالسَّلَام اور رَبُّ الْعَالَمِیْن میں اِنتہائی قُرب بتانا مقصود ہے، اہلِ عرب اِنتہائی نزدیکی بیان کرتے ہیں تو یہی کہا کرتے ہیں کہ وہ دو کمانوں یا دو ہاتھوں تک پہنچ گیا۔

7 ......پہنچ۔

8 ......معراج کی رات۔

کمانوں بلکہ اس سے بھی کم کا فاصلہ رہ گیا''،(1) قسم کھانے کو فرق کا نام رہ گیا۔ ؎

(کمانِ اِمکاں کے جھوٹے نُقطو! تم اوّل آخر کے پھیر میں ہو

مُحِیط کی چال سے تو پوچھو کدھر سے آئے، کدھر گئے تھے)

دِیدارِ اِلٰہی بچشمِ سَر دیکھا، کلامِ اِلٰہی بے وَاسطہ سُنا (بدنِ اقدس کے ساتھ بیداری میں،(2) اور یہ وہ قربِ خاص ہے کہ کسی نبی مُرْسَل وملَک مُقَرَّب(3) کو بھی نہ کبھی حاصل ہوا اور نہ کبھی حاصل ہو)۔

مَحْمِلِ لیلیٰ (اِدراک سے ماوَراء) کروڑوں منزل سے کروڑوں منزل (دُور اور) خِرَدِ خُرْدَہ میں (عقل نکتہ دان، دقیقہ شَنَاس) دَنگ ہے،(4) (کوئی جانے تو کیا جانے

---

1 ...... چنانچہ بخاری شریف کے الفاظ ہیں: ''پھر جبریل عَلَیْہِ السَّلام مجھے آسمانوں سے بھی اُوپر لے گئے جسے اللہ کے سوا کوئی نہیں جانتا یہاں تک کہ سدرۃُ المنتھٰی آگیا ((وَدَنَا الْجَبَّارُ رَبُّ الْعِزَّةِ فَتَدَلّٰى حَتّٰى كَانَ مِنْهُ قَابَ قَوْسَيْنِ اَوْ اَدْنٰى)) اور جبَّار رَبُّ الْعِزَّت (یعنی اللہ تعالیٰ) قریب ہوا پھر اور قریب ہوا یہاں تک کہ آپ اُس سے (یعنی اللہ سے) دو کمانوں کی مقدار بلکہ اس سے بھی زیادہ قریب ہوئے۔'' (بخاری، کتاب التوحید، باب قوله تعالیٰ: وکلّم اللہ موسی تکلیما، ٤/٥٨١، حدیث: ٧٥١٧)

2 ...... فتح الباری میں ہے: ''اِنَّ اللّٰهَ سُبْحَانَهٗ وَتَعَالٰى كَلَّمَ نَبِيَّهٗ مُحَمَّدًا صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَيْلَةَ الْاِسْرَاءِ بِغَيْرِ وَاسِطَةٍ یعنی بے شک اللہ سُبْحَانَہٗ وَتَعَالٰی نے اپنے نبی حضرت محمد مصطفےٰ صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم سے معراج کی رات بغیر کسی واسطے کے کلام فرمایا۔''

(فتح الباری، کتاب مناقب الانصار، باب المعراج، ٨/ ١٨٥، تحت الحدیث: ٣٨٨٨)

3 ...... بزرگ ترین فرشتے۔

4 ...... مختصر یہ کہ شبِ معراج ربِّ کریم کی سرکارِ دوعالَم صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم پر جو نوازشیں ہوئیں اس کا کَمَا حَقُّہٗ اندازہ عام عقلیں تو کُجا، انتہائی زیرک، ذہین و فطین شخص بھی نہیں لگا سکتا، بالآخر انسانی عقل حیران و ششدر رہی رہ جاتی ہے کیونکہ اس واقعۂ معراج کی حقیقت کو مکمل طور پر سمجھنے کی اس میں صلاحیت ہی نہیں۔

اور کوئی خبر دے تو کیا خبر دے) نیا سماں ہے نیا رنگ ہے (ہوش وحواس ان وُسعتوں میں گم اور دامانِ نگاہ تنگ) قُرب میں بُعد (نزدیکی میں دوری) بُعد میں قُرب (دوری میں نزدیکی) وَصْل میں ہِجْر (وصال میں فرقت) ہِجْر میں وَصْل (فرقت میں وصال) ع

(عجب گھڑی تھی کہ وصل وفرقت جنم کے بچھڑے گلے ملے تھے)[1]

(عقل وشُعُور کو خود اپنا شعور نہیں، دَسْت وپا بَستہ خُود گُم کردہ حواس ہے، ہوش وخرد کو خود اپنے لالے پڑے ہیں، وَہم وگُمان دوڑیں تو کہاں تک پہنچیں، ٹھوکر کھائی اور گرے۔ ؎

سُراغ اَین ومتٰی کہاں تھا، نشانِ کَیف واِلٰی کہاں تھا

نہ کوئی راہی، نہ کوئی ساتھی، نہ سنگِ منزل نہ مرحلے تھے[2]

جس راز کو اللّٰہ جَلَّ شَانُہٗ ظاہر نہ فرمائے بے بتائے کس کی سمجھ میں آئے اور کسی بے وَقار[3] کی کیا مجال کہ دَرونِ خانۂ خاص تک قدم بڑھائے)۔[4] گو ہر شِناوَر دریا (گویا موتی پانی میں تیر رہا ہے) مگر (یوں کہ) صَدَف (یعنی سیپی) نے وہ پردہ ڈال رکھا ہے کہ نَم

---

1 ……حدائق بخشش، ص۲۳۶۔

2 ……حدائقِ بخشش، ص۲۳۵۔کوئی کیا بتائے کہ آپ (صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم) کہاں گئے؟ کب گئے؟ کیسے گئے؟ کہاں تک گئے؟ ان تمام سوالات کا جواب کسی کے پاس نہیں کیونکہ نہ وہاں کب اور کہاں کا تصور، نہ کیسے اور کہاں تک کا نشان، نہ کوئی (آپ کے سوا) اس راہ کا مسافر تھا، نہ ہی کوئی آپ کے ساتھ تھا، نہ کوئی منزل کا نشان تھا اور نہ پڑاؤ کرنے کی جگہ، یہ ساری باتیں عالَمِ ناسُوت (فانی دنیا) سے تعلق رکھتی ہیں وہ تو عالَم ہی کوئی اور تھا۔

3 ……ایسے ویسے۔

4 ……کسی کی کیا جرأت ہے کہ لامکاں تک قدم بڑھائے اور راز ونیاز کی باتیں جاننے کی کوشش کرے۔

سے آشنا نہیں (قطرہ تو قطرہ، نمی سے بھی بَہرہ وَر نہیں)۔[1] اے جاہل ناداں! علم (وُکُنہِ حقیقت)[2] کو علم والے پر چھوڑ، اور اس میدان دشوارِ جَولان سے[3] (جس سے سلامتی سے گزر جانا جُوئے شِیر لانا ہے[4] اور سخت مشقتوں میں پڑنا) سَمَندِ بیان (کلام و خطاب کی تیز وطَرَّار سواری) کی عِنان (باگ دوڑ) موڑ۔[5] (اس والا جناب کی رِفعتوں،

---

1 ......اس عبارت میں یا تو نبیِّ کریم صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کو گوہر، شانِ اُلُوھِیَّت کو دریا، حُدُوث واِفْتِقَار کو صدف اور حصہ شانِ اُلُوھِیَّت کو قطرہ و نمی سے تشبیہ دی گئی ہے یعنی نبی کریم صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم تمام فضائل وکمالات کے جامع ہونے کے باوجود حُدُوث و اِفْتِقَار (یعنی رب کی محتاجی) کے پردے کی وجہ سے شانِ اُلُوھِیَّت کے اَدنیٰ حصّے سے بھی مُتَّصِف نہیں ہوسکتے۔ یا پھر عقل کو گوہر، رازِ الٰہی کو دریا، حُدُودِ عقل کو صَدَف اور رازِ الٰہی کے اَدنیٰ حصے کو قطرہ و نمی سے تشبیہ دی گئی ہے یعنی جس طرح صدف کے خول کی وجہ سے دریا میں تیرنے والے موتی تک نمی نہیں پہنچ پاتی اسی طرح عقل رازِ الٰہی کے دریا میں غوطہ زن ہی کیوں نہ رہے مَحْدُود ہونے کی وجہ سے رازِ الٰہی کے ادنیٰ حصے سے بھی واقِف نہیں ہو پاتی۔

2 ......اصل حقیقت۔

3 ......اس مشکل ترین میدان میں چکر لگانے سے۔

4 ......مشکل یا ناممکن کام سرانجام دینا ہے۔

5 ......سیدی اعلیٰ حضرت عَلَیْہِ الرَّحْمَۃ یہاں آپ عَلَیْہِ الصَّلَاۃُ وَالسَّلَامُ کی حقیقتِ ذات اور اس کی رِفعت وبلندی میں کلام کرنے والے کو تنبیہ کرتے ہوئے اِرشاد فرماتے ہیں کہ اے بے وقوف ونادان شخص! آپ عَلَیْہِ الصَّلَاۃُ وَالسَّلَام کی حقیقتِ ذات اور اِس کی رِفعت وبلندی کا علم، علم و عزت والے ربّ عَزَّوَجَلَّ کے سپرد کرکے آپ عَلَیْہِ الصَّلَاۃُ وَالسَّلَامُ کی ذَات کی حقیقت اور اِس کی رِفعت وبلندی کا علم ہونا ہمارے بس کی بات ہی نہیں، چنانچہ اِس دُشوار گزار میدان (یعنی آپ عَلَیْہِ السَّلَام کی حقیقت واوصاف کی بلندی) میں کلام کرنے والی تیز رفتار سواری کی لگام موڑ کہ تو اس کا اہل نہیں۔

منزلتوں اور قُربتوں کے اِظہار کے لیے) زبان بند ہے پر اتنا کہتے ہیں کہ خَلْق کے آقا ہیں، خالق کے بندے۔ (1)عبادت (وپرَسْتِش) ان کی کُفر (اورنا قابلِ معافی جرم)(2) اور بے اِن کی تعظیم کے حَبْط (برباد، نا قابلِ اعتبار، منہ پر ماردیئے جانے کے قابل)(3)

---

1 ......اس محبوب ذات صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْهِ وَاٰلِهٖ وَسَلَّم کی رِفعتوں، منزلتوں اور قُربتوں کے اِظہار کے لیے جس قدر قصیدے پڑھے جائیں اور جو کچھ تعریفیں بیان کی جاسکتی ہیں بیان کرلی جائیں اس کے باوجود ہماری زبان گویا کہ بند ہے، ہم کَمَا حَقُّهٗ آپ کی ذاتِ ستودہ صفات کی تعریف بیان کرہی نہیں سکتے، اے میرے آقا! آپ اللّٰہ تعالٰی کے برگزیدہ بندے اور تمام مخلوق کے آقا ومولیٰ ہیں، ساری مخلوق آپ صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْهِ وَاٰلِهٖ وَسَلَّم کی غلام، جن وانس اور فِرِشتے سب آپ کا کلمہ پڑھتے اور آپ صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْهِ وَاٰلِهٖ وَسَلَّم کے ذِکر میں رَطبُ اللِّسَان ہیں، اللّٰہ رَبُّ الْعِزَّت جَلَّ جَلَالُهٗ کے بعد سب کے آپ ہی مالک وسردار ہیں۔

2 ......یاد رہے! ان تمام عظمتوں کے باوجود سرکار صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْهِ وَاٰلِهٖ وَسَلَّم کی ذات عبادت کے لائق نہیں۔

3 ......ہاں البتہ آپ عَلَیْهِ الصَّلٰوةُ وَالسَّلَام کی تعظیم وتکریم کے بغیر ساری عبادتیں وریاضتیں بے کار، حضورِ اقدس صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْهِ وَاٰلِهٖ وَسَلَّم کی تعظیم جزءِ ایمان ورُکنِ ایمان ہے اور فعلِ تعظیم بعدِ ایمان ہر فرض سے مُقَدَّم، یہاں تک کہ آدمی اگر فرض نماز میں بھی ہو اور حضور عَلَیْهِ الصَّلٰوةُ وَالسَّلَام اسے بلائیں اگرچہ وہ اللّٰہ عَزَّوَجَلَّ کی عبادت میں مصروف ہے اپنے ربّ عَزَّوَجَلَّ کا حکم بجالا رہا ہے لیکن اس کے باوجود حضور عَلَیْهِ الصَّلٰوةُ وَالسَّلَام کے بلانے پر تَعْظِیْمًا فوراً "لَبَّیْک" کہے کہ درحقیقت حضور کا بلانا اور اِس بلانے پر اِس کا "لَبَّیْک" کہنا اللّٰہ عَزَّوَجَلَّ ہی کے حکم کی تعمیل کرنا ہے اور اس تعمیل کے سبب اس کی نماز میں خلل نہ آئے گا چنانچہ

حضرت سیدنا ابوہریرہ رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْهُ سے روایت ہے رسولُ اللّٰہ صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْهِ وَاٰلِهٖ وَسَلَّم حضرت سیدنا اُبَی بن کعب رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْهُ کی طرف تشریف لائے اور انہیں آواز دی اے اُبَی! حضرت اُبَی نماز پڑھ رہے تھے انہوں نے آپ کی طرف دیکھا لیکن جواب نہیں دیا پھر مختصر نماز پڑھ کر نبیٔ کریم صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْهِ وَاٰلِهٖ وَسَلَّم کی طرف پلٹے اور کہا: اَلسَّلَام عَلَیْكَ=

ایمان اِن کی محبت وعظمت کا نام (اور فعلِ تعظیم بعد اِیمان، ہر فرض سے مقدّم)(1)

=یا رسولَ اللّٰہ، رسولُ اللّٰہ صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم نے ارشاد فرمایا: وَعَلَیْکَ السَّلَام، ((مَا مَنَعَکَ یَا اُبَیُّ اَنْ تُجِیْبَنِیْ اِذْ دَعَوْتُکَ؟)) اے اُبی! جب میں نے تجھے پکارا تو جواب دینے سے کیا چیز مانع ہوئی؟ عرض کیا: یارسولَ اللّٰہ! ((اِنِّیْ کُنْتُ فِی الصَّلَاۃِ))، میں نماز میں تھا، آپ نے فرمایا: کیا تو نے اس کلام میں جسے اللّٰہ عَزَّوَجَلَّ نے میری طرف وحی کیا نہیں پایا کہ

اِسْتَجِیْبُوْا لِلّٰهِ وَ لِلرَّسُوْلِ اِذَا دَعَاكُمْ لِمَا یُحْیِیْكُمْ (پ۹، الانفال: ۲۴)

ترجمۂ کنزالایمان: اللّٰہ ورسول کے بلانے پر حاضر ہو جب رسول تمہیں اس چیز کے لیے بلائیں جو تمہیں زندگی بخشے گی۔

آپ نے عرض کیا: ہاں یارسولَ اللّٰہ! آئندہ ایسا نہیں ہوگا اِنْ شَآءَ اللّٰہ۔ (ترمذی، کتاب فضائل القراٰن، باب ماجاء فی فضل فاتحۃ الکتاب، ۴/۴۰۰، حدیث: ۲۸۸۴)

تفسیر روحُ المعانی، تفسیر قرطبی، تفسیر بیضاوی اور دیگر کُتُبِ تفسیر، اسی طرح عمدۃُ القاری و مرقاۃ و دیگر اَحادیث کی شروحات میں ہے جس کا مفہوم یہ ہے کہ جب نبیِّ کریم صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کسی کو بلائیں اور وہ نماز میں ہے تو نماز چھوڑ کر آپ کی بات پر ''لَبَّیْک'' کہے اس کی نماز نہیں ٹوٹے گی اور جواب کے مکمل ہونے کے بعد جہاں سے نماز چھوڑی تھی وہیں سے شروع کرے اس کی نماز میں کوئی خَلَل واقع نہیں ہوگا۔ (روح المعانی، پ۹، الانفال، تحت الآیۃ: ۲۴، ۵/۲۷۶، تفسیر قرطبی، ۴/۲۷۹، تفسیر البیضاوی، ۳/۹۹، عمدۃ القاری، کتاب العمل فی الصلاۃ، باب اذا دعت الام...الخ، ۵/۶۰۶، تحت الحدیث: ۱۲۰۶، مرقاۃ، کتاب فضائل القراٰن، الفصل الاول، ۴/۶۲۴، تحت الحدیث: ۲۱۱۸)

(1)...... جس کا دل آپ صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کی محبت، اَدب اور تعظیم سے خالی ہے وہ اِیمان سے محروم ہے، یہی قرآن وحدیث کا فیصلہ ہے، چنانچہ ارشادِ خداوندی عَزَّوَجَلَّ ہے:

قُلْ اِنْ كَانَ اٰبَآؤُكُمْ وَ اَبْنَآؤُكُمْ وَ اِخْوَانُكُمْ وَ اَزْوَاجُكُمْ وَ عَشِیْرَتُكُمْ وَ اَمْوَالُ اقْتَرَفْتُمُوْهَا وَ تِجَارَةٌ تَخْشَوْنَ كَسَادَهَا وَ مَسٰكِنُ تَرْضَوْنَهَاۤ اَحَبَّ

ترجمۂ کنزالایمان: تم فرماؤ اگر تمہارے باپ اور تمہارے بیٹے اور تمہارے بھائی اور تمہاری عورتیں اور تمہارا کنبہ اور تمہاری کمائی کے مال اور وہ سودا جس کے نقصان کا تمہیں ڈر ہے اور تمہارے پسند کے مکان=

=اِلَیْكُمْ مِّنَ اللّٰهِ وَ رَسُوْلِهٖ وَ جِهَادٍ فِیْ سَبِیْلِهٖ فَتَرَبَّصُوْا حَتّٰى یَاْتِیَ اللّٰهُ بِاَمْرِهٖؕ وَ اللّٰهُ لَا یَهْدِی الْقَوْمَ الْفٰسِقِیْنَ

یہ چیزیں اللہ اور اس کے رسول اور اس کی راہ میں لڑنے سے زیادہ پیاری ہوں تو راستہ دیکھو (انتظار کرو) یہاں تک کہ اللہ اپنا حکم لائے اور اللہ فاسقوں کو راہ نہیں دیتا۔

(پ ۱۰،التوبة:۲٤)

اِسی آیتِ مبارکہ کی تفسیر میں مفتی احمد یار خان نعیمی رَحْمَةُ اللّٰهِ تَعَالٰی عَلَیْهِ بیان فرماتے ہیں: اس آیت کی تفسیر وہ حدیث ہے کہ فرمایا حضور نے: ''تم میں سے کوئی اس وقت تک مؤمن نہیں ہوسکتا جب تک کہ میں اسے ماں باپ اولاد اور تمام لوگوں سے زیادہ پیارا نہ ہوجاؤں۔'' اس سے معلوم ہوا کہ حضور سے طبعی محبت چاہیے نہ کہ محض عقلی، کیونکہ اِنسان کو اولاد وغیرہ سے طبعی محبت ہوتی ہے، یہاں اِس سے مقابلہ فرمایا گیا، یہ بھی معلوم ہوا کہ رسولُ اللّٰہ سے محبت اِس قسم کی چاہیے جس قسم کی محبت اللّٰہ سے ہوتی ہے، یعنی عظمت واِطاعت والی، یہ بھی معلوم ہوا کہ اللّٰہ کے ساتھ حضور سے محبت کرنی شرک نہیں بلکہ اِیمان کا رُکن ہے، یہ بھی معلوم ہوا کہ دِل میں حضور کی محبت نہ ہونا کفر ہے، کیونکہ اِس پر عذاب کی وعید ہورہی ہے۔

(تفسیر نور العرفان، پ۱۰، التوبۃ، تحت الآیۃ:۲۴)

بخاری شریف کی مشہور حدیثِ مبارکہ میں ہے رسولُ اللّٰہ صَلَّی اللّٰهُ تَعَالٰی عَلَیْهِ وَاٰلِهٖ وَسَلَّم نے ارشاد فرمایا: (لَا یُؤْمِنُ اَحَدُكُمْ حَتّٰى اَكُوْنَ اَحَبَّ اِلَیْهِ مِنْ وَّالِدِهٖ وَ وَلَدِهٖ وَالنَّاسِ اَجْمَعِیْنَ) کہ کوئی شخص اِس وقت تک مؤمن نہیں ہوسکتا جب تک کہ میں اُس کے نزدیک اُس کے ماں باپ، بیٹے اور تمام لوگوں سے زیادہ محبوب نہ ہوجاؤں۔''

(بخاری،کتاب الایمان، باب حبّ الرسول صلی اللّٰہ علیه واله وسلم من الایمان، ۱/۱۷،حدیث:۱۵)

اس حدیثِ مبارکہ کے تحت شیخ عبدالحق محدث دہلوی رَحْمَةُ اللّٰهِ تَعَالٰی عَلَیْهِ فرماتے ہیں: ''مؤمنِ کامل=

اور مسلمان وہ جس کا کام ہے نامِ خدا کے ساتھ ان کے نام پر تمام۔ وَالسَّلَامُ عَلٰی خَیْرِ الْاَنَامِ وَ الْاٰلِ وَ الْاَصْحَابِ عَلَی الدَّوَامِ۔ (1)

شِرک کی تعریف

شرک کا معنیٰ ہے: اَللّٰہ عَزَّوَجَلَّ کے سوا کسی کو واجِبُ الوُجُود یا مستحقِ عبادت (کسی کو عبادت کے لائق) جاننا یعنی اُلُوہِیَّت میں دوسرے کو شریک کرنا اور یہ **کفر** کی سب سے بدترین قسم ہے۔اس کے سوا کوئی بات کیسی ہی شدید کفر ہو حقیقۃً **شرک** نہیں۔ (بہارِشریعت ج ۱، ص۱۸۳ مُلَخَّصاً)

(کفریہ کلمات کے بارے میں سوال جواب، ص۴۴)

= کے اِیمان کی نشانی یہ ہے کہ مؤمن کے نزدیک رسولِ خدا صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم تمام چیزوں اور تمام لوگوں سے زیادہ محبوب و معظّم ہوں، اس حدیث میں حضور کے زیادہ محبوب ہونے کا مطلب یہ ہے کہ حقوق کی ادائیگی میں حضور صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کو اُونچا مانے اِس طرح کہ حضور صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کے لائے ہوئے دِین کو تسلیم کرے، حضور صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کی سنتوں کی پیروی کرے، حضور صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کی تعظیم وادب بجالائے اور ہر شخص اور ہر چیز یعنی اپنی ذات، اپنی اولاد اور اپنے ماں باپ، اپنے عزیز واقارب اور اپنے مال واسباب پر حضور صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کی رضا وخوشی کو مُقَدَّم رکھے، جس کے معنٰی یہ ہیں کہ اپنی ہر پیاری چیز یہاں تک کہ اپنی جان کے چلے جانے پر بھی راضی رہے لیکن حضور کے حق کو دَبتا ہوا گوارا نہ کرے۔

(اشعة اللمعات،کتاب الایمان، الفصل الاول،۱/۵۰ ملخصًا)

(1)......اور سلام ہو مخلوق میں سب سے بہتر ذات پر، اور ان کی آل اور اصحاب پر ہمیشہ ہمیشہ۔

عقیدۂ ثالثہ(۳):

صدر نشینانِ بزمِ عِزّ وجاہ[1]

اس جناب[2] عرش قِباب کے بعد (جن کے قبّۂ اطہر اور گنبدِ انور کی رِفعتیں عرش سے ملتی ہیں) مرتبہ اَور[3] انبیاء ومرسلین کا ہے، صَلَوَاتُ اللّٰهِ وَسَلَامُهٗ عَلَيْهِمْ اَجْمَعِيْن[4] کہ باہم ان میں تَفَاضُل۔[5] (اور بعض کو بعض پر فضیلت)، مگران کا غیر، گو کسی مرتبۂ

---

1 ......تیسرا عقیدہ عزت ومرتبے والی محفل کے سرداروں یعنی انبیاءِ کرام عَلَيْهِمُ الصَّلٰوةُ وَالسَّلَام کے بارے میں۔

2 ......صَلَّی اللّٰهُ تَعَالٰی عَلَيْهِ وَاٰلِهٖ وَسَلَّم۔

3 ......یعنی دیگر۔

4 ......اس بلند گنبد والے کے (مقام ومرتبے) کے بعد کہ جن کے پاکیزہ اور نورانی گنبد کی بلندیاں عرش سے ملتی ہیں، مقام ومرتبہ دیگر انبیاء اور رسولوں کا ہے، اللّٰہ تعالیٰ کا ان تمام پر درود وسلام ہو۔

5 ......سارے انبیاء نبوت میں برابر ہیں، البتہ نبوت کے علاوہ دیگر فضائل وخصائص میں انبیاءِ کرام عَلَيْهِمُ السَّلَامُ کے درجے مختلف ہیں بعض بعض سے افضل واعلیٰ، اور ہمارے نبی صَلَّی اللّٰهُ تَعَالٰی عَلَيْهِ وَاٰلِهٖ وَسَلَّم سب سے افضل واعلیٰ ہیں۔

سب سے اَولیٰ واَعلیٰ ہمارا نبی

سب سے بالا ووالا ہمارا نبی

اور یہ نہیں کہہ سکتے کہ بعض بعض سے ادنیٰ یا کم ہیں کہ اِس طرح کہنے میں ان کی توہین ہے، بہرحال جو افضل واعلیٰ ہیں اِن کی فضیلت بیان کرنے میں کوئی حرج نہیں، جیسا کہ اللّٰہ تَبَارَکَ وَتَعَالٰی قرآنِ پاک میں ارشاد فرماتا ہے:

تِلْكَ الرُّسُلُ فَضَّلْنَا بَعْضَهُمْ عَلٰى بَعْضٍ ۘ مِنْهُمْ مَّنْ كَلَّمَ اللّٰهُ وَرَفَعَ بَعْضَهُمْ دَرَجٰتٍ (پ ۳، البقرۃ: ۲۵۳)

ترجمۂ کنز الایمان: یہ رسول ہیں کہ ہم نے ان میں ایک کو دوسرے پر افضل کیا، ان میں کسی سے اللّٰہ نے کلام فرمایا اور کوئی وہ ہے جسے سب پر درجوں بلند کیا۔ =

ولایت تک پہنچے،[1] فرشتہ ہو (اگرچہ مُقَرَّب) خواہ آدمی، صحابی ہو خواہ اہل بیت، (اگرچہ مکرّم تر و مُعَظّم ترین) ان[2] کے درجے تک (اس غیر کو) وُصول محال۔[3] جو قربِ الٰہی اُنہیں حاصل، کوئی اس تک فائز[4] نہیں اور جیسے یہ خدا کے محبوب، دوسرا ہرگز نہیں۔ یہ وہ صدر (وبالا) نشینانِ بزمِ عزّ و جاہ ہیں[5] (اور والا مقامانِ محفل عزت و

=چنانچہ اِسی آیت کریمہ کی تفسیر میں صدرُ الْاَفاضِل مولانا سید محمد نعیم الدین مرادآبادی رَحْمَۃُ اللّٰہِ تَعَالٰی عَلَیْہِ ارشاد فرماتے ہیں: ''وہ حضور پرنور سَیِّدُ الْاَنْبِیَاء محمد مصطفٰے صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّمَ ہیں کہ آپ کو بدرجاتِ کثیرہ تمام انبیاء عَلَیْہِمُ السَّلَام پر افضل کیا، اس پر تمام اُمت کا اجماع ہے اور بکثرت احادیث سے ثابت ہے، آیت میں حضور کی اِس رِفعت مرتبت کا بیان فرمایا گیا اور نامِ مبارک کی تصریح نہ کی گئی اس سے بھی حضورِ اقدس عَلَیْہِ الصَّلٰوۃُ وَالسَّلَامُ کے عُلُوِّ شان کا اِظہار مقصود ہے کہ ذاتِ والا کی یہ شان ہے کہ جب تمام انبیاء پر فضیلت کا بیان کیا جائے تو سوائے ذاتِ اَقدس کے یہ وصف کسی پر صادق ہی نہ آئے اور کوئی اِشْتِبَاہ راہ نہ پاسکے۔''

[1]......ولی بن جائے۔

[2]......یعنی انبیائے کرام عَلَیْہِمُ الصَّلٰوۃُ وَالسَّلَام۔

[3]......غیرِ نبی خواہ وہ کسی بھی اَفضل و اعلیٰ قدر و منزلت کا ولی یا غوث ہو خواہ صحابۂ کرام یا اہلِ بَیْتِ اَطہار رِضْوَانُ اللّٰہِ تَعَالٰی عَلَیْہِمْ اَجْمَعِیْن میں سے کوئی ہو، یہاں تک کہ کوئی مقرب فرشتہ یا اَفْضَلُ الْبَشر بَعْدَ الْاَنْبِیَاء حضرت ابوبکر صدیق رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہ ہی کیوں نہ ہوں ان میں سے کوئی بھی غیرِ نبی کسی بھی طرح کسی نبی کے درجے کو نہیں پہنچ سکتا جیسا کہ ''فتاویٰ رضویہ شریف'' میں ہے: ''مسلمانوں کا اِجماع ہے کہ کوئی غیرِ نبی کسی نبی کے برابر نہیں ہوسکتا، جو کسی غیرِ نبی کو کسی نبی کے ہمسر یا اَفضل جانے وہ بالْاِجْماع کافر مرتد ہے۔''

(فتاویٰ رضویہ، ۲۹/۲۲۸)

[4]......پہنچنے والا۔

[5]......عزت و مرتبے والی محفل کے سردار ہیں۔

وجاہت اور مقربانِ حضرت عزت) کہ ربُّ العالمین تبارک وتعالیٰ خود اُن[1] کے مولیٰ وسردار (نبیٔ مختار عَلَیْہِ الصَّلَاۃُ وَالسَّلَامُ اِلٰی یَوْمِ الْقَرَارِ) کو حکم فرماتا ہے: ﴿ اُولٰٓئِكَ الَّذِیْنَ هَدَى اللّٰهُ فَبِهُدٰىهُمُ اقْتَدِهْ ﴾[2] (اللہ اللہ! کوئی کیا اندازہ کرسکتا ہے اس مقدّس ذات برگزیدہ صفات کا جسے اس کے رب تبارک وتعالیٰ نے مَحَامِدِ جمیلہ،[3] مَحَاسِنِ جلیلہ،[4] اخلاقِ حسنہ،[5] خصائلِ محمودہ[6] سے نوازا، سرِ اقدس پر محبوبیتِ کبریٰ کا تاج والا اِبتہاج رکھا،[7] جسے خلافتِ عظمیٰ کا خِلعتِ والا مرتبت[8] پہنایا، جس کے طُفیل ساری کائنات کو بنایا، جس کے فُیوض وبَرَکات کا دروازہ تمام مَاسِوَی اللہ[9] کو دکھایا، اِنہیں سے یہ خطاب فرمایا کہ) یہ وہ ہیں جنہیں خدا نے راہ دکھائی تو تُو اِن کی پیروی کر۔ اور فرماتا ہے: ﴿ اتَّبِعْ مِلَّةَ اِبْرٰهِیْمَ حَنِیْفًا ﴾[10] ''تو پیروی کر شریعتِ ابراہیم کی جو سب

1 ...... یعنی انبیائے کرام عَلَیْهِمُ الصَّلٰوةُ وَالسَّلَام۔

2 ...... ترجمۂ کنز الایمان: یہ ہیں جن کو اللہ نے ہدایت کی تو تم انہیں کی راہ چلو۔

(پ۷، الانعام: ۹۰)

3 ...... خوبصورت اوصاف۔

4 ...... شاندار خوبیوں۔

5 ...... اچھی عادتوں۔

6 ...... پسندیدہ کردار۔

7 ...... خوب صورت تاج رکھا۔

8 ...... بلند مرتبے والا لباس۔

9 ...... اللہ تعالیٰ کے علاوہ تمام عالم۔

10 ...... پ۱۴، النحل: ۱۲۳۔

ادیانِ باطلہ [1] سے کِنارہ کَش ہوکر [2] دینِ حق کی طرف جھک آیا۔"

(غرض انبیاء ومُرسَلِین عَلَیۡھِمُ الصَّلٰوۃُ وَالسَّلَام اِلٰی یَوۡمِ الدِّیۡن میں سے ہر نبی، ہر رسول بارگاہِ عزت جَلَّ مَجۡدُہٗ میں بڑی عزت ووجاہت والا ہے، اوراس کی شان بہت رَفیع، والہٰذا ہر نبی کی تعظیم فرضِ عین بلکہ اصل جملہ فرائض ہےاور) ان کی اَدنیٰ توہین مثل سَیِّدُ الْمُرۡسَلِیۡن صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیۡہِ وَسَلَّم کفرِ قطعی، (ان میں سے کسی کی تکۡذِیۡب و تَنۡقِیۡص، [3] کسی کی اِہانَت، کسی کی بارگاہ میں ادنیٰ گستاخی ایسے ہی قطعاً کفر ہے جیسے خود حضور صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیۡہِ وَسَلَّم کی جنابِ پاک میں گستاخی ودَرِیدہ دَہنی، [4] وَالۡعِیَاذُ بِاللّٰہِ تَعَالٰی۔) [5]

---

1 ...... جھوٹے مذاہب۔

2 ...... علیحدگی اختیار کرکے۔

3 ...... کسی کو جھٹلانا اور شان گھٹانا۔

4 ...... بدزبانی، بدکلامی۔

5 ...... اِن انبیائے کرام عَلَیۡھِمُ السَّلَام میں سے کسی نبی عَلَیۡہِ السَّلَام کو جھٹلانا یا کسی کا مرتبہ گھٹانا، کسی کی اِہانت، کسی کی بارگاہ میں ادنیٰ گستاخی ایسے ہی قطعاً کفر ہے جیسی حضور صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیۡہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّمَ کی جنابِ پاک میں گستاخی، جیسا کہ شفاء شریف میں ہے: ''اِس شخص کا حکم جس نے اللّٰہ تعالیٰ کے تمام انبیاء اور فرشتوں کو گالی دی یا اِن کی توہین وتذلیل کی یا ان کی لائی ہوئی وحی کو جھٹلایا یا ان کا انکار کیا اور تسلیم نہ کیا تو اُس کا حکم ویسا ہی ہے جیسا کہ ہمارے نبی صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیۡہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّمَ کی توہین وتذلیل کرنے والے کا، اللّٰہ عَزَّوَجَلَّ فرماتا ہے:

اِنَّ الَّذِیۡنَ یَکۡفُرُوۡنَ بِاللّٰہِ وَرُسُلِہٖ وَیُرِیۡدُوۡنَ اَنۡ یُّفَرِّقُوۡا بَیۡنَ اللّٰہِ وَرُسُلِہٖ (پ٦، النساء: ١٥٠)

ترجمۂ کنز الایمان: وہ جو اللّٰہ اور اس کے رسولوں کو نہیں مانتے اور چاہتے ہیں کہ اللّٰہ سے اس کے رسولوں کو جُدا کردیں۔

(الشفا، فصل حکم من سب سائر الانبیاء اللّٰہ، ٢/٣٠٢)

اِسی آیتِ کریمہ کے تحت سیدی اعلیٰ حضرت امام اہلسنّت مولانا شاہ امام احمد رضا خان عَلَیۡہِ رَحۡمَۃُ=

اور کسی کی نسبت، صدیق ہوں خواہ مرتضٰی رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنۡھُمَا اِن (حضرات قُدسی صِفات) کی خَادِمِی وَغَاشِیَہ بَرْدَاری (اطاعت وفرمانبرداری کہ یہ ان کے پیش خدمت واطاعت گزار ہیں، اس) سے بڑھا کر (افضلیت و برتری درکنار) دعویٔ ہَمسَرِی[1] (کہ یہ بھی مراتبِ رَفیعہ[2] اوران کے درجاتِ عُلیہ[3] میں ان کے ہمسر و برابر ہیں) محض بے دینی، (اِلحادو زِندیقی ہے)،

جس نگاہِ اِجلال وتوقیر (تکریم وتعظیم) سے اُنہیں دیکھنا فرض (ہے اوردائمی فرض) حَاشَا[4] کہ اس کے سَو حصے سے ایک حصہ (۱/۱۰۰) دوسرے کو دیکھیں،

=الرَّحمٰن ''فتاویٰ رضویہ'' میں فرماتے ہیں: ''اس آیۂ کریمہ نے صاف فرمادیا کہ اللہ اوراس کے رسولوں پر ایمان میں جُدائی ڈالنے والا پکّا کافر ہے، اور یہ کہ جو اِن سب کو مانے اور ایک ہی کا مُنکِر ہو وہ اللّٰہ اور سب رَسولوں کا مُنکِر اور ویسا ہی پکّا کھلا کافر ہے، یہ نہیں کہ جو سب کو مانیں وہ مسلمان اور جو سب سے منکر وہ کافر، اور یہ جو بعض کو مانتے اور بعض کے منکر ہیں کچھ اور ہوں، نہیں نہیں یہ بھی کُل (سب اَنبیاء عَلَیْھِمُ الصَّلٰوۃُ وَالسَّلام) کے منکر کی طرح پورے کافر ہیں، بیچ میں کوئی اور راہ نکل ہی نہیں سکتی۔'' (فتاویٰ رضویہ، ۱۴/۷۰۴)

اِسی طرح امامِ اعظم اور آپ کے اَصحاب رَحِمَھُمُ اللّٰہُ السَّلام سے منقول ہے جیسا کہ شفا شریف میں ہے: (مَنْ کَذَّبَ بِاَحَدٍ مِّنَ الاَنۡبِیَاءِ اَوۡ تَنَقَّصَ اَحَدًا مِّنۡھُمۡ اَوۡ بَرِیٌٔ مِنۡھُمۡ فَھُوَ مُرۡتَدٌّ) ''ترجمہ: جس نے نبیوں میں سے کسی ایک نبی کو جھٹلایا یا ان میں سے کسی ایک کی شان میں کمی کی یا ان سے برأت کا اِظہار کیا تو وہ مرتد ہے۔'' (الشفا، فصل حکم من سب سائر الانبیاء اللّٰہ، ۲/ ۳۰۲)

1 ...... برابری کا دعویٰ۔

2 ...... بلند مرتبوں۔

3 ...... بہت اونچے عہدوں۔

4 ...... خدا نہ کرے۔

آخر نہ دیکھا کہ صدیق و مرتضٰی رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہُمَا جس سرکارِ ابدقرار [1] (وسِرِّ ہرکار) [2] کے غلام ہیں،

اُسی [3] کو حکم ہوتا ہے: ان کی راہ پر چل اور اُن کی اِقْتِدا ء سے نہ نکل۔ [4]

(تابہ دیگراں چہ رسد [5] اے عقل خبردار! یہاں مجال دَم زَدن نہیں۔) [6]

صَحابہ کے گستاخوں کے ساتھ برتاؤ

فرمانِ مصطفٰے صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ واٰلہ وسلَّم ہے: میرے **صحابہ** کو گالی مت دو، کیونکہ آخر زمانے میں ایک قوم آئے گی، جو میرے **صَحابہ** کو گالی دے گی، پس اگر وہ (گالیاں دینے والے) بیمار ہو جائیں تو ان کی عِیادت نہ کرنا، اگر مر جائیں تو ان کی نَمازِ جنازہ نہ پڑھنا، ان سے ایک دوسرے کا نِکاح نہ کرنا، نہ انہیں وِراثت میں سے حصّہ دینا، نہ انہیں سلام کرنا اور نہ ہی ان کے لئے رَحمت کی دُعا کرنا۔ (تاریخ بغداد، ج۸، ص ۱۳۹)

جب **صَحابۂ** کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم اجمعین کو گالی دینے والے کے بارے میں یہ حُکم فرمایا گیا تو شاہِ **خیرالانام** صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ واٰلہ وسلَّم کی بارگاہِ عالی میں **گستاخی** کرنے والے کا معاملہ کس قدَر اَشد ہوگا؟ (کفریہ کلمات کے بارے میں سوال جواب، ص۲۰۱)

---

1. ......ہمیشہ کی سکون والی بارگاہ۔
2. ......ہر کام میں ہم راز۔
3. ......محمدِ مصطفٰی صَلَّی تَعَالٰی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم۔
4. ......پ۷، الانعام: ۹۰۔
5. ......تو دوسرے کس شمار میں ہیں۔
6. ......کچھ کہنے کی ہمت نہیں۔

عقیدۂ رابعہ(٤):

اَعلٰی طبقہ، ملائکہ مقربین[1]

اِن (انبیاء ومُرسَلین عَلَیہِمُ الصَّلٰوۃُ وَالسَّلَامُ) کے بعد اَعلیٰ طبقہ ملائکہ مقربین کا ہے[2] مثل سَادَاتِنَا وَمَوَالِینَا (مثلاً ہمارے سرداروں اور پیش رَو مددگاروں میں سے حضرت) جِبْرَائِیل (جن کے ذمہ پیغمبروں کی خدمت میں وحیِ الٰہی لانا ہے) و (حضرت) مِیکَائِیل (جو پانی برسانے والے اور مخلوقِ خدا کو روزی پہنچانے پر مقرر ہیں) و (حضرت) اِسرَافِیل (جو قیامت کو صُور پھونکیں گے) و (حضرت) عِزرَائِیل (جنہیں قبضِ اَرواح کی

1 ...... چوتھا عقیدہ سب سے اعلیٰ مقرب ترین فرشتوں کا ہے۔

2 ...... اِن انبیاء ومرسلین عَلَیہِمُ الصَّلَاۃُ وَالسَّلَام کے بعد سب سے اعلیٰ طبقہ مقرب ترین فرشتوں کا ہے، فرشتے نوری مخلوق ہیں، اللّٰہ تعالیٰ نے ان کو یہ طاقت دی ہے کہ جو شکل چاہیں بن جائیں کبھی وہ انسان کی شکل میں ظاہر ہوتے ہیں تو کبھی دوسری شکل میں، یہ وہی کرتے ہیں جو حکمِ خداوندی ہو، اللہ عَزَّوَجَلَّ کے حکم کے خلاف کچھ نہیں کرتے، نہ قصداً نہ سہواً نہ خطاً، یہ اللہ عَزَّوَجَلَّ کے معصوم بندے ہیں، ہر قسم کے چھوٹے بڑے گناہوں سے پاک ہیں جیسا کہ اللّٰہ رَبُّ الْعِزَّت قرآنِ مجید فرقانِ حمید میں ارشاد فرماتا ہے:

لَّا یَعْصُوْنَ اللّٰهَ مَاۤ اَمَرَهُمْ وَ یَفْعَلُوْنَ مَا یُؤْمَرُوْنَ (پ ٢٨، التحریم:٦)

ترجمۂ کنز الایمان: جو اللہ کا حکم نہیں ٹالتے اور جو انہیں حکم ہو وہی کرتے ہیں۔

ایک اور جگہ ارشادِ خداوندی عَزَّوَجَل ہے:

بَلْ عِبَادٌ مُّكْرَمُوْنَ ۙ(۲۶) لَا یَسْبِقُوْنَهٗ بِالْقَوْلِ وَ هُمْ بِاَمْرِهٖ یَعْمَلُوْنَ (پ ١٧، الانبیاء:٢٦-٢٧)

ترجمۂ کنز الایمان: بلکہ بندے ہیں عزت والے، بات میں اُس سے سبقت نہیں کرتے اور وہ اسی کے حکم پر کاربند ہوتے ہیں۔

یہ فرشتے نہ مرد ہیں، نہ عورت، اِن کو قدیم ماننا یا خالق جاننا کفر ہے، اِنکی تعداد وہی جانے جس نے ان کو پیدا کیا اور اُس کے بتائے سے اُس کا رسول صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم۔

خدمت سپرد کی گئی ہے)[1] وحَمَلَۂ (یعنی حاملانِ) عرشِ جلیل،[2] صَلَوَاتُ اللّٰہِ وَ سَلَامُہٗ عَلَیْهِمْ اَجْمَعِیْنَ۔[3] اِن کے عُلُوِّ شان وَ رِفعتِ مکان (شوکت وعظمت اور عالی مرتبت) کو بھی کوئی ولی نہیں پہنچتا (خواہ کتنا ہی مقرّبِ بارگاہِ اَحدیّت ہو)۔[4] اور ان کی جناب میں گستاخی کا بھی بِعَیْنِہٖ[5] وہی حکم، (جو انبیاء ومُرسلین کی رِفعت پناہ

---

❶......قرآنِ مجید فرقانِ حمید میں اللّٰہ تعالٰی ارشاد فرماتا ہے:

فَالْمُدَبِّرٰتِ اَمْرًا (پ۳۰، النّٰزعٰت:۵) ترجمۂ کنز الایمان: پھر کام کی تدبیر کریں۔

تفسیر بغوی میں اس آیت کے تحت ہے حضرت ابن عباس رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہُ فرماتے ہیں: اس سے مراد وہ فرشتے ہیں جن کے ذمے کچھ کام سونپے گئے ہیں اللّٰہ عَزَّوَجَلَّ ان کاموں کو جانتا ہے، حضرت عبد الرحمٰن بن سَابِط رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہُ کہتے ہیں: دنیا میں چار فرشتے معاملات انجام دیتے ہیں ایک جبرائیل عَلَیْہِ السَّلام، دوسرے میکائیل عَلَیْہِ السَّلام، تیسرے مَلَکُ الْمَوْت عَلَیْہِ السَّلام، اور چوتھے اسرافیل عَلَیْہِ السَّلَام ہیں، جبرئیل عَلَیْہِ السَّلَام وحی لانے، میکائیل عَلَیْہِ السَّلَام بارش برسانے اور لوگوں کو رزق مہیا کرنے، ملک الموت یعنی عزرائیل عَلَیْہِ السَّلَام لوگوں کی روح قبض کرنے، اور اسرافیل عَلَیْہِ السَّلَام صور پھونکنے پر مامور ہیں۔ (تفسیر بغوی، پ۳۰، النزعت، تحت الآیۃ:۵، ۴/۴۱۱، شعب الایمان، ۱/۱۷۷، حدیث:۱۵۸)

❷......اللّٰہ تعالٰی کے عرش کو اُٹھانے والے فرشتے۔

❸......اللّٰہ تعالٰی کا ان سب پر دُرود وسلام ہو۔

❹......اور یہ مقرب فرشتے اللّٰہ رَبُّ الْعِزَّت کی بارگاہ میں بہت زیادہ عزت وعظمت، شان وشوکت اور قدر ومنزلت والے ہیں کہ کوئی وَلی خواہ کتنا ہی مُقرَّب و مُعَظَّم ہو وہ ہرگز ہرگز اِن بلند وبالا شان وشوکت والے فرشتوں کو نہیں پہنچ سکتا کیونکہ مرسلینِ ملائکہ بالاجماع تمام غیرِ انبیاء سے اَفضل ہیں اِیسا ہی ''فتاوی رضویہ، ج۲۹، ص۶۲۹'' پر ہے۔

❺......بالکل۔

بارگاہوں[1] میں گستاخی کا ہے کہ کُفرِ قطعی ہے ۔[2] اِن ملائکہ مُقرَّبین میں بالخصوص) جبرئیل عَلَیْہِ السَّلَام مِنْ وَجْہٍ[3] رسولُ اللّٰہ صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَسَلَّم کے استاذ ہیں۔[4]

1 ...... بلند و بالا حمایت والے دربار وں ۔

2 ...... اِن مقرب و معزز فرشتوں کی جناب میں گستاخی کرنا بھی اِیسا ہی کفرِ قطعی ہے جیسا کہ انبیاء و مُرسلین عَلَیْہِمُ الصَّلَاۃُ وَالسَّلَام کی جناب میں گستاخی کرنا چنانچہ تمہیدِ ابی شکور میں ابوشکور سالمی حنفی عَلَیْہِ الرَّحْمَۃ فرماتے ہیں: جس نے فرشتے کو گالی دی یا اس سے نفرت کا اظہار کیا تو بے شک وہ کافر ہو جائے گا جیسا کہ انبیاء عَلَیْہِمُ السَّلَام کو گالی دینے والا یا ان سے نفرت کا اظہار کرنے والا کافر ہو جاتا ہے، اور جس نے انبیاء یا فرشتے کا ذکر حقارت یعنی ذلّت کے ساتھ کیا تو وہ بھی کافر ہو جائے گا۔ (تمہید ابی شکور السالمی، الباب الثامن فی شرائط الایمان، ص ١١٢) اسی طرح فتاویٰ عالمگیری میں ہے: جس نے فرشتوں میں سے کسی ایک فرشتے کو بھی عیب لگایا یا اس کی بُرائی اور مذمت کی تو اس نے کفر کیا۔ (عالمگیری، کتاب الایمان، فصل فی قبض الثمن، ٢/٢٦٦)

3 ...... ایک لحاظ سے، ایک صورت میں۔

4 ...... قَالَ الْاِمَامُ الْفَخْرُ الرَّازِیُّ (١): وَقَوْلُہٗ: "شَدِیْدُ الْقُوٰی": فِیْہِ فَوَائِدُ، اَلْاُوْلٰی: اِنَّ مَدْحَ الْمُعَلِّمِ مَدْحُ الْمُتَعَلِّمِ، فَلَوْ قَالَ: عَلَّمَہٗ جِبْرَائِیْلُ وَلَمْ یَصِفْہُ مَا کَانَ یَحْصُلُ لِلنَّبِیِّ صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَسَلَّمَ بِہٖ فَضِیْلَۃٌ ظَاھِرَۃٌ، اَلثَّانِیَۃُ: ھِیَ اَنَّ فِیْہِ رَدًّا عَلَیْھِمْ حَیْثُ قَالُوْا: اَسَاطِیْرُ الْاَوَّلِیْنَ سَمِعَھَا وَقْتَ سَفَرِہٖ اِلَی الشَّامِ، فَقَالَ: لَمْ یُعَلِّمْہُ اَحَدٌ مِّنَ النَّاسِ بَلْ مُعَلِّمُہٗ شَدِیْدُ الْقُوٰی ...اِلَخْ، وَلِہٰذَا قَالَ الْاِمَامُ اَحْمَدُ رَضَا مَا قَالَ وَھُوَ حَقٌّ ثَابِتٌ، وَاللّٰہُ اَعْلَمُ۔ (العبد محمد خلیل عُفِیَ عَنْہُ)۔

(التفسیر الکبیر، پ٢٧، النجم، تحت الآیۃ:٥، ١٠/٢٣٧)

"امام فخر الدین رازی عَلَیْہِ الرَّحْمَۃ نے فرمایا کہ اللّٰہ تَعَالٰی کے ارشاد: "شَدِیْدُ الْقُوٰی" میں کئی فائدے ہیں، پہلا فائدہ یہ ہے کہ استاد کی تعریف شاگرد کی تعریف ہوتی ہے، اگر اللّٰہ تَعَالٰی یوں فرماتا کہ اس کو جبرائیل نے سکھایا ہے، اور حضرت جبرائیل کی صفت "شَدِیْدُ الْقُوٰی" نہ فرماتا تو اس سے نبی کریم صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَسَلَّم کو فضیلتِ ظاہرہ حاصل نہ ہوتی، دوسرا فائدہ یہ ہے کہ اس میں ردّ ہے ان لوگوں کا جنہوں نے کہا: یہ پہلے لوگوں کے قصّے ہیں جن کو انہوں =

قَالَ تَعَالٰی: ﴿عَلَّمَهٗ شَدِیْدُ الْقُوٰی﴾ [1] (''سکھایا اِن کو یعنی سَیِّدِ عالَم صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَسَلَّم کو سخت قوّتوں والے طاقتور نے''، یعنی جبرائیل عَلَیْہِ السَّلَامُ نے، جو قوّت واجلالِ خداوندی کے مَظْھَرِ اَتَمّ، [2] قوتِ جسمانی وعقل ونظر کے اعتبار سے کامل، وَحیِ الٰہی کے بار کے مُتَحَمِّل، [3] چشمِ زَدَن میں [4] سِدْرَۃُ الْمُنْتَھٰی تک پہنچ جانے والے، جن کی دَانشمندی [5] اور فراستِ اِیمانی [6] کا یہ عالَم کہ تمام انبیائے کرام عَلَیْھِمُ الصَّلَاۃُ وَالسَّلَام کی بارگاہوں میں وحی اِلٰہی لے کر نُزُوْلِ اِجلال فرماتے اور پوری دیانتداری سے اس امانت کو ادا کرتے رہے)، پھر وہ [7] کسی کے شاگرد کیا ہوں گے جسے اِن [8] کا استاذ بنایئے، اسے سرورِ عالَم صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَسَلَّم کا اُسْتَاذُ الْاُسْتَاذ ٹھہرایئے، یہ

= نے شام کی طرف سفر کے دوران سُن لیا ہے، تو اللّٰہ تَعَالٰی نے فرمایا کہ انھیں لوگوں میں سے کسی نے نہیں سکھایا ان کا مُعَلِّم یعنی استاد تو ''شَدِیْدُ الْقُوٰی'' ہے...الخ۔ اسی لیے امام احمد رضا عَلَیْہِ الرَّحْمَۃ نے جو کہا ہے وہ حق ثابت ہے، اور اللّٰہ بہتر جانتا ہے۔ (ت) یہ حاشیہ حضرت علامہ خلیل خان برکاتی رَحْمَۃُ اللّٰہِ تَعَالٰی عَلَیْہ کا ہے۔

1 ...... پ۲۷، النجم:۵۔

2 ...... اللّٰہ تَعَالٰی کی شان وشوکت، بزرگی اور طاقت وسلطنت کے مظہر (جلوہ گاہ) ہیں۔

3 ...... وحیٔ الٰہی کے بوجھ کو اُٹھانے والے۔

4 ...... پلک جھپکتے میں، فوراً۔

5 ...... دانائی۔

6 ...... ایمانی صلاحیت۔

7 ...... جبرئیل عَلَیْہِ الصَّلٰوۃُ وَالسَّلَام۔

8 ...... یعنی جبرئیل عَلَیْہِ الصَّلٰوۃُ وَالسَّلَام۔

وہی ہیں جنہیں حق تبارک وتعالیٰ رسولِ کریم مکینِ اَمین فرماتا ہے :[1] (کہ وہ عزت والے، مالکِ عرش کے حضور بڑی عزت والے ہیں، مَلاءِ اعلیٰ کے مُقْتَدَا ء[2] کہ تمام ملائکہ ان کے اِطاعت گزار وفرماں بردار، وحیِ الٰہی کے امانت دار کہ ان کی امانت میں کسی کو مجال حرفِ زَن[3] نہیں، پیام رَسانیٔ وَحی میں اِمکان نہ سَہْو کا نہ کسی غَلَط فَہْمی و غَلَطی کا ،اور نہ کسی سَہْل پسندی اور غفلت کا،[4] منصبِ رِسالت کے پوری طرح مُتَحَمِّل ،[5] اَسرار و اَنوار کے ہرطرح مُحَافِظ ،[6] فِرِشتوں میں سب سے اونچا ان کا مرتبہ ومقام، اور قربِ قبول پر فائز المَرام،[7] وہ صاحبِ عزت واحترام کہ) نبی صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَسَلَّم کے سوا دوسرے کے خادم نہیں (اور تمام مخلوقات میں حضور صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَسَلَّم کے عِلاوہ کوئی اور ان کا مَخْدوم ومُطاع نہیں[8] اور جنگِ بدر میں فِرشتوں کی ایک جَمْعِیَّت کے ساتھ

1......اس میں قرآنِ مجید فرقانِ حمید کی اس آیتِ مبارکہ کی طرف اشارہ ہے:

اِنَّهٗ لَقَوْلُ رَسُوْلٍ كَرِیْمٍۙ(۱۹) ذِیْ قُوَّةٍ عِنْدَ ذِی الْعَرْشِ مَكِیْنٍۙ(۲۰) مُّطَاعٍ ثَمَّ اَمِیْنٍ (پ ۳۰، التکویر: ۱۹۔۲۱)

ترجمۂ کنزالایمان: بےشک یہ عزت والے رسول کا پڑھنا ہے جو قوت والا ہے، مالک عرش کے حضور عزت والا، وہاں اس کا حکم مانا جاتا ہے، امانت دار ہے۔

2......فرشتوں کی جماعت کے پیشوا اور رَہنما۔

3......زبان کھولنے کی اجازت۔

4......وحی کا پیغام پہنچانے میں نہ کسی بھول چوک اور خطا کا امکان اور نہ کسی آسان پسندی و بے پرواہی کا۔

5...... پیام لیجانے اور پہنچانے کے عُہدے کو مکمل طور پر بجالانے والے۔

6......راز کی باتوں اور تجلّیوں کے پوری طرح نگہبانی کرنے والے۔

7......قبولیت کے مرتبے کو پالینے والے۔

8......جس کی خدمت واطاعت کی جائے۔

حضور کے لشکر کا ایک سپاہی بن کر شامل ہونا مشہور زبانِ زدِ خاص وعام۔)[1]

اَکابِر صحابہ واَعَاظِم اَولیاء کو (کہ واسطۂ نُزولِ بَرکات ہیں) اگر ان کی خدمت (کی دَولت) ملے دو جہاں کی فخر وسعادت جانیں، پھر یہ کس کے خدمت گار یاغَاشِیَہ بَردَار ہوں گے؟[2] (اور سَیّدِ عالَم صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَسَلَّم تو بادشاہ کون ومکاں، مخدوم و مُطَاع ہر دو جہاں ہیں، صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَعَلَیْہِمْ اَجْمَعِیْنَ وَبَارَکَ وَسَلَّمَ)[3]

---

1 ...... فرشتۂ جبریل عزت واحترام والی وہ ذات ہیں جو صرف اور صرف سرکار صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَ اٰلِہٖ وَسَلَّم کی خدمت کرنے والے ہیں، تمام مخلوقات میں حضور عَلَیْہِ الصَّلٰوۃُ وَالسَّلَام کے علاوہ کوئی ایسی ذات نہیں کہ جس کی فرشتۂ جبریل نے خدمت اور اطاعت کی ہو، ہاں البتہ جنگِ بدر میں فرشتوں کے ایک لشکر کے ساتھ حضور عَلَیْہِ الصَّلٰوۃُ وَالسَّلَام کے لشکر میں ایک سپاہی بن کر شامل ہونا عوام وخواص کی زبان پر مشہور ہے، جیسا کہ صحیح بخاری شریف میں حضرت عبداللّٰہ بن عباس رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہُمَا بیان کرتے ہیں کہ نبی کریم صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّمَ نے جنگِ بدر کے دِن فرمایا: یہ جبرائیل ہیں جنھوں نے اپنے گھوڑے کے سر کو پکڑا ہوا ہے اور اِن پر جنگی ہتھیار ہیں۔

(بخاری، کتاب المغازی، باب شهود الملائكة بدرًا، ۳/ ۱۷، حدیث: ۳۹۹۵)

2 ...... معزز صحابہ اور جاہ وجلال صاحبِ عظمت اولیاء کہ یہ خود بھی برکتوں کے نازل ہونے کا ذریعہ ہیں، انہیں اگر جبریل امین عَلَیْہِ السَّلَام کی خدمت کی دولت ملے تو اِسے اپنے لیے دنیا اور آخرت کی برتری اور خوش قسمتی جانیں، جب جبریل امین عَلَیْہِ السَّلَامُ کے مقام ومرتبے کا یہ عالَم ہے کہ بڑے بڑے صحابہ واَولیاء خود اِن کی خدمت کو اپنے لیے سعادت مندی سمجھیں تو پھر بھلا یہ کس کی خدمت یا اطاعت وفرمانبرداری کریں گے۔

3 ...... ہاں رہی بات سَیّدِ عالَم صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کی خدمت وفرمانبرداری کی، تو وہ تو عالَم کے خودمختار حاکم، دنیا اور آخرت کے مالک وسردار ہیں، اللّٰہ تعالٰی کی اِن پر اور اُن سب پر دُرود و سلام اور برکتیں ہوں۔

عقیدۂ خامسہ (۵):

اصحاب سیّد المرسلین و اہلِ بیت کرام[1]

ان (ملائکہ مرسلین وسادات فِرِشْتگانِ مُقَرَّبِین) کے بعد (بڑی عزت ومنزلت اورقُرْبِ قبولِ اَحدیَّت پرفائز) اَصحابِ سَیِّدُ الْمرسلین صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَ عَلَیْھِمْ اَجْمَعِیْنَ ہیں[2]

اور اُنہیں میں حضرت بَتُول،[3] جگر پارۂ رسول[4]، خاتونِ جہاں،

---

1 ...... پانچواں عقیدہ سرکار صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کے صحابہ اور بزرگ وبرتر اہل بیت کے بارے میں۔

2 ...... مقرب ترین فرشتوں اور مرسلین ملائکہ یعنی جبرئیل ومیکائیل واسرافیل وعزرائیل عَلَیْہِمُ السَّلَام اورعرشِ مُعلّٰی کو اُٹھانے والے فرشتوں کے بعد اللّٰہ رَبُّ الْعِزَّت کی بارگاہ میں مقبولیت کے مرتبے پر چمکنے والے سرکار صَلَّی اللّٰہُ تعالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وسَلَّم کے صحابہ کرام عَلَیْہِمُ الرِّضْوَان ہیں۔

3 ...... بتول کہتے ہیں پاکیزہ، پاک دامن، پارسا عورت کو، یہ حضرت فاطمہ رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہَا کا لقب ہے اس لیے کہ آپ عوارضِ نسوانی یعنی حیض ونفاس سے پاک تھیں جیسا کہ حدیثِ مبارکہ میں سرکار صَلَّی اللّٰہُ تعالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وسَلَّم کا فرمانِ عالیشان ہے: ''بے شک میری صاحبزادی بتول زہرا انسانی شکل میں حوروں کی طرح حیض ونفاس سے پاک ہے۔'' (کنزالعمال، کتاب الفضائل، الفصل الثانی فی فضائل اهل البیت...الخ، الجزء:۱۲، ۶/ ۵۰، حدیث: ۳۴۲۲۱)

4 ...... رسول صَلَّی اللّٰہُ تعالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وسَلَّم کے جگر کا ٹکڑا، یعنی حضرت فاطمہ رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہَا جیسا کہ حدیثِ مبارکہ میں سرکار صَلَّی اللّٰہُ تعالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وسَلَّم کا فرمانِ عالیشان ہے: ((فَاطِمَةُ بِضْعَةٌ مِنِّیْ)) ''فاطمہ میرے جگر کا ٹکڑا ہے۔'' (بخاری، کتاب فضائل اصحاب النبی، باب مناقب قرابة رسول اللّٰه، ۲/ ۵۳۸، حدیث: ۳۷۱۴)

بانوے جہاں، سَیِّدَۃُ النِّسَاء[1] فاطِمَہ[2] زَہرا[3] (شامل)۔

---

1 ......تمام عورتوں کی سردار یعنی دونوں جہاں کی ملکہ وشہزادی یہ آپ رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْھَا کا لقب ہے چنانچہ ایک مرتبہ رسولُ اللّٰہ صَلَّی اللّٰہُ تعالٰی عَلَیْہِ وَالٖہٖ وسَلَّم نے حضرت سیدتنا فاطمہ رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْھَا سے فرمایا:((اَمَا تَرْضَیْنَ اَنْ تَکُوْنِیْ سَیِّدَۃَ نِسَاءِ اَھْلِ الْجَنَّۃِ اَوْنِسَاءِ الْمُؤْمِنِیْنَ)) یعنی ''(اے فاطمہ!) کیا تم اس بات پر راضی نہیں کہ تم اہل جنت کی عورتوں یا مؤمنین کی عورتوں کی سردار ہو۔'' (بخاری، کتاب المنا قب،باب علامات النبوۃ فی الاسلام، ۲/ ۵۰۷، حدیث:۳٦۲٤) ایک جگہ ارشاد فرمایا:((فَاطِمَۃُ سَیِّدَۃُ نِسَاءِ اَھْلِ الْجَنَّۃِ)) ''فاطمہ اہلِ جنت کی عورتوں کی سردار ہے۔'' (بخاری، کتاب فضائل اصحاب النبی،باب مناقب قرابۃ رسول اللّٰہ،۲/ ۵۳۷)

2 ......فاطمہ کے معنیٰ ہیں چھڑانے والی، اللّٰہ تعالیٰ اس نام کے صدقے لوگوں کو دوزخ سے آزاد فرمائے گا جیسا کہ نبی کریم صَلَّی اللّٰہُ تعالٰی عَلَیْہِ وَالٖہٖ وسَلَّم کا فرمانِ عالیشان ہے:((اِنَّمَا سُمِّیَتْ فَاطِمَۃَ لِاَنَّ اللّٰہَ فَطَمَھَا وَمُحِبِّیْھَا عَنِ النَّارِ)) ترجمہ: بے شک اس کا نام ''فاطمہ'' رکھا گیا اس لیے کہ اللّٰہ تعالیٰ اسے اور اس سے محبت کرنے والوں کو دوزخ سے آزاد فرمائے گا۔(کنز العمال، کتاب الفضائل،الفصل الثانی فی فضائل اھل البیت...الخ، الجزء:۱۲،٦/ ۵۰،حدیث: ۳٤۲۲۲) امام اہلسنّت مولانا شاہ امام احمد رضا خان عَلَیْہِ رَحْمَۃُ الرَّحْمٰن اپنے رسالے ''الامن والعلی'' ص۲۸۳ پر اس حدیث کو نقل کرنے کے بعد ارشاد فرماتے ہیں: ''غلامانِ زہرا کو نار سے چھڑایا تو اللّٰہ عَزَّوَجَلَّ نے، مگر نام حضرت زہرا کا ہے فاطمہ چھڑانے والی آتشِ جہنم سے نجات دینے والی۔''

3 ......حضرت فاطمہ رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْھَا کو ''زہرا'' بھی کہتے ہیں یعنی ''کلی''، جس کی کئی وجہ تسمیہ بیان کی گئی ہیں جن میں سے ایک یہ بھی ہے کہ آپ کے جسم سے جنت کی خوشبو آتی تھی جسے حضور عَلَیْہِ الصَّلٰوۃُ وَالسَّلَام سونگھا کرتے تھے۔(مرآۃ المناجیح،۸/ ٤۵۳) نبی پاک صَلَّی اللّٰہُ تعالٰی عَلَیْہِ وَالٖہٖ وسَلَّم نے فرمایا:((اِذَا اَنَا اِشْتَقْتُ اِلَی رَائِحَۃِ الْجَنَّۃِ شَمَّمْتُ رِیْحَ فَاطِمَۃَ)) جب بھی میں جنت کی خوشبو سونگھنا چاہتا ہوں تو فاطمہ کی خوشبو سونگھ لیتا ہوں۔(معجم کبیر، ومن مناقب فاطمۃ، ۲۲/ ٤۰۰،حدیث:۱۰۰۰ واللفظ لہ،مستدرك حاکم،کتاب معرفۃ الصحابۃ، کان النبی اذا رجع...الخ،٤/ ۱٤۰،حدیث:٤۷۹۱)

اور اس دو جہاں کی آقا زادی[1] کے دونوں شہزادے، عرشِ (اعظم) کی آنکھ کے دونوں تارے، چرخِ سیادت (آسمانِ کرامت) کے مہ پارے،[2] باغِ تَطۡہِیر[3] کے پیارے پھول،[4] دونوں قرۃ عینِ رسول،[5] اِمَامَیۡن کَرِیۡمَیۡن (ہادیانِ باکرامت وَ باصفا)،[6] سَعِیۡدَیۡن شَہِیۡدَیۡن (نیک بخت وشہیدانِ جفا)[7] تَقِیَّیۡن نَقِیَّیۡن (پاک دامن، پاک باطن) نَیِّرَیۡن (قَمَرَیۡن، آفتابِ رُخ وماہتاب رُو)[8] طاہِرَین (پاک سیرت، پاکیزہ خُو)[9] ابومحمد (حضرت امام) حسن وابوعبداللّٰہ (حضرت امام) حسین، اور تمام مادرانِ اُمت، بانُوانِ رسالت (اُمَّہاتُ المومنین،[10] ازواجِ مطہرات) عَلَی الۡمُصۡطَفٰی وَعَلَیۡہِمۡ کُلُّہُمُ الصَّلَاۃُ وَالتَّحِیَّۃُ[11] (ان صحابہ کرام کے زُمرہ

---

1 ......شہزادی فاطمہ زہرا رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنۡہَا۔

2 ......چاند۔

3 ......یہاں حضور صَلَّی اللّٰہُ تعالٰی عَلَیۡہِ وَاٰلِہٖ وسَلَّم کے پاکیزہ گھرانے کی طرف اشارہ ہے یعنی باغِ رسالت۔

4 ......نبی کریم صَلَّی اللّٰہُ تعالٰی عَلَیۡہِ وَاٰلِہٖ وسَلَّم نے ارشاد فرمایا: ((ھُمَا رَیۡحَانَتَایَ مِنُ الدُّنۡیَا)) یہ دونوں (یعنی امام حسن وحسین رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنۡہُمَا) دنیا میں میرے دو پھول ہیں۔ (**بخاری، کتاب فضائل اصحاب النبی، باب مناقب الحسن والحسین، ۲/۵٤۷، حدیث: ۳۷۵۳**)

5 ......رسولُ اللّٰہ صَلَّی اللّٰہُ تعالٰی عَلَیۡہِ وَاٰلِہٖ وسَلَّم کی آنکھوں کی ٹھنڈک۔

6 ......معزز اور صاف دل پیشوا۔

7 ......ظلماً شہید کئے جانے والے۔

8 ......سورج اور چاند کی طرح چمکتے دمکتے چہرے والے۔

9 ......نیک عادتوں اور عمدہ خصلتوں والے۔

10 ......مسلمانوں کی مائیں۔

11 ......مصطفٰی صَلَّی اللّٰہُ تعالٰی عَلَیۡہِ وَاٰلِہٖ وسَلَّم اور ان سب پر دُرود وسلام ہو۔

میں)[1] داخل کہ صحابی ہر وہ مسلمان ہے جو حالتِ اسلام میں اس چہرۂ خدا نُما (اور اس ذاتِ حق رَسا)[2] کی زیارت سے مُشَرَّف ہوا اور اسلام ہی پر دنیا سے گیا، (مرد ہو خَواہ عورت، بالغ ہو خواہ نابالغ)۔

ان (اعلیٰ درجات والا مقامات)[3] کی قدر و منزِلت[4] وہی خوب جانتا ہے جو سیِّد المُرسَلِین صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَسَلَّم کی عزت و رِفعت[5] سے آگاہ ہے، (اُس کا سینہ انوارِ عرفان سے منوّر[6] اور آنکھیں جمالِ حق سے مشرف ہیں، [7]حق پر چلتا، حق پر جیتا اور حق کے لیے مرتا ہے اور قبولِ حق اس کا وَطِیرہ ہے)۔[8]

آفتابِ نِیْمروز (دوپہر کے چڑھتے سورج) سے روشن تر کہ محبّ (سچا چاہنے والا) جب قدرت پاتا ہے اپنے محبوب کو صحبتِ بَد (برے ہم نشینوں اور بدکار رفیقوں) سے بچاتا ہے، (اور مسلمانوں کا بچہ بچہ جانتا مانتا ہے کہ) حق تعالیٰ قادرِ مُطلَق (اور ہر ممکن اس کے تحتِ قدرت ہے) اور (یہ کہ) رسولُ اللّٰہ صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَسَلَّم اس کے محبوب وسَیِّدُالمَحبُوبِین (تمام محبوبانِ بارگاہ کے سردار و سر کے تاج)، کیا عقلِ سلیم

---

1 ......یعنی جماعتِ صحابہ رِضْوَانُ اللّٰہِ عَلَیْہِمْ اَجْمَعِین میں۔

2 ......اللّٰہ تَعَالٰی کے بارے میں بتانے والے کے چہرے اور حق تک پہنچنے والی ذات (سرکار صَلَّی اللّٰہُ تعالٰی عَلَیْہِ وَاٰلہٖ وسَلَّم)

3 ......ان صحابہ کرام عَلَیْہِمُ الرِّضْوَان کے بلند مرتبوں اونچے درجوں۔

4 ......شان وشوکت۔

5 ......عظمت۔

6 ......اللّٰہ تَعَالٰی کی معرفت کی تجلّیوں سے روشن۔

7 ......اور آنکھیں مشاہداتِ حق سے مشرف ہیں۔

8 ......یعنی طریقہ ہے۔

(بشرطیکہ وہ سلیم ہو) تجویز کرتی (جائز و گوارہ رکھتی) ہے کہ ایسا قدیر (﴿ فَعَّالٌ لِّمَا یُرِیْدُ ﴾[1] ''جو چاہے اور جیسا چاہے کرے'') ایسے عظیم ذی وجاہت، جانِ محبوبی وکانِ عزت[2] (کہ جو ہوگیا، جو ہوگا، اور جو ہو رہا ہے اِنہیں کی مرضی پر ہوا اِنہیں کی مرضی پر ہوگا اور انہیں کی مرضی پر ہو رہا ہے، ایسے محبوب ایسے مقبول) کے لیے خیارِ خَلق کو[3] (کہ انبیاء ومرسلین کے بعد تمام خلائق پر فائق ہوں، [4]حضور کا صحابی) جَلِیْس واَنِیْس (ہم نشین وغمخوار)[5] ویارومددگار مقرر نہ فرمائے، (نہیں ہرگز نہیں، تو جب کہ مولائے قادر وقدیر جَلَّ جَلَالُہٗ نے انھیں اِن کی یاری ومددگاری، رَفاقت وصحبت[6] کے لیے منتخب فرمالیا تو اب) جو اُن میں سے کسی پر طعن[7] کرتا ہے جنابِ بارِی تعالیٰ کے کمالِ حکمت وتمامِ قدرت (پر الزام نقص وناتمامی کا لگاتا ہے)، یا رسولُ اللّٰہ صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَسَلَّم کی غایتِ مَحْبُوبیت (کمالِ شانِ محبوبی) ونہایتِ منزلت (وانتہائے عزت ووجاہت اوران مراتبِ رَفیعہ[8] اور مناصبِ جلیلہ)[9]

---

1. ......پ ۱۲، ھود : ۱۰۷۔
2. ......بڑی عزت ومرتبے والے، عظمت وشرف کے سرچشمے یعنی سرکار صَلَّی اللّٰہُ تعالی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وسَلَّم۔
3. ......بہترین مخلوق یعنی صحابہ کرام عَلَیْہِمُ الرِّضْوَان کو۔
4. ......تمام لوگوں پر فوقیت رکھنے والے ہوں۔
5. ......ساتھ بیٹھنے والا اور دُکھ دَرد کا شریک۔
6. ......ہمراہی وہم نشینی۔
7. ......نکتہ چینی۔
8. ......بلند مرتبوں۔
9. ......بڑے عہدوں۔

پر حَرف رکھتا ہے،[1] (جوانہیں بارگاہِ صَمَدِیَّت[2] میں حاصل ہیں، تو یہ مولائے قدُّوس تَعَالٰی شَانُہٗ کی بارگاہ میں[3] یا اس کے محبوب صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَسَلَّم کی جنابِ پاک میں گستاخانہ زبان درازی ودَرِیدَہ دہنی ہے[4] اور کھلی بغاوت)،[5] اسی لیے سرورِ عالم صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَسَلَّم ارشاد فرماتے ہیں:

(اَللّٰہَ اَللّٰہَ فِیْ اَصْحَابِیْ، لَا تَتَّخِذُوْھُمْ غَرَضًا مِّنْ بَعْدِیْ، فَمَنْ اَحَبَّھُمْ فَبِحُبِّیْ اَحَبَّھُمْ وَمَنْ اَبْغَضَھُمْ فَبِبُغْضِیْ اَبْغَضَھُمْ، وَمَنْ اٰذَا ھُمْ فَقَدْ اٰذَانِیْ وَمَنْ اٰذَانِیْ فَقَدْ اٰذَی اللّٰہَ وَمَنْ اٰذَی اللّٰہَ فَیُوْشِکُ اَنْ یَّاْخُذَہٗ) ''خدا سے ڈرو خدا سے ڈرو میرے اَصحاب کے حق میں، اُنہیں نشانہ نہ بنالینا، میرے بعد جو اُنہیں دوست رکھتا ہے میری محبت سے اُنہیں دوست رکھتا ہے، اور جو اُن کا دشمن ہے میری عداوت سے ان کا دشمن ہے، جس نے اُنہیں ایذا دی[6] اُس نے مجھے ایذا دی اور جس نے مجھے ایذا دی اس نے اللّٰہ کو ایذا دی، اور جس نے اللّٰہ کو ایذا دی تو قریب ہے کہ اللّٰہ تَعَالٰی اِس کو گرفتار کرلے، (یعنی

1 ......صحابہ کرام رِضْوَانُ اللّٰہِ تَعَالٰی عَلَیْہِمْ اَجْمَعِیْن پر نکتہ چینی کرنے والا یا تو اللّٰہ عَزَّوَجَلَّ کی کامل واکمل حکمت وقدرت پر کمی وکوتاہی کا الزام لگاتا ہے یا پھر رسولُ اللّٰہ صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کی عظمت پر اعتراض کرتا ہے۔

2 ......بے نیاز دربار یعنی اللّٰہ تَعَالٰی کے دربار۔

3 ......ہر نقص وعیب سے پاک، بلند وبالا شان والے اللّٰہ تَعَالٰی کی بارگاہ میں۔

4 ......بدزبانی وبدکلامی ہے۔

5 ......سرکشی ونافرمانی۔

6 ......تکلیف دی۔

زِندانِ عذاب وبلا[1] میں ڈال دے)۔ رَوَاهُ التِّرمِذِی[2] وَغَیرُہٗ۔[3]

اب اے خارجیو،[4] ناصبیو![5] (حضرت خَتَنَین وَ اِمَامَین جَلِیلَین سے[6] خصوصاً اپنے سینوں میں بُغض وکینہ[7] رکھنے اور اُنہیں چُنیں وچُناں[8] کہنے والو!) کیا رسولُ اللہ صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَسَلَّم نے (مذکورۂ بالا) اس ارشادِ عام[9] اور جنابِ بارِی تعالیٰ نے آیۂ کریمہ: ﴿رَضِیَ اللّٰهُ عَنْهُمْ وَرَضُوْا عَنْهُ﴾[10] سے (کہ اللہ تعالیٰ ان سے یعنی ان کی اطاعت واخلاص سے راضی اور وہ اس سے یعنی اس کے کرم وعطا سے راضی) جناب ذُوالنُّورَین (امیرالمؤمنین حضرت عثمانِ غنی)[11] وحضرت

---

1 ......آفت ومصیبت کے قید خانے یعنی دوزخ۔

2 ...... ترمذی، کتاب المناقب، باب فی من سب اصحاب النبی، ۵/٤٦٣، حدیث: ۳۸۸۸ ۔

3 ......مسند احمد، مسند البصریین، ۷/۳٤۱، حدیث: ۲۰۵۷۲۔

4 ......امام برحق کے خلاف بغاوت کرنے والا ''خارجی'' ہے، بعد میں یہ ان لوگوں کا لقب بن گیا جنہوں نے حضرت علی کَرَّمَ اللّٰہُ تَعَالٰی وَجہَهُ الکَرِیم سے بغاوت کرکے آپ کی شان میں گستاخیاں کیں۔

5 ......اور اے وہ لوگو! جو حضرتِ علی رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنہ اور ان کی اولاد سے بغض وعداوت رکھتے ہو۔

6 ......دونوں دامادوں اور مسلمانوں کے عظیم الشان خلفاء یعنی حضرت عثمان، حضرت علی رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنهُمَا سے۔

7 ......دشمنی وعداوت۔

8 ......یعنی ان پر اعتراض کرنے والو!۔

9 ......ماقبل ذکر کی گئی حدیثِ مبارکہ۔

10 ...... پ ۱۱، التوبة : ۱۰۰۔

11 ......ذوالنورین: دونوروالے، یہ حضرت عثمانِ غنی رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنہ کا لقب ہے کیونکہ رسولُ اللہ صَلَّی اللّٰہُ تعالیٰ عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وسَلَّم کی دو بیٹیاں یکے بعد دیگرے یعنی (ایک کے انتقال کے بعد =

اَسَدُاللّٰه [1] غالب (امیر المومنین علی بن ابی طالب) وحضرات سِبطَین کَرِیمَین [2] (امام حسن وامام حسین) رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْھُمْ اَجْمَعِیْنَ [3] (کو مُسْتَثْنٰی کردیا [4] اور

=ایک) اُن کے نکاح میں آئیں جیسا کہ حدیثِ مبارکہ میں ہے سرکار صَلَّی اللّٰہُ تعالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وسَلَّم کی بارگاہ میں حضرت عثمان بن عفان رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہ کا ذکر کیا گیا تو **رسولُ اللّٰه** صَلَّی اللّٰہُ تعالٰی عَلَیْہِ وَ اٰلِہٖ وسَلَّم نے ارشاد فرمایا: وہ نور ہے، عرض کیا گیا: کیسا نور ہے؟ ارشاد فرمایا: وہ آسمان اور جنتوں کا نور ہے، اُس نور کو جنتی حوروں پر فضیلت دی گئی ہے اور بے شک میں نے اپنی دو بیٹیوں کی شادی اس سے کی ہے پس اسی وجہ سے اللّٰہ تعالٰی نے فرشتوں کے مجمع میں اس کا نام "نور والا" رکھا ہے، اور جنتوں میں بھی اس کو "ذوالنورین یعنی دو نور والا" کے نام سے پکارا جاتا ہے۔ (تاریخ ابن عساکر، ۴۷/۳۹) ایک اور حدیثِ مبارکہ میں ہے **رسولُ اللّٰه** صَلَّی اللّٰہُ تعالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وسَلَّم کا گزر حضرت عثمانِ غنی رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہ پر ہوا اس حال میں کہ حضرت عثمانِ غنی رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہ (اپنی زوجہ) اور **رسولُ اللّٰه** صَلَّی اللّٰہُ تعالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وسَلَّم کی بیٹی اُمِّ کلثوم کے وصال پر رو رہے تھے، **رسول اللّٰه** صَلَّی اللّٰہُ تعالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وسَلَّم کے ساتھ حضرت سیدنا ابوبکر صدیق اور حضرت سیدنا عمر رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْھُمَا بھی تھے **رسول اللّٰه** صَلَّی اللّٰہُ تعالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وسَلَّم نے ارشاد فرمایا: اے عثمان! کیوں رو رہے ہو؟ عرض کیا: اے **اللّٰه** کے رسول! میں اس وجہ سے رو رہا ہوں کہ میرا آپ سے دامادی کا رشتہ ختم ہو گیا، **رسول اللّٰه** صَلَّی اللّٰہُ تعالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وسَلَّم نے فرمایا: تو مت رو، اس کی قسم جس کے قبضے میں میری جان ہے! اگر میری سو بیٹیاں بھی ہوتیں اور ایک کے بعد ایک انتقال کر جاتی تو میں ہر ایک کے بعد دوسری کا تجھ سے نکاح کر دیتا یہاں تک کہ سو میں سے ایک بھی باقی نہ رہتی، یہ جبرائیل ہیں انہوں نے مجھے خبر دی ہے کہ اللّٰہ تعالٰی نے مجھے حکم دیا ہے کہ میں اپنی دوسری بیٹی "رُقَیَّہ" کا نکاح بھی تم سے کر دوں اور اس کا مَہر بھی وہی رکھوں جو مَہر اس کی بہن کلثوم کا تھا۔ (تاریخ ابن عساکر، ۳۹/۳۹)

1 ...... اللّٰہ کے شیر، یہ امیر المومنین حضرت سیدنا علی رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہ کا لقب ہے۔

2 ...... دو سخی و فیاض نواسے۔

3 ...... **اللّٰه تَعَالٰی** ان سب سے راضی ہوا۔

4 ...... اس حکم سے جدا کر دیا۔

اس اِسْتِثْنَاء کو تمہارے کان میں پھونک دیا ہے؟)۔

یا اے شِیْعو، اے رافِضِیو! اِن احکامِ شاملہ سے (کہ سب صحابہ کو شامل ہیں اور جملہ صحابہ کرام ان میں داخل ہیں) خدا اور سول (جَلَّ وَعَلَا وَصَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَسَلَّم) نے (امیر المومنین خَلِیْفَۃُ الْمُسْلِمِیْن)[1] حضرت صدّیقِ اکبر، (وامیر المؤمنین اِمَامُ الْمُسْلِمِیْن)[2] جنابِ فاروقِ اَعظم، (وامیر المومنین کَامِلُ الْحَیَاءِ وَ الْاِیْمَان)[3]

---

1 ......مسلمانوں کے خلیفہ۔

2 ......مسلمانوں کے پیشوا اور سردار۔

3 ......ایمان اور حیا میں کامل۔ یہ حضرت سیدنا عثمانِ غنی رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہ کا لقب ہے، اور انھیں "کَامِلُ الْحَیَاءِ وَ الْاِیْمَان" اس لیے کہتے ہیں کہ آپ سب سے زیادہ شرم وحیا کے پیکر تھے جیسا کہ حدیثِ مبارکہ میں ہے حضرت سیدتنا عائشہ رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہَا فرماتی ہیں: رسول اللّٰہ صَلَّی اللّٰہُ تعالٰی عَلَیْہِ وَالِہٖ وسَلَّم اپنے گھر میں یوں آرام فرماتے تھے کہ آپ کی پنڈلی سے کپڑا ہٹا ہوا تھا، تو حضرت سیدنا ابوبکر رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہ نے اجازت مانگی انہیں اجازت دے دی اسی حالت پر انہوں نے کچھ بات چیت کی، پھر حضرت سیدنا عمر رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہ نے اجازت مانگی انہیں بھی اسی حالت میں اجازت دے دی، پھر انہوں نے بھی بات چیت کی، پھر حضرت سیدنا عثمان رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہ نے اجازت مانگی تو رسول اللّٰہ صَلَّی اللّٰہُ تعالٰی عَلَیْہِ وَالِہٖ وسَلَّم بیٹھ گئے اور اپنے کپڑے درست کر لیے، جب وہ چلے گئے تو حضرتِ سیدتنا عائشہ رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہَا نے عرض کی: حضرت سیدنا ابوبکر رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہ آئے آپ نے ان کے لیے نہ تو جنبش کی اور نہ ان کی پرواہ کی، پھر حضرت سیدنا عمر آ گئے تو آپ نے ان کے لیے نہ تو جنبش کی نہ پروا کی، پھر حضرت سیدنا عثمان رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہ آئے پھر تو آپ بیٹھ گئے اور اپنے کپڑے درست کر لیے، تو فرمایا: ((اَلَا اَسْتَحِی مِنْ رَجُلٍ تَسْتَحِی مِنْہُ الْمَلَائِکَۃُ)) میں اس شخص سے حیا کیوں نہ کروں جس سے فرشتے بھی حیا کرتے ہیں۔ (مشکاۃ المصابیح، کتاب المناقب، باب مناقب عثمان، الفصل الاول، ۲/۴۲۳، حدیث: ۶۰۶۹)

حَکِیْمُ الْاُمَّت مفتی احمد یار خان نعیمی رَحْمَۃُ اللّٰہِ تَعَالٰی عَلَیْہِ اس حدیثِ مبارکہ کے تحت "مراۃ=

حضرت مُجَہِّزُ جَیْشِ الْعُسْرَۃ (فِیْ رِضَیِ الرَّحْمٰن عثمان بن عفّان)[1] و

=المناجیح'' میں فرماتے ہیں: ''سبھی فرشتے بھی حضرت (سیدنا) عثمان سے شرم کرتے ہیں ان کی توقیر وتعظیم کا اہتمام فرماتے ہیں، ایک روایت میں ہے کہ جب حضور صَلَّی اللّٰہُ تعالٰی عَلَیْہِ وَ اٰلِہٖ وسَلَّم نے انصار ومہاجرین میں بھائی چارہ کا عقد فرمایا تو حضرت (سیدنا) عثمان بھی وہاں موجود تھے ان کے سینے سے کرتہ ہٹ گیا تو وہاں کے موجود فرشتے اس مجلس سے ہٹ گئے، حضورِ انور نے ملائکہ سے ہٹنے کی وجہ پوچھی انہوں نے کہا: حضرت (سیدنا) عثمان سے ہم کو شرم آتی ہے۔ حضرت عثمان کی شرم وحیا کا یہ حال تھا کہ آپ غسل خانہ میں تہبند باندھ کر غسل کرتے تھے صرف اوپر کا بدن برہنہ ہوتا تھا تب بھی آپ سیدھے نہ بیٹھتے تھے شرم سے جھکے ہوئے ہی غسل فرماتے تھے۔ (مرقات) آپ نے کبھی اپنی شرم گاہ کو نہ دیکھا۔ ایک روایت میں ہے کہ میں نے اپنے ربّ سے دعا کی کہ مولیٰ! میرا عثمان بڑا ہی شرمیلہ ہے تو کل قیامت میں اس کا حساب نہ لینا کہ وہ شرم وحیا کی وجہ سے تیرے سامنے کھڑے ہوکر حساب نہ دے سکے گا چنانچہ پہلے حساب ابوبکر کا ہوگا، پھر عمر کا، پھر علی کا، پھر دوسروں کا، حضرت عثمان کا حساب ہوگا ہی نہیں۔'' (مرقات)

(مراۃ المناجیح، ۸/۳۹۳)

1 ...... بڑے مہربان، زبردست رحمت والے (اللہ تعالیٰ) کی خوشنودی میں تنگ دستی والے لشکر کو سامانِ ضرورت دینے والے عثمان بن عفان رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہُ ۔ یہ ایک واقعہ کی طرف اشارہ ہے جیسا کہ ترمذی شریف کی حدیثِ مبارکہ ہے حضرت سیدنا عبدالرحمٰن بن خباب رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہُ فرماتے ہیں کہ میں نبی کریم صَلَّی اللّٰہُ تعالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وسَلَّم کی خدمت میں حاضر ہوا آپ صَلَّی اللّٰہُ تعالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وسَلَّم جَیْشُ الْعُسْرۃ (غزوۂ تبوک) پر رغبت دے رہے تھے تو حضرت سیدنا عثمان رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہُ نے کھڑے ہوکر عرض کی: یارسول اللّٰہ صَلَّی اللّٰہُ تعالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وسَلَّم! میرے ذمہ اللّٰہ تعالیٰ کی راہ میں سو اونٹ ان کے کمبل اور پالان کے ساتھ، حضور صَلَّی اللّٰہُ تعالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وسَلَّم نے اس لشکر کے متعلق پھر رغبت دی پھر حضرت سیدنا عثمان رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہُ نے کھڑے ہوکر عرض کی: میرے ذمہ دوسو اونٹ ہیں مع ان کے کمبل کے اور پالان کے، حضور صَلَّی اللّٰہُ تعالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وسَلَّم نے پھر رغبت دلائی پھر تیسری مرتبہ بھی حضرت سیدنا عثمان رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہُ نے کھڑے ہوکر عرض کی: میرے ذمہ اللّٰہ کی راہ میں تین سو اونٹ ہیں مع ان کے کمبل و پالان کے، تو میں نے رسول اللّٰہ صَلَّی اللّٰہُ تعالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وسَلَّم کو دیکھا کہ حضورِ انور=

جنابِ اُمُّ المومنین محبوبۂ سیّد الْعَالَمِیْن (1)

=صَلَّی اللّٰہُ تعالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وسَلَّم منبر سے اُتر رہے ہیں اور فرما رہے ہیں کہ اب اس کے بعد عثمان رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہُ پر کوئی گناہ نہیں وہ جو بھی کریں، اس کے بعد عثمان رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہُ پر کوئی گناہ نہیں وہ جو بھی کریں۔

(ترمذی، کتاب المناقب، باب مناقب عثمان بن عفان، ۵/۳۹۱، حدیث: ۳۷۲۰)

حضرت مفتی احمد یار خان نعیمی رَحْمَۃُ اللّٰہِ عَلَیْہِ اس حدیث کی شرح میں فرماتے ہیں:

''غزوۂ عُسرت غزوۂ تبوک کا نام ہے اور اس غزوہ میں جانے والوں کو جیشِ عسرت کہتے ہیں کیونکہ یہ غزوہ مسلمانوں کی سخت تنگی، ناداری، بے سامانی کی حالت میں ہوا، گرمی سخت تھی، تبوک جگہ بہت دور تھی چنانچہ خیبر مدینہ منورہ سے ایک سو ساٹھ میل ہے اور خیبر سے تبوک پانچ سو میل ہے تو تبوک مدینہ منورہ سے چھ سو ساٹھ میل ہوا، وہاں سے عمان، وہاں سے بیت المقدس، یہ سب ایک ہی راستہ پر ہیں، حضورِ انور نے لوگوں کو جہاد کے لیے چندہ دینے کا حکم دیا، اس غزوہ میں لشکرِ اسلام بہت بڑا تھا، (مرقات) تبوک میں چالیس ہزار اور ستر ہزار کے درمیان تھے۔ (مدارج) حضورِ انور صَلَّی اللّٰہُ تعالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وسَلَّم نے تین بار چندہ کی اپیل کی، ہر بار میں حضرت عثمان نے سو دو سو تین سو اونٹ مع سامان کے اعلان کیا، کسی کو بولنے کا موقعہ ہی نہ دیا، چھ سو اونٹ مع سامان کا بھی اعلان کیا اور ایک ہزار اشرفیوں کا بھی جیسا کہ دوسری روایات میں آرہا ہے، پھر یہ تو اعلان تھا مگر حاضر کرنے کے وقت نو سو پچاس اونٹ، پچاس گھوڑے اور ایک ہزار اشرفیاں پیش کیں پھر بعد میں دس ہزار اشرفیاں اور پیش کیں (مرقات)، تو حضور عَلَیْہِ الصَّلٰوۃُ وَالسَّلَام نے ارشاد فرمایا: عثمان اب اس کے بعد جو کام بھی کریں انہیں مضر (یعنی نقصان دہ) نہ ہوگا، اس فرمان عالی کا منشا یہ نہیں کہ حضرت عثمان کو گناہوں کی اجازت دے دی، بلکہ یہ ایسا ہے جیسے پرندے کے پر کاٹ کر اس سے کہا جاوے کہ جا اڑتا پھر، اب اُڑے کس طرح، یوں ہی حضورِ انور نے ان کے دل پر اپنا ہاتھ رکھ لیا، اب عثمان رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہ کے دل میں گناہ کرنے کا خیال بھی کیسے پیدا ہوسکتا ہے۔'' (مراۃ المناجیح، ۸/۳۹۴ ملخصاً)

1 ...... تمام مؤمنین کی ماں اور دونوں جہاں کے سردار صَلَّی اللّٰہُ تعالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وسَلَّم کی محبوبہ یعنی زوجہ محترمہ۔ سُبْحَانَ اللّٰہ! حضرت سیدتنا عائشہ رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْھَا حضور عَلَیْہِ الصَّلٰوۃُ وَالسَّلَام کی محبوبہ=

(طَیِّبہ، طاہِرہ، عَفِیفَہ)[1] عائشہ صدیقہ بنتِ صدیق، وحضرات طَلْحہ وزبیرو معاوِیہ (کہ اوّل کے بارے میں ارشاد وارِد کہ ''اے طلحہ! یہ جبریل ہیں تجھے سلام کہتے ہیں اور بیان کرتے ہیں کہ میں قیامت کے ہَولوں[2] میں تمہارے ساتھ رہوں گا'' اور ثانی کے باب میں ارشاد فرمایا: ''یہ جبریل ہیں تجھے سلام کہتے ہیں اور بیان کرتے ہیں کہ میں روزِ قیامت تمہارے ساتھ رہوں گا یہاں تک کہ تمہارے چہرہ سے جہنم کی اُڑتی چنگاریاں دور کردوں گا۔''[3] امام جلال الدین سیوطی ''جمعُ الجوامع'' میں فرماتے ہیں: ''سَنَدُہٗ صَحِیْحٌ۔ اس حدیث کی سند صحیح ہے۔''[4] اور حضرت امیر معاویہ تو اوّل مُلُوکِ اسلام[5] اور سلطنتِ محمدیہ کے پہلے

= ہیں جیسا کہ حضرت عمر بن غَالِب رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہ سے روایت ہے کہ ایک شخص نے حضرت عمار بن یاسر رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہ کے سامنے حضرت عائشہ صدیقہ رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہَا کے بارے میں بدگوئی کی تو فرمایا: (اَغْرِبْ مَقْبُوْحًا مَنْبُوْحًا اَتُؤْذِیْ حَبِیْبَةَ رَسُوْلِ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ) یعنی ذلیل وخوار خاموش ہو تو اللہ کے رسول کی ''محبوبہ'' کی بدگوئی کرتا ہے۔ (ترمذی، کتاب المناقب، باب فضل عائشہ رَضِیَ اللّٰہُ عَنْہَا، ٥/٤٧٢، حدیث: ٣٩١٤) اسی طرح حضرت مسروق رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہ جو اَکابر تابعین میں سے ہیں جب حضرت عائشہ صدیقہ رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہَا سے روایت کرتے تو یوں فرماتے: (حَدَّثَتْنِی الصِّدِّیْقَةُ بِنْتُ الصِّدِّیْقِ حَبِیْبَةُ حَبِیْبِ اللّٰہِ) ''حضرت سیدتنا عائشہ صدیقہ بنت صدیق اکبر، محبوبۂ محبوبِ خدا (رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہَا) نے مجھ سے حدیث بیان کی۔''

(مسند احمد، مسند السیدة عائشة، ١٠/٨٥، حدیث: ٢٦١٠٣)

1 ...... پاک، پرہیزگار، پاک دامن۔ 2 ...... ہولنا کیوں۔

3 ...... تاریخ ابن عساکر، ١٨/٣٩٣، ٣٩٤، کنز العمال، کتاب الفضائل، جامع العشرة المبشرة، ١٣/١٠٧، حدیث: ٣٦٧٣٢۔

4 ...... جمع الجوامع، مسند عمر بن الخطاب، ١١/٣١٨، حدیث: ١٥٢٨۔

5 ...... اسلام کے پہلے بادشاہ۔

بادشاہ ہیں اِسی کی طرف ''توراتِ مقدّس'' میں اشارہ ہے کہ مَوۡلِدُہٗ بِمَکَّۃَ وَمُھَاجَرُہٗ طَیۡبَۃَ وَمُلۡکُہٗ بِالشَّامِ ''وہ نبی آخرالزماں صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیۡہِ وَسَلَّم مکہ میں پیدا ہوگا اور مدینہ کو ہجرت فرمائے گا اور اس کی سلطنت شام میں ہوگی۔''[1]

تو امیرِ معاویہ کی بادشاہی اگرچہ سلطنت ہے، مگر کس کی! **محمد رسول اللہ** صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیۡہِ وَسَلَّم کی)، وَغَیۡرُھُمۡ رِضۡوَانُ اللّٰہِ تَعَالٰی عَلَیۡھِمۡ اِلٰی یَوۡمِ الدِّیۡن کوخارج کر دیا[2] اور تمہارے کان میں (اللہ کے رسول نے چپ چاپ) کہہ دیا کہ "اَصۡحَابِیۡ"[3] سے ہماری مراد، اور آیت میں ضمیر "ھُمۡ"[4] کے مِصۡدَاق ان لوگوں کے سِوا (اور دوسرے صحابہ) ہیں جو تم ان کے اے خوارج (اور اے رَوَافِض) دشمن ہوگئے اور عِیَاذًا بِاللّٰہِ[5] (انہیں) لعن طعن سے یاد کرنے لگے (اور شومیِٔ بخت[6] سے)، نہ یہ جانا

❶......مستدرك حاكم، ومن كتاب آيات رسول الله الخ،اسلام ام ابى هريرة الخ،٣/ ٥٢٦، حديث:٤٣٠٠،دلائل النبوة،باب استبراء زيد بن سعنة...الخ، ٦ / ٢٨١۔

❷......یعنی اے شیعو! اے رافضیو! کیا اللہ نے اپنے فرمان: "رَضِیَ اللّٰہُ عَنۡھُمۡ وَرَضُوۡا عَنۡہُ" ''اللہ ان سے راضی ہوا اور وہ اللہ سے۔'' اور اس کے رسول نے اپنے فرمان: "اَللّٰہَ اَللّٰہَ فِیۡ اَصۡحَابِیۡ" ''میرے صحابہ کے بارے میں اللہ سے ڈرو۔'' سے چاروں خلفاءِ راشدین اور عائشہ صدیقہ، اور حضرتِ طلحہ وزبیر ومعاویہ اور دیگر صحابۂ کرام عَلَیۡھِمُ الرِّضۡوَان کو خارج کر دیا؟ (اللہ تعالٰی ان سب سے قیامت کے دن تک راضی ہوا)۔

❸......میرے صحابہ۔

❹......یعنی آیت ''رَضِیَ اللّٰہُ عَنۡھُمۡ'' میں ''ھُمۡ'' ضمیر۔

❺......اللہ کی پناہ۔

❻......بدقسمتی۔

کہ یہ دشمنی درحقیقت رسول اللّٰہ صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَسَلَّم سے دشمنی ہے اوران کی ایذاءحق تبارک وتعالٰی کی ایذاء، (اور جہنم کا دائمی عذاب جس کی سزا)، (1) مگر اے اللّٰہ! تیری برکت والی رحمت اور ہمیشگی والی عنایت اس پاک فرقہ اہلِ سنّت وجماعت پر جس نے تیرے محبوب صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَسَلَّمَ کے سب ہم نشینوں (2) اور گلستانِ صحبت کے گُل چینوں (3) کو (ہمیشہ ہمیش کسی اِستثناء کے بغیر) نگاہِ تعظیم واِجلال (اور نظرِ تکریم وتوقیر) سے دیکھنا اپناشِعار ودِثار (اپنی علامت ونشان) کرلیا اور سب کو چرخِ ہدایت (4) کے ستارے اور فلکِ عزت (5) کے سیّارے جاننا عقیدہ کر

---

1 ......جیسا کہ قرآنِ مجید فرقانِ حمید میں اللّٰہ تبارک وتعالٰی کا فرمانِ عالیشان ہے:

اِنَّ الَّذِیْنَ یُؤْذُوْنَ اللّٰهَ وَ رَسُوْلَهٗ لَعَنَهُمُ اللّٰهُ فِی الدُّنْیَا وَ الْاٰخِرَةِ وَ اَعَدَّ لَهُمْ عَذَابًا مُّهِیْنًا (پ ٢٢، الاحزاب:٥٧)

ترجمۂ کنزالایمان: بے شک جو ایذا دیتے ہیں اللّٰہ اور اُس کے رسول کو ان پر اللّٰہ کی لعنت ہے دُنیا اور آخرت میں، اور اللّٰہ نے ان کیلئے ذِلّت کا عذاب تیار کر رکھا ہے۔

اِس آیتِ کریمہ کی تفسیر میں حکیمُ الْاُمَّت مفتی احمد یار خان نعیمی رَحْمَۃُ اللّٰہِ تَعَالٰی عَلَیْہِ ''نور العرفان'' میں فرماتے ہیں: ''اِس سے معلوم ہوا کہ جس کام سے حضور (صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم) کو ایذا پہنچے حرام ہے اگر چہ بظاہر وہ عبادت ہی ہو، لہٰذا اگر حضور (صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم) کو کسی وقت کسی نماز سے ایذا پہنچے تو وہ نماز حرام ہے، اور اگر کسی کے نماز ترک کرنے (چھوڑنے) سے راحت پہنچے وہ نماز چھوڑنی فرض ہے، اسی لیے حضرت علی رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہ کا خیبر میں نمازِ عصر حضور (صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم) کی نیند پر قربان کرنا اعلٰی عبادت قرار پایا، اللّٰہ کو ایذا دینا یہ ہے کہ اُس کی ایسی صفات بیان کرے جس سے وہ منزّہ ہے یا اس کے محبوب بندوں کو ستائے۔'' (تفسیر نور العرفان، پ٢٢، الاحزاب، تحت الآیۃ: ٥٧، ص٦٨٠)

2 ......دوستوں۔

3 ......صحبت مصطفٰے کے باغ سے پھول چننے والوں یعنی صحابہ کرام۔

4 ......آسمانِ ہدایت۔

5 ......آسمانِ عزت

لیا[1] کہ ہر ہر فردِ بشر اُن کا (بارّ و نیکوکار) سَرور عُدُول واَخیار واَتقِیاء واَبرار کا سردار، (اور اُمّت کے تمام عَدل گُستَر، [2] عَدل پَرْوَر، [3] نیکوکار، پرہیز گار اور صالح بندوں کے سر کا تاج ہے۔)

تابعین[4] سے لے کر تابقیامت[5] اُمت کا کوئی ولی کیسے ہی پایہ عظیم[6] کو پہنچے، صاحبِ سلسلہ ہو خواہ غیر اِن کا، [7] ہرگز ہرگز ان میں سے اَدنیٰ سے اَدنیٰ کے رُتبہ کو نہیں پہنچتا اور ان میں ادنیٰ کوئی نہیں، رسول اللہ صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَسَلَّمَ کے ارشادِ صادِق[8] کے مطابق اوروں کا کوہِ اُحد[9] کے برابر سونا ان

---

1 ......جیسا کہ حبیبِ خدا صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم نے ارشاد فرمایا: ((اَصْحَابِیْ کَالنُّجُوْمِ فَبِاَیِّہِمُ اقْتَدَیْتُمُ اہْتَدَیْتُمْ)) یعنی میرے صحابہ ستاروں کی مانند ہیں، تم اُن میں سے جس کسی کی بھی اقتداء کرو گے فلاح وہدایت پا جاؤ گے۔

(مشکلۃ المصابیح، کتاب المناقب، باب مناقب الصحابۃ رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہُمْ، ۲/۴۱۴، حدیث: ۶۰۱۸)

2 ......انصاف کرنے والے۔

3 ......عادل۔

4 ......یعنی وہ مسلمان جس نے کسی صحابی رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہ کی زیارت کی ہو۔

5 ......قیامت تک۔

6 ......بلند مرتبے۔

7 ......یعنی کوئی وَلی خواہ غوث ہو یا قطب یا ابدال وغیرہ، الغرض کسی بھی سلسلے سے ہو مثلاً: قادریہ، چشتیہ، نقشبندیہ، سہروردیہ یا کسی بھی سلسلے سے نہ ہو۔

8 ......سچے فرمان۔

9 ......اُحد پہاڑ۔

کے نیم صاع (تقریباً دوکلو) جَو کے برابر نہیں، [1] جو قُربِ خدا اِنہیں حاصل دوسرے کو میسر نہیں، اور جو درجاتِ عالیہ [2] یہ پائیں گے غیر کو ہاتھ نہ آئیں گے، (اہلسنّت کے خَواص تو خواص، عوام تک) ان سب کو بِـالْاِجْمَال (کہ کوئی فرد ان کا شُمُول [3] سے نہ رہ جائے، اَز اَوّل تا آخر) پَرلے درجے [4] کا ''بَرّ'' و ''تقی'' (نیکوکار و متقی) جانتے اور تفاصیلِ احوال (کہ کس نے کس کے ساتھ کیا کیا اور کیوں کیا، اس) پر نظر حرام مانتے (ہیں)، جو فعل (ان حضراتِ صحابۂ کرام میں سے) کسی کا اگر ایسا منقول بھی ہوا [5] جو نظرِ قاصِر (وِنگاہ کوتاہ بیں) [6] میں ان کی شان سے قدرے گرا ہوا ٹھہرے (اور کسی کوتاہ نظر [7] کو اس میں حرف زنی [8] کی گنجائش ملے) اسے مَحْمِلِ حَسَن [9] پر اُتارتے ہیں، (اور اسے ان کے خلوصِ قلب وحُسنِ نیت [10] پر مَحْمُول کرتے ہیں) اور اللہ کا سچا قول ''رَضِیَ اللّٰہُ عَنْھُمْ'' [11] سُن کر آئینۂ دل میں زنگِ تفتیش

---

1 ......جیسا کہ نبی کریم صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وسَلَّم نے ارشاد فرمایا: میرے صحابہ کو برا نہ کہو کیونکہ اگر تم میں سے کوئی اُحد پہاڑ کے برابر سونا خیرات کرے تو ان کے ایک ''مُد'' تو کیا، آدھے کو بھی نہیں پہنچ سکتا۔ (بخاری، کتاب فضائل اصحاب النبی، باب قول النبی لو کنت متخذا ...الخ، ۲/۵۲۲، حدیث:۳۶۷۳)

2 ......بلند درجات۔ 3 ......شامل ہونے۔ 4 ......اعلیٰ درجے۔

5 ......کتبِ احادیث میں یا سیرت وتاریخ کی کتابوں میں۔

6 ......صرف خامیاں دیکھنے والی آنکھ۔ 7 ......تنگ نظر۔

8 ......نکتہ چینی۔ 9 ......اچھے معنی۔

10 ......دل کے اخلاص اور اچھے ارادے۔

11 ......اللہ ان سے راضی ہوا۔

کوجگہ نہیں دیتے، [1] (اورتحقیق احوالِ واقعی کے نام کا [2] مَیل کُچیل دل کے آئینے [3] پر چڑھنے نہیں دیتے)۔

رسولُ اللّٰہ صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَسَلَّم حکم فرما چکے:((اِذَا ذُکِرَ اَصْحَابِیْ فَاَمْسِکُوْا))، ''جب میرے اَصحاب کا ذکر آئے تو باز رہو۔'' [4] (سُوءِ عقیدت [5] اور بدگمانی کو قریب نہ پھٹکنے دو، تحقیقِ حال وتفتیشِ مَاٰل میں نہ پڑو،) [6] ناچار [7] اپنے آقا کا فرمانِ عالی شان اور یہ سخت وعیدیں، ہولناک تہدیدیں (ڈراوے اوردھمکیاں) سُن کر زبان بند کرلی اوردل کو سب کی طرف سے صاف کرلیا (اوربلاچُون وچرا) [8] جان لیا کہ ان کے رُتبے ہماری عقل سے وَراء ہیں [9] پھرہم اُن کے معاملات میں کیا دَخل دیں، ان میں جو مشاجرات (صورۃِ نزاعات [10] واِختلافات) واقع ہوئے ہم ان کا فیصلہ کرنے والے کون؟

---

1 ......یعنی اللّٰہ عَزَّوَجَلَّ کے فرمان: ''اللّٰہ ان سے راضی ہوا'' سن کر دل کے صاف ستھرے آئینے کو چھان بین کے زنگ سے آلودہ نہیں کرتے۔

2 ......اورنام نہاد حقیقتِ حال کی کھوج کا۔

3 ......فرید بک اسٹال کے مطبوعہ میں یوں ہے: (دل کے آبگینہ)۔

4 ...... المعجم الکبیر،ثوبان مولی رسول اللّٰہ...الخ، ۹۶/۲،حدیث: ۱۴۲۷۔

5 ......بدعقیدگی۔

6 ......واقعات کی چھان بین اوران کے نتائج کی ٹوہ میں نہ پڑو۔

7 ......آخرکار۔

8 ......اگر مگر کیے بغیر۔

9 ......عقل میں آنے والے نہیں۔

10 ......باہمی رنجش۔

گدائے خاک نشینی تو حافظا مخروش
رموزِ مملکت خویش خسرواں دانند[1]

(تُو خاک نشین گداگر ہے[2] اے حافظ! شور مت کر کہ اپنی سلطنت کے بھید[3] بادشاہ جانتے ہیں)

(ع تیرا منہ ہے کہ تُو بولے یہ سرکاروں کی باتیں ہیں)

حَاشَا[4] کہ ایک کی طرف داری[5] میں دوسرے کو بُرا کہنے لگیں یا ان نِزاعوں[6] میں ایک فریق کو دنیا طلب[7] ٹھہرائیں، بلکہ بِالْیَقِیْن[8] جانتے ہیں کہ وہ سب مَصَالِحِ دِین[9] کے خواستگار تھے[10] (اسلام و مسلمین کی سربلندی ان کا نَصْبُ الْعَین تھی[11] پھر وہ مجتہد بھی تھے، تو) جس کے اِجتہاد میں[12] جو بات دینِ الٰہی وشرعِ رسالت پناہی جَلَّ جَلَالُہٗ وَصَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَسَلَّم کے لیے[13] اَصْلَح واَنسَب (زیادہ مَصْلَحَت آمیز[14] اور اَحوالِ مسلمین سے مناسب تر)

---

1 ...... ''دیوان حافظ''، ردیف شین معجمہ۔ (فتاوی رضویہ، ۲۹/۳۵۸)
2 ......حقیر سا بھکاری ہے۔
3 ......راز۔
4 ......خدا نہ کرے۔
5 ......حمایت۔
6 ......جھگڑوں۔
7 ......دنیا کا حریص۔
8 ......یقینی طور پر۔
9 ......دین کی بھلائی۔
10 ......طلبگار تھے۔
11 ......اصل مقصد تھی۔
12 ......غور وخوض میں۔
13 ......اللّٰہ کے دین اور سرکار صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کی شریعت کے لیے۔
14 ......حکمت سے بھرپور۔

معلوم ہوئی اختیار کی، گو اجتہاد میں خطا ہوئی[1] اور ٹھیک بات ذہن میں نہ آئی لیکن وہ سب حق پر ہیں (اور سب واجبُ الْاِحترام)[2] اُن کا حال بِعَیْنِہٖ ایسا ہے جیسا فروعِ مذہب میں (خود علمائے اہلسنّت بلکہ ان کے مجتہدین مثلاً امام اعظم) ابوحنیفہ (وامام) شافعی (وغیرہما) کے اِختلافات، نہ ہرگز ان مُنَازَعات[3] کے سبب ایک دوسرے کو گمراہ فاسق جاننا، نہ ان کا دشمن ہو جانا (جس کی تائید مولیٰ علی کے اس قول سے ہوتی ہے کہ اِخْوَانُنَا بَغَوْا عَلَیْنَا ''یہ سب ہمارے بھائی ہیں کہ ہمارے خلاف اُٹھ کھڑے ہوئے۔''[4]

مسلمانوں کو تو یہ دیکھنا چاہئے کہ وہ سب حضرات آقائے دوعالَم صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَسَلَّم کے جاں نثار اور سچے غلام ہیں، خدا اور سول کی بارگاہوں میں معظّم ومعزز اور آسمانِ ہدایت کے روشن ستارے ہیں ((اَصْحَابِیْ کَالنُّجُوْمِ)).)[5]

بِالْجُمْلَه[6] ارشاداتِ خدا وَرسول عَزَّ مَجْدُہٗ وَ صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَسَلَّم سے (اس پاک فرقہ اہلسنّت وجماعت نے اپنا عقیدہ اور) اتنا یقین کرلیا کہ سب (صحابہ کرام) اچھے اور عدل و **ثِقَہ**، [7] **تَقِی**، [8] **نَقِی**، [9] **اَبرار**[10]

---

1. ......اگر چہ غور وخوض میں خطا ہوئی۔
2. ......سب کا احترام لازم۔
3. ......اختلافات۔
4. ......السنن الکبری، کتاب قتال اھل البغی،باب الدلیل علی ان الفئة الباغیة،۸/۳۰۰، حدیث:۱٦۷۱۳۔
5. ......ترجمہ: ''میرے صحابہ ستاروں کی مانند ہیں۔'' (مشکاة المصابیح، کتاب المناقب،باب مناقب الصحابة،الفصل الثالث، ۲/٤۱٤، حدیث: ٦۰۱۸)
6. ......ساری بات کا حاصل یہ ہے کہ۔
7. ......معتبر۔
8. ......پرہیزگار۔
9. ......پاک۔
10. ......نیکوکار۔

(خاصانِ پَرْوَرْدَگار) ہیں، [1] اوران (مُشاجَرات ونزاعات [2] کی) تفاصیل پرنظر گمراہ کرنے والی ہے، نظیراس کی عِصْمَتِ انبیاء عَلَیۡہِمُ الصَّلٰوۃُ وَالثَّنَاءُ ہے [3] کہ اہلِ حق (اہلِ اسلام، اہلسنّت وجماعت) شاہراہِ عقیدت [4] پرچل کر (منزل) مقصود [5] کو پہنچے، اوراَربابِ (غَوایت واہلِ) باطل [6] تفصیلوں میں خوض (وناحق غور) [7] کر کے مَغَاکِ (ضلالت [8] اور) بددینی (کی گمراہیوں) میں جاپڑے۔

کہیں دیکھا: ﴿وَعَصٰۤى اٰدَمُ رَبَّهٗ فَغَوٰى﴾ [9] (کہ اس میں عِصیاں [10] اور بظاہر تعمیلِ حکمِ ربانی سے رُوگردانی [11] کی نسبت حضرت آدم عَلَیۡہِ السَّلَام کی جانب کی گئی ہے۔) کہیں سنا: ﴿لِیَغْفِرَ لَكَ اللّٰهُ مَا تَقَدَّمَ مِنْ ذَنْۢبِكَ وَمَا تَاَخَّرَ﴾ [12] (جس سے ذَنب یعنی گناہ وغفرانِ ذنب یعنی بخششِ گناہ کی نسبت کا حضورِ اَقدس صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیۡہِ وَسَلَّم کی جنابِ والا کی جانب گمان ہوتا ہے۔)

---

1. ......خدا تعالیٰ کے پیارے ہیں۔
2. ......باہمی رنجشوں۔
3. ......اس کی مثال انبیاء عَلَیۡہِمُ الصَّلاۃُ وَالسَّلام کے گناہوں سے پاک ہونے کی ہے۔
4. ......خلوص ومحبت کے راستے۔
5. ......اصل مراد۔
6. ......گمراہ اور جھوٹے لوگ۔
7. ......بے فائدہ سوچ بچار۔
8. ......گمراہی کے گڑھے۔
9. ......ترجمۂ کنزالایمان: اور آدم سے اپنے رب کے حکم میں لغزش واقع ہوئی، تو جو مطلب چاہا تھا اس کی راہ نہ پائی۔ (پ۱۶، طٰه: ۱۲۱)
10. ......نافرمانی۔
11. ......اللّٰہ رَبُّ الْعِزَّت کے حکم پر عمل نہ کرنے۔
12. ......ترجمۂ کنزالایمان: تاکہ اللّٰہ تمہارے سبب سے گناہ بخشے تمہارے اگلوں کے اور تمہارے پچھلوں کے۔ (پ۲۶، الفتح: ۲)

کبھی موسیٰ (عَلَیْہِ السَّلام) و قِبطی (قومِ فرعون) کا قصہ یاد آیا (کہ آپ نے قبطی کو آمادۂ ظلم [1] پاکر ایک گھونسا مارا اور وہ قبطی قعرِ گور [2] میں پہنچا۔) [3]

❶......ظلم پر تیار۔ ❷......قبر کے گڑھے۔

❸......قرآنِ مجید فرقانِ حمید میں اس واقعہ کو یوں بیان کیا گیا ہے:

وَدَخَلَ الْمَدِيْنَةَ عَلٰى حِيْنِ غَفْلَةٍ مِّنْ اَهْلِهَا فَوَجَدَ فِيْهَا رَجُلَيْنِ يَقْتَتِلٰنِ ۟ هٰذَا مِنْ شِيْعَتِهٖ وَ هٰذَا مِنْ عَدُوِّهٖ ۚ فَاسْتَغَاثَهُ الَّذِيْ مِنْ شِيْعَتِهٖ عَلَى الَّذِيْ مِنْ عَدُوِّهٖ ۙ فَوَكَزَهٗ مُوْسٰى فَقَضٰى عَلَيْهِ ۟ قَالَ هٰذَا مِنْ عَمَلِ الشَّيْطٰنِ ؕ اِنَّهٗ عَدُوٌّ مُّضِلٌّ مُّبِيْنٌ (پ ۲۰، القصص:۱۵)

ترجمۂ کنزالایمان: اور اس شہر میں داخل ہوا جس وقت شہر والے دوپہر کے خواب میں بے خبر تھے تو اس میں دو مرد لڑتے پائے، ایک موسیٰ کے گروہ سے تھا اور دوسرا اس کے دشمنوں سے، تو وہ جو اس کے گروہ سے تھا اس نے موسیٰ سے مدد مانگی اُس پر جو اس کے دشمنوں سے تھا تو موسیٰ نے اس کے گھونسا مارا تو اس کا کام تمام کر دیا کہا یہ کام شیطان کی طرف سے ہوا بے شک وہ دشمن ہے کھلا گمراہ کرنے والا۔

اس واقعہ کا پس منظر یہ ہے کہ جب حضرت سیدنا موسیٰ عَلَیْہِ السَّلام جوان ہو گئے تو وہ ایک دن شہر میں جا رہے تھے انہوں نے دو آدمیوں کو لڑتے ہوئے دیکھا ایک بنی اسرائیل میں سے تھا اور دوسرا فرعون کی قوم سے یعنی قِبطی، یہ قبطی اسرائیلی پر جبر کر رہا تھا تاکہ اس پر لکڑیوں کا انبار لاد کر فرعون کے باورچی خانے میں لے جائے، اسرائیلی نے فرعونی کے خلاف حضرت سیدنا موسیٰ عَلَیْہِ السَّلام سے مدد طلب کی، پہلے تو حضرت سیدنا موسیٰ عَلَیْہِ السَّلام نے قبطی سے کہا کہ اسرائیلی پر ظلم نہ کر اس کو چھوڑ دے لیکن وہ باز نہ آیا اور بدزبانی کرنے لگا تو حضرت سیدنا موسیٰ عَلَیْہِ السَّلام نے اس کو اس ظلم سے روکنے کے لیے ایک گھونسا مارا، تو وہ شخص مر گیا، آپ کا ارادہ اس کو قتل کرنے کا نہیں تھا، تب حضرت سیدنا موسیٰ عَلَیْہِ السَّلام نے کہا: یہ کام شیطان کی طرف سے سرزد ہوا، یہ کلام حضرت سیدنا موسیٰ عَلَیْہِ السَّلام کا بطورِ عاجزی ہے کیونکہ آپ سے کوئی گناہ و معصیت سرزد نہیں ہوئی اور انبیاء معصوم ہیں ان سے گناہ نہیں ہوتے، قبطی کا مارنا آپ کا دفعِ ظلم اور مظلوم کی امداد کرنا تھا یہ کسی ملت میں بھی گناہ نہیں پھر بھی اپنی طرف تقصیر کی نسبت کرنا اور اِستغفار چاہنا مُقرَّبین یعنی نیک لوگوں کا دستور رہا ہے۔ ملخصاً من تفاسیر و خزائن العرفان۔

کبھی (حضرت) داوٗد (عَلَیْہِ الصَّلٰوۃُ وَالسَّلَام اور اُن کے ایک اُمتی) اُوریّا کا فسانہ[1] سن پایا (حالانکہ یہ الزام تھا یہود کا حضرت داوٗد عَلَیْہِ السَّلَام پر، جسے انہوں نے خوب اُچھالا[2] اور زبان زدِ عوام الناس ہوگیا[3] حتّٰی کہ بر بنائے شہرت[4] بِلا تحقیق و تفتیشِ اَحوال بعض مفسرین نے اس واقعہ کو مِن وعَن[5] بیان فرمادیا، جب کہ امام رازی فرماتے ہیں[6] کہ ''یہ واقعہ میری تحقیق میں سراسر باطل ولغو ہے۔''[7]

1 ...... قصہ۔

2 ...... مشہور کیا۔

3 ...... تمام لوگوں میں مشہور ہوگیا۔

4 ...... شہرت کی بناء پر۔

5 ...... جوں کا توں۔

6 ...... التفسیر الکبیر، پ۲۳، ص، تحت الآیۃ: ۲۳، ۹/۳۸۰۔

7 ...... درست واقعہ کو قرآنِ مجید فرقانِ حمید میں یوں بیان کیا گیا ہے:

اِذْ دَخَلُوْا عَلٰى دَاوٗدَ فَفَزِعَ مِنْهُمْ قَالُوْا لَا تَخَفْ ۚ خَصْمٰنِ بَغٰى بَعْضُنَا عَلٰى بَعْضٍ فَاحْكُمْ بَیْنَنَا بِالْحَقِّ وَلَا تُشْطِطْ وَاهْدِنَاۤ اِلٰى سَوَآءِ الصِّرَاطِ ﴿۲۲﴾ اِنَّ هٰذَاۤ اَخِیْ ۫ لَهٗ تِسْعٌ وَّتِسْعُوْنَ نَعْجَةً وَّلِیَ نَعْجَةٌ وَّاحِدَةٌ ۫ فَقَالَ اَكْفِلْنِیْهَا وَعَزَّنِیْ فِی الْخِطَابِ ﴿۲۳﴾ قَالَ لَقَدْ ظَلَمَكَ بِسُؤَالِ نَعْجَتِكَ اِلٰى نِعَاجِهٖ ؕ وَاِنَّ كَثِیْرًا مِّنَ الْخُلَطَآءِ لَیَبْغِیْ بَعْضُهُمْ عَلٰى بَعْضٍ اِلَّا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا وَعَمِلُوا الصّٰلِحٰتِ وَقَلِیْلٌ مَّا هُمْ (پ۲۳، ص: ۲۲۔۲۳)

ترجمۂ کنز الایمان: جب وہ داوٗد پر داخل ہوئے تو وہ ان سے گھبرا گیا، انہوں نے عرض کی ڈریئے نہیں ہم دو فریق ہیں کہ ایک نے دوسرے پر زیادتی کی ہے، تو ہم میں سچا فیصلہ فرما دیجئے اور خلافِ حق نہ کیجئے اور ہمیں سیدھی راہ بتایئے، بے شک یہ میرا بھائی ہے اس کے پاس ننانوے دنبیاں ہیں اور میرے پاس ایک دنبی، اب یہ کہتا ہے وہ بھی مجھے حوالے کر دے اور بات میں مجھ پر زور ڈالتا ہے، داوٗد نے فرمایا: بے شک یہ تجھ پر زیادتی کرتا ہے کہ تیری دنبی اپنی دنبیوں میں ملانے کو مانگتا ہے اور بے شک اکثر ساجھے والے ایک دوسرے پر زیادتی کرتے ہیں مگر جو ایمان لائے اور اچھے کام کئے اور وہ بہت تھوڑے ہیں۔

غرض بے عقل بے دینوں اور بے دین بدعقلوں نے یہ افسانہ سُن پایا تو) لگے چوں وچرا کرنے،[1] تسلیم وگردن نِہا دوں[2] کے زینہ سے اُترنے، پھر ناراضی خدا ورسول کے سوا اور بھی کچھ پھل پایا؟ اور (اُلٹا) ﴿ خُضۡتُمۡ كَالَّذِيۡ خَاضُوۡا ﴾[3] ("اور تم بے ہودگی میں پڑے جیسے وہ پڑے تھے۔" اور اتباعِ باطل میں ان کی راہ اختیار کی) نے ﴿ وَلٰـكِنۡ حَقَّتۡ كَلِمَةُ الۡعَذَابِ عَلَى الۡكٰفِرِيۡنَ ﴾[4] ("مگر عذاب کا قول کافروں پر ٹھیک اُترا") کا دن دکھایا، ﴿ اِلَّاۤ اَنۡ يَّشَآءَ رَبِّىۡ ﴾[5] ﴿ اِنَّ رَبَّكَ فَعَّالٌ لِّمَا يُرِيۡدُ ﴾[6]

(مسلمان ہمیشہ یہ بات ذہن نشین رکھیں کہ حضرات انبیائے کرام عَلَیۡهِمُ الصَّلَاۃُ وَالسَّلَامُ کبیرہ گناہوں سے مطلقاً[7] اور گناہِ صغیرہ کے عمداً ارتکاب،[8] اور ہر ایسے امر سے جو خَلق[9] کے لیے باعثِ نفرت ہو اور مخلوقِ خدا ان کے باعث ان سے دُور بھاگے، نیز ایسے اَفعال سے جو وجاہت ومُرَوَّت[10] اور مُعَزَّزِین[11] کی شان ومرتبہ کے خلاف ہیں قبلِ نبوت اور بعدِ نبوت بالاجماع[12] معصوم ہیں۔)

---

1 ...... نکتہ چینی کرنے، اعتراض کرنے۔

2 ...... مطیع اور فرماں برداروں۔

3 ...... پ ۱۰، التوبۃ: ۶۹۔

4 ...... پ ۲۴، الزمر: ۷۱۔

5 ...... ہاں جو میرا ہی رب کوئی بات چاہے۔ (پ ۷، الانعام: ۸۰)

6 ...... بے شک تمہارا رب جب جو چاہے کرے۔ (پ ۱۲، ھود: ۱۰۷)

7 ...... بڑے بڑے گناہوں سے قطعی طور پر۔

8 ...... جان بوجھ کر کرنے سے۔

9 ...... مخلوق۔

10 ...... عزت وحرمت، لحاظ وپاس۔

11 ...... عزت دار لوگوں۔

12 ...... متفقہ طور پر۔

اَللّٰھُمَّ(نَسْأَلُکَ)الثَّبَاتَ عَلَی الْھُدٰی اِنَّکَ اَنْتَ الْعَلِیُّ الْاَعْلٰی ("اے اللہ! ہم تجھ سے ہدایت پر ثابت قدمی مانگتے ہیں، بے شک تو ہی بلند و برتر ہے۔")

صحابہ کرام کے باب میں[1] **یادرکھنا چاہیے کہ** (وہ حضرات رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْھُمْ انبیاء نہ تھے، فرشتے نہ تھے کہ معصوم ہوں، ان میں سے بعض حضرات سے لغزشیں صادر ہوئیں[2] مگر ان کی کسی بات پر گرفت اللہ ورسول کے اَحکام کے خلاف ہے، اللہ عَزَّوَجَلَّ نے "سورۂ حدید" میں صحابۂ سید المرسلین صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَسَلَّم کی دو قسمیں فرمائیں:

﴿۱﴾ ﴿مَّنْ اَنْفَقَ مِنْ قَبْلِ الْفَتْحِ وَقٰتَلَ﴾ ﴿۲﴾ ﴿الَّذِیْنَ اَنْفَقُوْا مِنْۢ بَعْدُ وَقٰتَلُوْا﴾[3]

یعنی **ایک** وہ کہ قبلِ فتحِ مکہ مشرف بایمان ہوئے راہِ خدا میں مال خرچ کیا اور جہاد کیا جب کہ ان کی تعداد بھی بہت قلیل تھی، اور وہ ہر طرح ضعیف ودَرْ مَانْدَہ[4] بھی تھے، انہوں نے اپنے اوپر جیسے جیسے شدید مجاہدے گوارا کر کے اور اپنی جانوں کو خطروں میں ڈال ڈال کر، بے دَرِیغ[5] اپنا سرمایہ اسلام کی خدمات کی نذر کر دیا، یہ حضرات مہاجرین وانصار میں سے سابقین اوّلین ہیں،[6] ان کے مراتب[7] کا کیا پوچھنا۔

دوسرے وہ کہ بعد فتحِ مکہ ایمان لائے، راہِ مولا میں[8] خرچ کیا اور جہاد میں حصہ

---

❶......بارے میں۔ ❷......خطائیں واقع ہوئیں۔

❸......پ۲۷، الحدید:۱۰۔

❹......کمزور اور غریب۔ ❺......بغیر کسی جھجک کے۔

❻......وہ صحابہ کرام عَلَیْھِمُ الرِّضْوَان جو رسول اللہ صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم پر سب سے پہلے ایمان لائے۔

❼......درجات۔ ❽......اللہ کی راہ میں۔

لیا، ان اہلِ ایمان نے اس وقت اپنے اخلاص کا ثبوت جہادِ مالی و قتالی سے دیا جب اسلامی سلطنت کی جڑ مضبوط ہوچکی تھی اور مسلمان کثرتِ تعداد اور جاہ و مال [1] ہر لحاظ سے بڑھ چکے تھے، اجر اُن کا بھی عظیم ہے لیکن ظاہر ہے کہ ان "سابقون اوّلون" کے درجہ کا نہیں، اسی لیے قرآن عظیم نے ان پہلوں کو ان پچھلوں پر تفضیل دی اور پھر فرمایا: ﴿وَكُلًّا وَّعَدَ اللّٰهُ الْحُسْنٰى﴾ [2] ''ان سب سے اللہ تعالیٰ نے بھلائی کا وعدہ فرمایا'' کہ اپنے اپنے مرتبے کے لحاظ سے اجر ملے گا سب ہی کو، محروم کوئی نہ رہے گا۔ اور جن سے بھلائی کا وعدہ کیا ان کے حق میں فرماتا ہے:

﴿اُولٰٓىٕكَ عَنْهَا مُبْعَدُوْنَ﴾ ''وہ جہنم سے دُور رکھے گئے ہیں۔'' ﴿لَا یَسْمَعُوْنَ حَسِیْسَهَا﴾ ''وہ جہنم کی بِھنک [4] تک نہ سُنیں گے۔'' ﴿وَهُمْ فِیْ مَا اشْتَهَتْ اَنْفُسُهُمْ خٰلِدُوْنَ﴾ ''وہ ہمیشہ اپنی من مانتی جی بھاتی [5] مرادوں میں رہیں گے۔'' ﴿لَا یَحْزُنُهُمُ الْفَزَعُ الْاَكْبَرُ﴾ ''قیامت کی وہ سب سے بڑی گھبراہٹ انہیں غمگین نہ کرے گی۔'' ﴿وَتَتَلَقّٰىهُمُ الْمَلٰٓىٕكَةُ﴾ ''فرشتے ان کا استقبال کریں گے۔'' ﴿هٰذَا یَوْمُكُمُ الَّذِیْ كُنْتُمْ تُوْعَدُوْنَ﴾ ''یہ کہتے ہوئے کہ یہ ہے تمہارا وہ دن جس کا تم سے وعدہ تھا۔'' [3]

رسولُ اللّٰه صَلَّی اللّٰهُ تَعَالٰی عَلَیْهِ وَاٰلِهٖ وَاَصْحَابِهٖ وَسَلَّم کے ہر صحابی کی یہ شان اللّٰه عَزَّوَجَلَّ بتاتا ہے تو جو کسی صحابی پر طعن کرے اللّٰہ واحد قہّار کو جھٹلاتا ہے، اور ان کے بعض معاملات جن میں اکثر حکایاتِ کاذِبہ [6] ہیں ارشادِ الٰہی کے مقابل پیش کرنا [7] اہلِ اسلام

1 ......قدر و منزلت اور مال و دولت میں۔

2 ......پ ۲۷، الحدید: ۱۰۔

3 ......پ ۱۷، الانبیاء: ۱۰۲۔

4 ......ہلکی سی آواز۔

5 ......پسند کی، مرضی کی۔

6 ......جھوٹے قصے کہانیاں۔

7 ......اللّٰه تعَالٰی کے فرمان کے مقابلے میں پیش کرنا۔

کا کام نہیں۔ ربِ عَزَّوَجَلَّ نے اسی آیتِ "حدید" میں اس کا منہ بھی بند کر دیا کہ دونوں فریق صحابہ رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنۡہُمۡ سے بھلائی کا وعدہ کر کے ساتھ ہی ارشاد فرما دیا: ﴿وَاللّٰهُ بِمَا تَعۡمَلُوۡنَ خَبِیۡرٌ﴾ "اور اللّٰہ کو خوب خبر ہے جو تم کرو گے۔"[1] بایں ہمہ[2] اس نے تمہارے اَعمال جان کر حکم فرما دیا کہ وہ تم سب سے جنت بے عذاب و کرامات و ثواب بے حساب[3] کا وعدہ فرما چکا ہے، تو اب دوسرے کو کیا حق رہا کہ ان کی کسی بات پر طعن کرے، کیا طعن کرنے والا اللّٰہ تَعَالٰی سے جُدا اپنی مستقل حکومت قائم کرنا چاہتا ہے؟ اس کے بعد جو کوئی کچھ بکے وہ اپنا سر کھائے اور خود جہنم میں جائے۔ علامہ شِہَابُ الدِّین خفاجی "نسیم الریاض شرح شفائے قاضی عیاض" میں فرماتے ہیں: "جو حضرت معاویہ رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنۡہُ پر طعن کرے وہ جہنم کے کُتّوں میں سے ایک کُتّا ہے۔"[4] ("احکامِ شریعت" وغیرہ)[5]

تنبیہ ضروری:

اہلِ سنّت و جماعت کا یہ عقیدہ کہ "وَ نَکُفُّ عَنۡ ذِکۡرِ الصَّحَابَةِ اِلَّا بِخَیۡرٍ" "یعنی صحابہ کرام کا جب بھی ذکر ہو تو خیر ہی کے ساتھ ہونا فرض ہے۔" اِنہیں صحابہ کرام کے حق میں جو ایمان و سنت و اسلامِ حقیقی پر تا دمِ مرگ[6] ثابت قدم رہے اور صحابہ کرام جُمہور[7]

---

1 ……پ۲۷، الحدید: ۱۰۔ 2 ……ان تمام باتوں کے باوجود۔

3 ……بغیر کسی دکھ تکلیف کے جنت اور بے انتہا انعامات و بخششوں۔

4 ……نسیم الریاض، القسم الثانی فیما یجب علی الانام…الخ، ۵۲۵/۴۔

نسیم الریاض میں الفاظ یوں ہیں:

وَمَنۡ یَّکُنۡ یَطۡعَنُ فِیۡ مُعَاوِیَةَ فَذَاكَ کَلۡبٌ مِنۡ کِلَابِ الۡهَاوِیَةِ

5 ……احکام شریعت، حصہ اول، ص۹۰۔

6 ……مرتے دم تک۔ 7 ……کثیر جلیل القدر صحابہ کرام عَلَیۡهِمُ الرِّضۡوَان۔

کے خلاف اسلامی تعلیمات کے مُقابل، اپنی خواہشات کے اِتباع میں، کوئی نئی راہ نہ نکالی، اور وہ بدنصیب کہ اس سعادت سے محروم ہو کر اپنی دکان الگ جما بیٹھے [1] اور اہلِ حق کے مقابل قتال پر آمادہ ہو گئے وہ ہرگز اس کا مصداق نہیں، اس لیے علماءِ کرام فرماتے ہیں کہ

''جنگِ جَمَل و صِفّین میں جو مسلمان ایک دوسرے کے مُقابل آئے ان کا حکم خطائے اِجتہادی کا ہے، [2] لیکن اَہلِ نَہرَ وان جو مولا علی کَرَّمَ اللّٰہُ تَعَالٰی وَجْهَهُ الْكَرِيْم کی تکفیر کر کے [3] بَغاوت [4] پر آمادہ ہوئے وہ یقیناً فُسّاق، فُجّار، طاغی و باغی تھے [5] اور ایک نئے فرقہ کے ساعی وساتھی، [6] جو خَوارِج کے نام سے موسوم ہوا، [7] اور اُمّت میں نئے فتنے اب تک اسی کے دم سے پھیل رہے ہیں۔'' (سراج العوارف وغیرہ)

---

1 ......یعنی اپنا الگ گروپ بنالیا۔

2 ......یعنی غور وخوص میں غلطی کر جانے کا ہے۔ یاد رکھیں خطا دو قسم کی ہے: (۱) خطاءِ عِنادی، یہ مجتہد کی شان نہیں، (۲) اور خطا اِجتہادی، یہ مجتہد سے ہوتی ہے اور اِس میں اُس پر عِنْدَاللّٰہ اصلاً مُؤاخذہ نہیں، مگر احکامِ دنیا میں وہ دو قسم کی ہے: (۱) خطا مقرر کہ اس کے صاحب پر انکار نہ ہو گا، یہ وہ خطا اجتہادی ہے جس سے دین میں کوئی فتنہ نہ پیدا ہوتا ہو، جیسے ہمارے نزدیک مقتدی کا امام کے پیچھے سورۂ فاتحہ پڑھنا، (۲) دوسری خطا منکَر، یہ وہ خطا اجتہادی ہے جس کے صاحب پر انکار کیا جائے گا، کہ اس کی خطا باعثِ فتنہ ہے، حضرت امیرِ معاویہ رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہ کا حضرت سیّدنا امیر المومنین علی مرتضٰی کَرَّمَ اللّٰہُ تَعَالٰی وَجْهَهُ الْكَرِيْم سے خلاف اسی قسم کی خطا کا تھا اور فیصلہ وہ جو خود رسولُ اللّٰہ صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْهِ وَاٰلِهٖ وَسَلَّم نے فرمایا کہ مولیٰ علی کی ڈِگری (یعنی ان کے حق میں فیصلہ) اور امیرِ معاویہ کی مغفرت۔ رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْهُمْ اَجْمَعِیْن۔

(بہارِ شریعت، ۲۵۶/۱ بتصرف)

3 ......انہیں کافر کہہ کر۔

4 ......سرکشی و نافرمانی۔

5 ......گناہ گار، بدکار، سرکش اور نافرمان تھے۔

6 ......کوشش کرنے والے۔

7 ......وہ جو خلفائے راشدین میں سے حضرتِ علی رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہ کو نہ ماننے والا مشہور ہوا۔

عقیدۂ سادسہ (٦) :

عشرہ مبشرہ و خلفائے اربعہ[1]

اب ان سب میں افضل و اعلیٰ و اکمل حضرات عَشْرۂ مُبَشَّرَہ ہیں، وہ دس صحابی جن کے قطعی جنتی ہونے کی بشارت وخوشخبری رسول اللّٰہ صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَسَلَّمَ نے ان کی زندگی ہی میں سنا دی تھی وہ عَشْرَہ مُبَشَّرَہ کہلاتے ہیں،[2] یعنی حضرات خلفائے اَرْبعہ[3] ــــــــــــــــــــــــــــــــ

---

1 ...... چھٹا عقیدہ دس جنتی صحابہ کے بارے میں ہے جن میں چاروں خلفائے راشدین بھی شامل ہیں۔

2 ...... تمام صحابۂ کرام عَلَیْھِمُ الرِّضْوَان میں سب سے افضل واعلیٰ وہ دس خوش نصیب صحابہ ہیں جن کے جنتی ہونے کی خوشخبری خود سرورِ عالم صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم نے دی جیسا کہ حضرت سیدنا عبدالرحمٰن بن عوف رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہ سے روایت ہے نبی کریم صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم نے ارشاد فرمایا: ابوبکر جنتی ہیں، عمر جنتی ہیں، عثمان جنتی ہیں، علی جنتی ہیں، طلحہ جنتی ہیں، زبیر جنتی ہیں، عبدالرحمٰن بن عوف جنتی ہیں، سعد بن ابی وقاص جنتی ہیں، سعید بن زید جنتی ہیں، ابو عبیدہ بن الجراح جنتی ہیں۔ (رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْھُمْ) (ترمذی، کتاب المناقب، باب مناقب عبد الرحمٰن بن عوف...الخ، ٥/٤١٦، حدیث: ٣٧٦٨)

3 ...... خلفاءِ اربعہ راشدین (چاروں راہ دکھلانے والے خلیفہ) یعنی امیر المؤمنین حضرت سیدنا ابوبکر صدیق وحضرت سیدنا عمر فاروق، حضرت سیدنا عثمان غنی، حضرت سیدنا علی المرتضیٰ رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْھُمْ ہیں، جیسا کہ روایت میں ہے کہ نبی کریم صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم نے ارشاد فرمایا: (عَلَیْکُمْ بِسُنَّتِیْ وَسُنَّةِ الْخُلَفَاءِ الرَّاشِدِیْنَ الْمَھْدِیِّیْنَ) تم میری اور ہدایت یافتہ خلفائے راشدین کی سنت کو مضبوط پکڑو۔ (مشکاۃ المصابیح، کتاب الایمان، باب الاعتصام...الخ، الفصل الثانی، ١/٥٣، حدیث: ١٦٥) حافظ ابن عبدالبر قرطبی عَلَیْہِ الرَّحْمَة سرکار صَلَّی اللّٰہُ تعالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وسَلَّم کے اس فرمان: ''تم میری اور ہدایت یافتہ خلفائے راشدین کی سنت مضبوط پکڑو'' کے متعلق فرماتے ہیں: "وَھُمْ اَبُوْ بَکْرٍ وَعُمَرُ وَعُثْمَانُ وَعَلِیٌّ فَسَمَّاھُمْ خُلَفَاءٌ" اس سے مراد حضرت سیدنا ابوبکر وعمر وعثمان وعلی رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْھُمْ ہیں اور انہیں کا نام خلفاء ہے۔

(التمھید لابن عبدالبر، باب المیم، محمد بن شھاب الزھری، ٣/٤٨٥)

راشدین، (الف، ب، ج، د)

(الف)......حضرت سیدنا ابوبکر صدیق رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہ: آپ کا نام عبداللّٰہ بن ابوقحافہ عثمان ہے، آپ کا لقب "صدیق" بھی ہے عتیق بھی، حضور عَلَیْہِ السَّلَام نے فرمایا: جسے آگِ دوزخ سے عتیق (یعنی آزاد) دیکھنا ہو وہ ابوبکر کو دیکھے، زمانۂ جاہلیت میں آپ کا نام عَبْدُ الْکَعْبَہ تھا رسول اللّٰہ صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم نے عبداللّٰہ رکھا، آپ کو"صدیق" اس لیے کہا جاتا ہے کہ جب آپ صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم معراج پر گئے اور آ کر لوگوں کو بتایا تو لوگوں نے جھٹلایا لیکن سب سے پہلے حضرت ابوبکر صدیق رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہ نے آپ کی تصدیق کی، حضور انور صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کے ساتھ تمام غَزَوَات میں شریک ہوئے، آپ سب سے پہلے مؤمن ہیں، قدرتِ خدا ہے کہ آپ کی کنیت "ابوبَکْر" ہے "ابو" کے معنی "والے" "بَکْر" کے معنی "اَوَّلِیَّت" یعنی اولیت والے، آپ ایمان، ہجرت وغیرہ سب میں اوّل ہی رہے، غارِ ثور اور ہجرت میں رسول اللّٰہ صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کے صاحب ہیں، آپ خود صحابی، والدین صحابی، ساری اولاد صحابی، پوتی پوتے، نواسی نواسے سب صحابی، آپ کی ولادت مکہ معظّمہ میں واقعہ فیل کے دو سال چار ماہ بعد ہوئی، مدینہ منورہ میں بائیس جُمادیٰ آخرہ ۱۳ ہجری منگل کی رات مغرب وعشاء کے درمیان آپ کی وفات ہوئی، تریسٹھ سال عمر ہوئی آپ کی وصیت کے مطابق آپ کو غسل آپ کی بیوی حضرت اسماء بنتِ عمیس رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہَا نے دیا اور نماز جنازہ حضرت سیدنا عمر فاروق رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہ نے پڑھائی، آپ کی خلافت دو سال چار ماہ ہے، روضۂ رسول ہی میں مدفن ہیں۔

(مراۃ المناجیح،۸/۷،اسد الغابۃ،عبداللّٰہ بن عثمان ۳/۳۱۵، ملخصاً)

(ب)......حضرت سیدنا عمر بن خطاب رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہ: آپ کا لقب فاروق اور کنیت ابوحفص ہے، عمر کے معنی ہیں آباد کرنے والا، فاروق لقب رسول اللّٰہ صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم نے رکھا جیسا کہ آپ نے ارشاد فرمایا: بے شک اللّٰہ نے عمر کی زبان اور دل پر حق کو جاری فرما دیا ہے، اور وہ فاروق ہیں۔ اللّٰہ نے ان کے ذریعے حق اور باطل کے درمیان فرق کر دیا، آپ واحد ہیں جنہوں نے کھلے عام ہجرت کی، آپ نے بڑے بڑے غزوات میں شرکت کی، اور اسلام کو آباد کیا، نبوت کے چھٹے یا پانچویں سال ایمان لائے، آپ کے ایمان لانے کے دن=

= مکہ میں اسلام چمکا، آپ کی بہن حضرت فاطمہ بنت خطاب رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہَا آپ کے ایمان کا ذریعہ بنیں، جب ایمان لائے تو حضرت جبریل امین عَلَیْہِ السَّلَام حاضر خدمت ہوکر بولے: یارسولَ اللّٰہ! آج حضرت عمر کے ایمان پر فرشتوں میں مبارک باد کی دھوم مچی ہے، آپ حضور عَلَیْہِ الصَّلَاۃُ وَالسَّلَام کے ساتھ تمام غزوات میں شریک رہے، سب سے پہلے آپ ہی کا لقب ''امیر المومنین'' ہوا، حضرت ابوبکر صدیق رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہ کے بعد آپ خلیفہ ہوئے، چھبیس ذی الحجہ ۲۳ ہجری بدھ کے بعد ایک یہودی غلام ''ابولؤلؤ'' کے خنجر سے محراب النبی میں نماز فجر پڑھاتے ہوئے شہید کئے گئے، اور پہلوئے مصطفٰے میں گنبدِ خضراء کے اندر دفن کئے گئے، ساڑھے دس سال خلافت کی، تریسٹھ سال عمر پائی، آپ کی شہادت سے اسلام گویا یتیم ہوگیا۔

(مراۃ المناجیح، ۸/۴۴، اسد الغابة، عمر بن الخطاب، ۴/۱۵۶۔۱۶۴، ملخصاً)

(ج)......**حضرت سیدنا عثمان بن عفان** رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہ: آپ کی کنیت ابو عبداللہ ہے، اموی قرشی ہیں، آپ شروعِ اسلام میں ہی حضرت سیدنا ابوبکر صدیق رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہ کی تبلیغ سے انہی کے ہاتھ پر اسلام لائے، غزوۂ بدر میں شریک نہ ہوسکے کیونکہ آپ کی زوجہ اور رسول اللّٰہ صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کی بیٹی بیمار تھیں حضورِ انور صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کے حکم سے ان کی خدمت میں تھے، حضور صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم نے بدر کی غنیمت سے حصہ دیا، صلح حدیبیہ کے موقع پر بیعت الرضوان میں جسماً شریک نہ ہوسکے کیونکہ رسول اللّٰہ صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم نے آپ کو نمایندہ بنا کر بھیجا تھا، آپ کی شہادت کی خبر سن کر حضورِ انور صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم نے اپنے بائیں ہاتھ کے متعلق فرمایا: یہ عثمان کا ہاتھ ہے، اور اپنے دائیں ہاتھ کے متعلق فرمایا: یہ محمد مصطفٰے کا ہاتھ ہے اور بیعت کی۔ حضورِ انور صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کی دو بیٹیاں آپ کے نکاح میں آئیں اس لیے آپ کا لقب ''ذوالنورین'' یعنی دو نور والا ہے، بیاسی سال عمر پائی، بارہ برس خلافت کی، شہادت اٹھارہ ذی الحجہ جمعہ کے دن پینتیس ہجری میں ہوئی، جنت البقیع کے کنارہ پر دفن ہوئے۔

(مراۃ المناجیح، ۸/۴۵، اسد الغابة، عثمان بن عفان، ۳/۶۰۶۔۶۱۶، ملخصاً)

(د)......**حضرت سیدنا علی ابن ابی طالب** رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہ: آپ کی کنیت ''ابوالحسن'' بھی ہے، =

حضرت ۵ طَلْحَہ بن عُبَیْدُ الله،(1) حضرت ۶ زُبَیر بن اَلْعَوَّام،(2)

= اور آپ ابوتراب بھی، قرشی ہاشمی ہیں، حضورانور صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کے چچازاد بھائی اور داماد، بعض نے فرمایا کہ مَردوں میں سب سے پہلے آپ ایمان لائے، اس وقت آپ کی عمر دس بارہ سال تھی، ہجرت کی رات رسول اللّٰہ صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کے بستر پر بےخوف وخطر آرام فرمایا، سوائے تبوک کے سارے غزوات میں حضورانور صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کے ساتھ شریک ہوئے، غزوۂ تبوک میں حضورانور صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم نے مدینہ منورہ اور اپنے گھربار کا انتظام فرمانے کے لیے آپ کو مدینہ منورہ میں چھوڑا تھا، اٹھارہ ذی الحجہ جمعہ کے دن یعنی عین عثمان غنی کی شہادت کے دن ۳۵ ہجری کو خلیفہ ہوئے، عبدالرحمٰن بن ملجم مرادی نے اٹھارہ رمضان المبارک جمعہ کے دن ۴۰ ہجری میں آپ کو شہید کیا، آپ کو حضرات حسنین کریمین اور عبداللّٰہ بن جعفر رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْھُم نے غسل دیا، حضرت امام حسن رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہ نے نماز جنازہ پڑھائی، عمر تریسٹھ سال ہوئی، خلافت چار سال نو مہینہ چند دن ہوئی۔ (مراٰۃ المناجیح، ۸/۴۷، اسد الغابۃ، علی بن ابی طالب، ۴/۱۰۰-۱۳۲)

1 ...... **حضرت سیدنا طلحہ بن عبیداللّٰہ** رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہ: آپ کی کنیت ابومحمد ہے، قرشی ہیں، آپ کا شمار عشرہ مبشرہ میں ہے، یہ ان پانچ صحابہ کرام عَلَیْہِمُ الرِّضْوَان میں سے ہیں جنہوں نے حضرت ابوبکر صدیق رَضِیَ اللّٰہُ عَنْہُ کے ہاتھ پر اسلام قبول کیا اور اِس مجلس شوریٰ کے رُکن تھے جو حضرت عمر فاروق رَضِیَ اللّٰہُ عَنْہُ نے شہید ہونے سے پہلے خلیفہ کے انتخاب کے لیے بنائی تھی، سوائے بدر کے تمام غزوات میں شرکت کی، اُحد کے دن حضورانور کی حفاظت میں اپنے ہاتھ پر چوبیس زخم کھائے، ہاتھ کی انگلی بیکار ہوگئی، ۳۶ ہجری میں مروان بن حَکَم نے اِن کو تیر مار کر شہید کردیا اس وقت آپ رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہ کی عمر ۶۴ سال تھی۔

(مراٰۃ المناجیح، ۸/۴۳، الاصابۃ، طلحۃ بن عبیداللّٰہ، ۳/۴۳۰، ۴۳۲)

2 ...... **حضرت سیدنا زبیر بن العوام** رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہ: آپ رَضِیَ اللّٰہُ عَنْہُ کی کنیت ابوعبداللّٰہ اور آپ قرشی ہیں، آپ کی والدہ صفیہ بنتِ عبدالمطلب ہیں یعنی آپ نبی کریم صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کے پھوپھی زاد بھائی اور حضرتِ خدیجۃ الکبریٰ رَضِیَ اللّٰہُ عَنْھَا کے بھتیجے تھے، آپ سولہ سال کی عمر میں اسلام لائے، تمام غزوات میں حضور کے ساتھ رہے، سب سے =

حضرت عبدالرحمٰن بن عوف،(1) حضرت سعد بن ابی وقاص،(2) حضرت سعید بن زید،(3) ـــــــــــــــــــــــــــــ

= پہلے اللّٰہ کی راہ میں آپ ہی نے تلوار سونتی، اُحد میں حضور انور صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کے ساتھ ثابت قدم رہے، آپ رَضِیَ اللّٰہُ عَنْہُ نے حبشہ اور مدینہ طیبہ دونوں کی طرف ہجرت فرمائی، ٣٦ ہجری میں ابنِ جرموز نے بصرہ کے قریب مقامِ سَفوان میں آپ کو شہید کر دیا۔

(مراۃ المناجیح، ٢٨/٨، اسد الغابة، الزبير بن العوام، ٢/٢٩٥، ٢٩٨)

1 ...... **حضرت سیدنا عبدالرحمٰن بن عوف** رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہ: آپ کی کنیت ابومحمد اور آپ زہری قرشی ہیں، واقعہ فیل کے دسویں سال آپ کی ولادت ہوئی، مہاجرین اوّلین میں آپ کا شمار ہے، حبشہ و مدینہ دونوں طرف ہجرت کی، رَسولِ پاک صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کے ساتھ تمام غزوات میں شریک رہے، ٣١ یا ٣٢ ہجری میں آپ کا انتقال ہوا، حضرت عثمانِ غنی رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہُ نے آپ کی نمازِ جنازہ پڑھائی، اور جنت البقیع میں آپ کو دفن کیا گیا۔

(الاستيعاب، عبدالرحمٰن بن عوف، ٢/٣٨٦، ٣٩٠)

2 ...... **حضرت سیدنا سعد بن ابی وقاص** رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہ: آپ کی کنیت ابواسحاق ہے، آپ کے والد یعنی ابو وقاص کا نام مالک بن وُہیب اور قرشی ہیں، سترہ سال کی عمر میں ایمان لائے، اسلام میں سب سے پہلے اللّٰہ تعالٰی کی راہ میں تیر چلانے والے ہیں، عراق کی فتح میں اہم کردار ادا کیا، حضرت عمر فاروق رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہُ نے ان کو کوفہ کا گورنر بنایا، مُسْتَجَابُ الدَّعْوَۃ مشہور تھے، حضور انور صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم نے آپ سے اور حضرت زبیر رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہ سے فرمایا تھا کہ تم پر میرے ماں باپ فدا یعنی قربان ہوں، آپ کی وفات اپنی منزل عقیق میں ہوئی جو مدینہ منورہ سے قریب ہے، مروان بن حَکَم نے آپ کا جنازہ پڑھایا کہ اس وقت وہی مدینہ کا حاکم تھا، بقیع شریف میں دفن ہوئے، مشہور قول کے مطابق آپ رَضِیَ اللّٰہُ عَنْہُ کی وفات ٥٨ ہجری ہے۔ (مراۃ المناجیح، ٣٠/٨، الاصابة، سعد بن مالك، ٦٢/٣)

3 ...... **حضرت سیدنا سعید بن زید** رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہ: آپ کی کنیت "اَبُو الْاَعْوَر" ہے قرشی ہیں، غزوۂ اُحد اور اس کے بعد کے تمام غزوات میں شریک رہے، غزوۂ بدر میں مدینہ میں نہ ہونے کی وجہ سے شریک نہ ہو سکے، حضرت سیدنا عمر رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہ کی بہن حضرت فاطمہ بنت =

حضرت ابوعُبَیدَہ بن الجرَّاح ۔[10] [(1)]

دَہ یارِ بہشتی اَند قطعی بُوبَکر[۱] وعُمر[۲]، عثمان[۳] وعلی[۴]

سَعَد[۵] ست سعید[۶] وبُوعُبَیدَہ[۷] طلحہ[۸] ست وزُبَیر[۹] وعبدالرحمٰن[۱۰]

اوران میں خلفائے اَربعہ رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنۡہُمۡ اَجۡمَعِیۡن اور اِن چار اَرکانِ قَصرِ مِلَّت (ملّت اسلامیہ کے عالی شان محل کے چار سُتُونوں) وچار اَنہارِ باغِ شریعت (اور گلستانِ شریعت کی ان چار نہروں) کے خصائص وفضائل، کچھ ایسے رنگ پر واقع ہیں کہ ان میں سے جس کسی کی فضیلت پر تنہا نظر کیجئے یہی معلوم (ومُتَبادِر ومفہوم) ہوتا ہے کہ جو کچھ ہیں یہی ہیں ان سے بڑھ کر کون ہوگا۔

بہر گلے کہ ازیں چار باغ می نگرم

بہار دامن دل می کشد کہ جا اینجاست

(ان چار باغوں میں سے جس پھول کو میں دیکھتا ہوں تو بہار میرے دل کے دامن کو کھینچتی ہے

= خطاب رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنۡہا آپ کی بیوی تھیں جن کے ذریعے حضرت عمر رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنۡہ کو ایمان ملا، جنگِ یرموک اور فتحِ دمشق میں بھی شریک رہے، مقامِ عقیق میں فوت ہوئے، مدینہ منورہ لاکر بقیع میں دفن کیے گئے، حضرت مغیرہ بن شعبہ رَضِیَ اللّٰہُ عَنۡہُ نے اِن کی نمازِ جنازہ پڑھائی، تاریخِ وفات میں تین اَقوال ہیں۔۵۰، ۵۱، اور ۵۲ سن ہجری۔

(مراۃ المناجیح، ۳۱/۸، الاصابة، سعيد بن زيد، ۸۷/۳-۸۸)

(1)...... حضرت سیدنا عامر بن عبداللہ رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنۡہ: اپنی کنیت ابوعبیدہ بن الجراح سے زیادہ مشہور تھے، مکہ وحبشہ دونوں طرف ہجرت کی، غزوۂ بدر اور اس کے بعد تمام غزوات میں شریک رہے، نبیِّ کریم صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیۡہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم نے اِن کو اس اُمت کا امین قرار دیا، شام میں طاعون کی بیماری میں ۱۸ سن ہجری میں ان کا انتقال ہوا۔ (الاصابة، عامر بن عبدالله، ۴۷۵/۳-۴۷۸)

کہ اصل جگہ تو یہی ہے۔)

عَلَی الْخُصُوص شمعِ شَبِسْتَانِ وِلایت، بہارِ چَمَنِسْتَانِ مَعرِفَت، (1) اِمامُ الوَاصِلین، سَیِّدُ العارِفین (واصلانِ حق کے امام، (2) اہلِ معرفت کے پیش رَو) (3) خاتمِ خلافتِ نُبُوَّت، (4)

---

1 ......خصوصاً ولایت کے خلوت خانہ کی شمع، معرفتِ الٰہی کے باغوں کی بہار۔

2 ......اللہ کے ولیوں کے امام۔ 3 ......اللہ تعالٰی کو جاننے پہچاننے والوں کے سالار و قائد۔

4 ......خلافتِ نبوت کو پایۂ تکمیل تک پہنچانے والے۔یعنی نبی کریم صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کے جانشینوں حضرت ابوبکر صدیق، حضرت عمر فاروقِ اعظم، حضرت عثمانِ غنی رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْھُم کے بعد حضرت علی رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہ نے خلافت کے منصب کو سنبھال کر نبوتِ رسول صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کی قائم مقامی کو پایۂ تکمیل تک پہنچایا جیسا کہ ''ترمذی شریف'' میں ہے: حضرت سفینہ رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہ فرماتے ہیں: میں نے نبی کریم صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کو فرماتے سنا: خلافت تیس سال تک ہے پھر سلطنت ہوجائے گی، حضرت سفینہ رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہ فرماتے تھے: حساب لگالو حضرت ابوبکر صدیق کی خلافت دو سال، حضرت عمر کی خلافت دس سال، حضرت عثمان کی بارہ سال، اور حضرت علی کی چھ سال۔(رَضِیَ اللّٰہ تَعَالٰی عَنھُم) (ترمذی، کتاب الفتن، باب ما جاء فی الخلافة، ۴/ ۹۷، حدیث: ۲۲۳۳) ''مراۃ المناجیح'' میں ہے: یہ حساب تقریبی ہے جس میں سال کی کسریں یعنی مہینے چھوڑ دیے گئے ہیں حساب تحقیقی یہ ہے کہ خلافتِ صدیقی دو سال چار ماہ، خلافتِ فاروقی دس سال چھ مہینے، خلافتِ عثمانی چند دن کم بارہ سال، خلافتِ حیدری چار سال نو ماہ، چاروں خلفاء کی خلافت انتیس سال سات مہینے نو دن ہے پانچ ماہ باقی رہے وہ حضرتِ امام حسن (رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہ) کی خلافت نے پورے کر دیئے۔(اشعۃ) ان مدتوں کے بیان میں کچھ اختلاف بھی ہے بہرحال حضرت امام حسن کی چند ماہ خلافت پر تیس سال پورے ہوگئے، چونکہ امام حسن کی خلافت دراصل خلافتِ حیدری کا تتمّہ تھی (حضرت سیّدنا علی المرتضٰی رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہ کی خلافت کا بقیہ حصہ تھی) اس لیے اس کا ذکر علیحدہ نہ فرمایا، حضور خَاتَمُ الْاَنْبِیَاء ہیں حضرت علی خَاتَمُ الْخُلَفَاء۔(مراۃ المناجیح، ۷/ ۲۰۴ ملتقطاً)

فاتحِ سَلاسِلِ طَرِیقَت، [1] مَولَی الْمُسلِمِین، [2] امیرالمؤمنین، اَبُو الْاَئِمَّۃِ الطَّاھِرِیْنَ [3] (پاک طینت، پاکیزہ خصلت) [4] اماموں کے جَدِّ اَمجد، [5] طاہر مُطَہّر، [6] قاسمِ کوثر، [7] اَسَدُ اللّٰہِ الْغَالِب، مُظْہِرُ الْعَجَائِبِ وَالْغَرَائِبِ،

---

1 ......طریقت کے سلسلوں (یعنی قادری، چشتی وغیرہ) کی ابتداء فرمانے والے۔

2 ......مسلمانوں کے مددگار، آقا۔ نبی کریم صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم نے ارشاد فرمایا: ((مَنْ کُنْتُ مَوْلَاہُ فَعَلِیٌّ مَوْلَاہُ)) جس کا میں مولیٰ ہوں اس کے علی مولیٰ ہیں۔ (ترمذی، کتاب المناقب، باب مناقب علی بن ابی طالب، ۵/۳۹۸، حدیث: ۳۷۳۳)

3 ......نیک و پرہیزگار اماموں کے باپ۔ 4 ......نیک طبیعت، عمدہ عادت۔

5 ......اماموں کے مورثِ اعلیٰ۔ 6 ......خود بھی پاکیزہ اور دوسروں کو پاک کرنے والے۔

7 ......آبِ کوثر تقسیم کرنے والے، جیسا کہ حدیث میں ہے: رسول اللّٰہ صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم نے ارشاد فرمایا: ''اے علی! میں نے اپنے ربّ سے تیرے بارے میں پانچ چیزوں کا سوال کیا تو اللّٰہ عَزَّوَجَلَّ نے مجھے عطا فرمادیں۔۔۔ چوتھی یہ ہے کہ میں نے اپنے رب سے سوال کیا کہ تو میری امت کو میرے حوض سے سیراب کرے تو میرے رب نے مجھے عطا فرمادی۔'' (کنزالعمال، کتاب الفضائل، الجزء۱۳، ۷/۶۶، حدیث: ۳۶۴۷۲ ملتقطًا) اور دوسری روایت حضرت ابن عباس رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنہ سے ہے کہ رسول اللّٰہ صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم نے حضرت علی رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنہ سے فرمایا: ''تو قیامت کے دن میرے سامنے ہوگا، میری طرف لِوَاءُ الْحَمْد (جھنڈا) بھیجا جائے گا تو میں اسے تیری طرف منتقل کردوں گا، اور تو لوگوں (کافروں اور منافقوں) کو میرے حوض سے دھتکارے گا۔'' (کنز العمال، کتاب الفضائل، باب فضائل علی، الجزء۱۳، ۷/۶۳، حدیث: ۳۶۴۵۱) ایک روایت میں حضرت علی سے ہے: فرماتے ہیں: ''میں اپنے ان ہاتھوں سے کافروں اور منافقوں کو رسول اللّٰہ صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کے حوض سے دھکیلتا ہوں گا جیسا کہ پانی پلانے والے نامانوس (یعنی غیر کے اونٹ) کو اپنے حوض سے دھکیلتے ہیں۔'' (کنزالعمال، کتاب الفضائل، باب فضائل علی، الجزء۱۳، ۷/۶۸، حدیث: ۳۶۴۸۰) ان روایتوں سے پتہ چلا کہ آپ جس کو چاہیں گے آبِ کوثر سے سیراب کریں گے اور جس کو چاہیں گے روک دیں گے۔

مَطْلُوْبُ کُلِّ طَالِبٍ، سیدنا ومولانا علی بن ابی طالب کَرَّمَ اللّٰہُ تَعَالٰی وَجْھَہُ الْکَرِیْم وَحَشَرَنَا فِیْ زُمْرَتِہٖ فِیْ یَوْمٍ عَقِیْمٍ [1] کہ اس جناب گردُوں قِباب (جن کے قبہ کی کَلَس [2] آسمان برابر ہے ان) کے مناقبِ جلیلہ (اوصافِ حمیدہ) ومحامدِ جمیلہ (خصائل حسنہ) جس کثرت وشہرت کے ساتھ (کثیر ومشہور، زبان زد عام وخواص) ہیں دوسرے کے نہیں۔ (پھر) حضراتِ شَیخَین، صَاحِبَین صِہرَین (کہ ان کی

1 ...... دشمنوں پر غالب آنے والے حق تبارک وتعالیٰ کے شیر، انوکھی اور حیرت انگیز باتوں کو ظاہر کرنے والے، ہر طالب کے مقصود ہمارے آقا ومولیٰ، ابوطالب کے بیٹے حضرت علی رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہ جن کے چہرۂ انور کو حق تبارک وتعالیٰ نے بتوں کے سامنے جھکنے سے محفوظ رکھا، اور بروزِ قیامت اللّٰہ تعالیٰ ہمارا حشر بھی ان کی جماعت میں کرے۔ علامہ ابنِ حجر مکی عَلَیْہِ الرَّحْمَۃ نے ''کَرَّمَ اللّٰہُ وَجْھَہُ'' کا حضرت علی رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہُ کے ساتھ خاص ہونے کی وجہ یہ بیان کی کہ اللّٰہ عَزَّوَجَلَّ نے ان کی جبینِ سعادت یعنی مُبارک پیشانی کو بُتوں کے سامنے سجدہ ریزی سے محفوظ رکھا یعنی اس بات پر اجماع ہے کہ آپ نے کبھی بھی بت کو سجدہ نہیں کیا کیونکہ آپ بچپن ہی میں اسلام لے آئے تھے۔ (فتاوی حدیثیۃ، ص ۸۰) اعلیٰ حضرت مولانا شاہ امام احمد رضا خان عَلَیْہِ رَحْمَۃُ الرَّحْمٰن حضرت علی رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہ کے لیے ''کَرَّمَ اللّٰہُ تَعَالٰی وَجْھَہُ'' کی وجہ تسمیہ بیان کرتے ہوئے فرماتے ہیں: ''حضرت مولیٰ نے حضور مَولَی الکُل سَیِّدُ الرُّسُل صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کے کنارِ اقدس میں پرورش پائی، حضور کی گود میں ہوش سنبھالا، آنکھ کھلتے ہی محمد رسول اللّٰہ صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کا جمالِ جہاں آرا دیکھا، حضور ہی کی باتیں سنیں، عادتیں سیکھیں، صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَبَارَکَ وَسَلَّم، تو جب سے اُس جنابِ عرفان مآب کو ہوش آیا قطعاً یقیناً ربِّ عَزَّوَجَلَّ کو ایک ہی جانا، ایک ہی مانا، ہرگز ہرگز بتوں کی نجاست سے اس کا دامنِ پاک کبھی آلودہ نہ ہوا، اسی لئے لقبِ کریم ''کَرَّمَ اللّٰہُ تَعَالٰی وَجْھَہُ'' ملا۔

(فتاویٰ رضویہ، ۴۳۶/۲۸، فتاوی حدیثیہ، ص ۸۰)

2 ...... گنبد کے اوپر کا نوک دار حصہ۔

صاحبزادیاں حضور صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَسَلَّم کے شرفِ زوجیت سے مشرف ہوئیں اور اُمَّہاتُ المؤمنین، مسلمانوں ایمان والوں کی مائیں کہلائیں)[1] وَزِیرَین (جیسا کہ حدیث شریف میں وارِد کہ میرے دو وزیر آسمان پر ہیں: جبرائیل ومیکائیل، اور دو وزیر زمین پر ہیں: ابوبکر و عمر رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہُمَا)،[2] اَمِیرَین (کہ ہر دو امیرالمومنین ہیں) مُشِیرَین (دونوں

❶ ......**حضرت سیدتنا عائشہ بنت صدیق** رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہَا: آپ اُمُّ الْمُؤْمِنِین ہیں حضرت ابوبکر صدیق رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہ کی بیٹی اور رسول **اللّٰہ** صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کی زوجہ، حضور انور صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم نے نبوت کے دسویں سال مکہ معظّمہ میں ان سے نکاح کیا، یعنی ہجرت سے تین سال پہلے، دو ہجری شوال میں مدینہ منورہ میں رخصتی ہوئی، نو سال حضور انور صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کے ساتھ رہیں، حضرت عائشہ رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہَا سے ہی روایت ہے کہ حضرت جبریل عَلَیْہِ السَّلَام ان کی صورت سبز ریشمی کپڑے میں رسول **اللّٰہ** صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کے پاس لائے، عرض کیا: یہ دنیا وآخرت میں آپ کی بیوی ہیں آپ کے سوا کسی کنواری خاتون سے حضور صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم نے نکاح نہیں کیا، بے مثال عالمہ فقیہہ فصیحہ فاضلہ تھیں، حضور انور صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کی وفات کے وقت آپ کی عمر اٹھارہ سال تھی۔ (مراۃ المناجیح، ۶۹/۸، اسدالغابة، عائشة بنت ابی بکر الصدیق، ۲۰۵/۷)

حضرت سیدتنا حفصہ بنت عمر رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہَا: آپ اُمُّ الْمُؤْمنین ہیں حضرت عمر رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہ کی صاحبزادی اور رسول **اللّٰہ** صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کی زوجہ محترمہ ہیں، حضور انور صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم سے پہلے خنیس ابن حذافہ سہمی کے نکاح میں تھیں ان کے ساتھ ہی ہجرت کی، غزوۂ بدر کے بعد خنیس فوت ہوگئے، حضرت عمر رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہ نے حضرت ابوبکر صدیق رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہ سے عرض کیا کہ حفصہ سے نکاح کرلو، حضرت عثمان رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہ سے بھی یہی کہا، اس کے بعد حضور انور صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم نے نکاح کا پیغام دیا چنانچہ تین ہجری میں حضور انور صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کے نکاح میں آئیں۔

(مراۃ المناجیح، ۲۰/۸، اسدالغابة، حفصة بنت عمر، ۷۴/۷)

❷ ......ترمذی، کتاب المناقب، باب فی مناقب ابی بکر...الخ، ۳۸۲/۵، حدیث: ۳۷۰۰۔

حضورِ اقدس صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَسَلَّم کی مجلسِ شوریٰ کے رکنِ اعظم)[1] **ضَجِیْعَیْن**[2] (ہم خوابہ[3] اور دونوں اپنے آقا و مولیٰ کے پَہلُو بہ پَہلُو آج بھی مصروفِ استراحت)[4] **رفیقَین** (ایک دوسرے کے یارِ غمگسار) **سیّدنا و مولانا عبداللّٰہ العَتِیْق**[5] **ابوبکر صدیق و جنابِ حق مآب ابوحفص عمر فاروق** رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْھُمَا **کی شانِ وَالاسب کی شانوں سے جُدا ہے اور ان پر سب سے زیادہ عنایتِ خدا اور رسولِ خدا جَلَّ جَلَالُہٗ وَ**

---

1 ......مشورہ دینے والے ماہر صحابہ کرام عَلَیْہِمُ الرِّضْوَان کی مجلس کے امیر و سردار۔

2 ......ایک ہی جگہ آرام فرمانے والے، مراد یہ ہے کہ حضرت ابوبکر صدیق اور حضرت عمر فاروق رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْھُمَا دونوں نبی کریم صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کے ساتھ آپ کے روضۂ مبارکہ میں آرام فرما رہے ہیں جیسا کہ حدیث میں ابن عمر رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہ سے روایت ہے: نبی کریم صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم اس حال میں تشریف لائے کہ آپ کی سیدھی جانب ابوبکر اور الٹی جانب عمر فاروق تھے آپ نے ارشاد فرمایا: ((ھٰکَذَا نُبْعَثُ یَوْمَ الْقِیَامَۃِ)) ہم اسی طرح قیامت کے دن اُٹھائے جائیں گے۔ اور ایک جگہ فرمایا: اسی طرح ہمارا وصال ہوگا، اسی طرح ہماری تدفین ہوگی، اور اسی طرح ہم جنت میں داخل ہوں گے۔ (تاریخ ابن عساکر، ٤/١٨٨، کنز العمال، کتاب الفضائل، فضل الشیخین...الخ، الجزء:١٣، ٩/٧، حدیث:٣٦١٢٥-٣٦١٢٦)

3 ......ایک ساتھ آرام فرمانے والے۔

4 ......اور دونوں سرکار عَلَیْہِ الصَّلٰوۃُ وَالسَّلَام کے برابر برابر، ایک ساتھ آرام و سکون کے ساتھ قیام پذیر ہیں۔

5 ......ہمارے سردار ہمارے آقا اللّٰہ کے بندے "العتیق" یہ حضرت ابوبکر صدیق رَضِیَ اللّٰہُ عَنْہُ کا لقب ہے، اور یہ لقب اس طرح پڑا کہ حضرت عائشہ صدیقہ رَضِیَ اللّٰہُ عَنْھَا سے مروی ہے: ایک مرتبہ صدیق اکبر رَضِیَ اللّٰہُ عَنْہ سرکار عَلَیْہِ الصَّلٰوۃُ وَالسَّلَام کی خدمتِ بابرکت میں تشریف لائے تو آپ صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم نے فرمایا: ((اَنْتَ عَتِیْقُ اللّٰہِ مِنَ النَّارِ)) "تم اللّٰہ کی طرف سے آگ سے آزاد ہو" تو اسی دن سے آپ کو عتیق کہا جانے لگا۔

(ترمذی، کتاب المناقب، باب فی مناقب ابی بکر وعمر، ٣٨٢/٥، حدیث:٣٦٩٩)

صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَسَلَّم ہے، بعد انبیاء ومرسلین وملائکہ مقربین کے جو مرتبہ ان کا خدا کے نزدیک ہے دوسرے کا نہیں اور ربّ تبارک وتعالیٰ سے جو قرب ونزدیکی اور بارگاہِ عرش اِشْتِبَاہِ رسالت میں (1) جو عزت وسربلندی ان کا حصہ ہے اوروں کا نصیبا نہیں، (2) اور منازلِ جنت ومواہبِ بے مِنَّت (عـہ) میں اِنہیں کے درجات سب پر عالی، (3) فضائل وفواضل (فضیلتوں اور خصوصی بخششوں) وحَسَنات وطَیِّبات (نیکیوں اور پاکیزگیوں) میں اِنہیں کو تَقَدُّم وپیشی (یہی سب پر مقدم، یہی پیش پیش) ہمارے علماء وائمہ نے اس (باب) میں مستقل تصنیفیں فرما کر (4) سعادتِ کونین وشرافتِ دارَین حاصل کی، (5) (ان کے خصائل تحریر میں لائے، ان کے محاسن کا ذکر فرمایا، ان کے اولیات وخصوصیات گنائے) ورنہ غیر مُتَنَاہی (جو ہماری فہم وفراست کی رسائی سے ماوراہو، (6) اس) کا شمار کس کے اختیار، واللّٰہُ الْعَظِیْمُ! (7) اگر ہزاروں دفتر اِن کے شَرحِ فضائل (اور بسطِ فواضل) میں لکھے جائیں یکے از ہزار تحریر

---

1 ......رسولِ پاک صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کے بلند دربار میں۔

2 ......مقدر نہیں۔

عہ......مطبوعہ رسالہ میں ''وزاب بے منت'' مطبوع ہے اور حاشیہ پر تحریر کہ اصل میں ایسا ہی ہے، فقیر نے اسے ''مواہب'' لکھا جب کہ ''منازل'' کا ہم قافیہ ہے ''مناہل'' یعنی چشمے، اور یہی اَنْسَب۔ ۱۲ محمد خلیل۔

3 ......جنت کے مکانوں میں ان ہی کا مقام ومرتبہ سب پر بلند۔

4 ......کتابیں لکھ کر۔

5 ......دنیا وآخرت کی بڑائی وبھلائی حاصل کی۔

6 ......عقل وسمجھ کی پہنچ سے بالاتر ہو۔

7 ......اللّٰہ بہت بڑا ہے۔

میں نہ آئیں[1] ؎

وَعَلٰی تَفَنُّنِ وَاصِفِیْہِ بِحُسْنِہٖ
یُغْنِی الزَّمَانُ وَفِیْہِ مَا لَمْ یُوْصَفٖ

(اور اس کے حُسن کی تعریف کرنے والوں کی عمدہ بیانی کی بنیاد پر زمانہ غنی ہوگیا اور اس میں ایسی خوبیاں ہیں جنہیں بیان نہیں کیا جاسکتا۔)

مگر کثرتِ فضائل وشہرتِ فواضل (کثیر در کثیر فضیلتوں کا موجود اور پاکیزہ و برتر عزتوں مرحمتوں کا مشہور ہونا) **چیزے دیگر** (اور بات ہے) **اور فضیلت وکرامت** (سب سے افضل اور بارگاہِ عزت میں سب سے زیادہ قریب ہونا) **اَمرے آخر** (ایک اور بات ہے اس سے جدا و ممتاز)، **فضل اللّٰہ تعالٰی کے ہاتھ ہے جسے چاہے عطا فرمائے:** ﴿ قُلْ اِنَّ الْفَضْلَ بِیَدِ اللّٰهِ ۚ یُؤْتِیْهِ مَنْ یَّشَآءُ ﴾۔[2]

اُس کی کتابِ کریم اور اُس کا رسولِ عظیم عَلَیْہِ وَعَلٰی اٰلِہِ الصَّلاۃُ وَ التَّسْلِیْم **علی الاعلان[3] گواہی دے رہے ہیں کہ حضرت امام حسن** رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہُ **اپنے والد ماجد مولیٰ علی** کَرَّمَ اللّٰہُ وَجْہَہُ الْکَرِیْم **سے روایت کرتے ہیں کہ وہ فرماتے ہیں:**

کُنْتُ عِنْدَ النَّبِیِّ صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَسَلَّمَ فَاَقْبَلَ اَبُوْ بَکْرٍ وَ عُمَرُ فَقَالَ:

---

1 ...... اگر ہزاروں تقریریں یا تحریریں ان کے کمالات کی تفصیل اور بڑی بخششوں کی وضاحت میں لکھی جائیں تو ہزار میں سے ایک تحریر میں نہ آئیں۔

2 ...... ترجمۂ کنز الایمان: تم فرمادو کہ فضل تو اللّٰہ ہی کے ہاتھ ہے جسے چاہے دے۔ (پ۳، اٰل عمرٰن: ۷۳)

3 ...... واضح طور پر، کُھلّم کُھلّا۔

((یَا عَلِیُّ! ھٰذَانِ سَیِّدَا کُھُوْلِ اَھْلِ الْجَنَّةِ وَ شَبَابِھَا بَعْدَ النَّبِیّیْنَ وَ الْمُرْسَلِیْنَ))(رَوَاہُ التِّرْمِذِیُّ، وَابْنُ مَاجَةَ وَعَبْدُ اللّٰہِ بْنُ الْاِمَامِ اَحْمَدَ)۔ [1]

''میں خدمتِ اَقدس حضور افضل الانبیاء صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَسَلَّم میں حاضر تھا کہ ابوبکر وعمر سامنے آئے حضور صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَسَلَّم نے ارشاد فرمایا کہ علی! یہ دونوں سردار ہیں اہلِ جنت کے سب بوڑھوں اور جوانوں کے، [2] بعد انبیاء و مرسلین کے۔''

حضرت ابو ہریرہ رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہُ سید المرسلین صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَسَلَّم سے راوی، حضور کا ارشاد ہے: ((اَبُوْ بَکْرٍ وَ عُمَرُ خَیْرُ الْاَوَّلِیْنَ وَالْاٰخِرِیْنَ وَ خَیْرُ اَھْلِ السَّمٰوٰتِ وَخَیْرُ اَھْلِ الْاَرْضِیْنَ اِلَا النَّبِیّیْنَ وَ الْمُرْسَلِیْنَ)) (رَوَاہُ الْحَاکِمُ فِی "الْکُنٰی" وَابْنُ عَدِیٍّ وَخَطِیْبُ)۔ [3] ''ابوبکر وعمر بہتر ہیں سب

---

1 ...... ترمذی اور ابن ماجہ اور عبداللہ بن امام احمد نے اس کو روایت کیا۔(ترمذی،کتاب المناقب، باب فی مناقب ابی بکروعمر، ۵/۳۷۵-۳۷۶،حدیث:۳۶۸۴-۳۶۸۶وابن ماجه،کتاب السنة،باب فی فضائل اصحاب...الخ،۱/۷۲،حدیث:۹۵،مسند احمد،ومن مسند علی بن ابی طالب،۱/۱۷٤،حدیث:۶۰۲)

2 ...... مفتی احمد یار خان نعیمی عَلَیْہِ الرَّحْمَۃ ''کہولت'' کی شرح کرتے ہوئے فرماتے ہیں: ''جوانی اور بڑھاپے کے درمیانی زمانہ کو ''کہولت'' کہا جاتا ہے یعنی تیس سال کے بعد سے پچاس سال تک عمر، مطلب یہ ہے کہ دنیا میں جو لوگ اس عمر میں فوت ہوئے اور وہ تھے جنتی ان سب کے سردار یہ دونوں ہیں ورنہ جنت میں سارے جنتی جوان تیس سالہ ہوں گے کوئی بوڑھا یا ادھیڑ عمر نہ ہوگا، عورتیں اٹھارہ سالہ، ہمیشہ یہ ہی عمر رہے گی کہ وہاں دن رات مہینے سال نہیں گزرتے۔'' (مراۃ المناجیح،۸/۳۸۵)

3 ...... حاکم نے اسے کُنی میں روایت کیا اور ابن عدی وخطیب نے۔(کنزالعمال،کتاب الفضائل، فضائل ابی بکروعمر،الجزء:۱۱،۶/۲۵۶،حدیث:۳۲۶٤۲،الکامل فی ضعفاء الرجال، ۲/٤٤۳، تاریخ بغداد،۲/۳۳۳)

اگلوں پچھلوں سے، اور بہتر ہیں سب آسمان والوں سے، اور بہتر ہیں سب زمین والوں سے، سوا انبیاء و مرسلین عَلَیْھِمُ الصَّلٰوۃُ وَالسَّلَام کے۔'' خود حضرت مولیٰ علی کَرَّمَ اللّٰہُ تَعَالٰی وَجْھَہُ نے بار بار اپنی کرسیٔ مُمَلَّکت وسَطْوَت (ودَبدبہ) خلافت میں افضلیت مُطْلَقَہ شیخین کی تصریح فرمائی [1] (اور صاف صاف واشگاف [2] الفاظ میں بیان فرمایا کہ یہ دونوں حضرات [3] علی الاطلاق بلاقَیْدِ جِہت وحَیْثِیَّت [4] تمام صحابہ کرام سے افضل ہیں) اور یہ ارشادان سے بتواتر ثابت ہوا کہ اَسّی سے زیادہ صحابہ وتابعین نے اسے روایت کیا، [5] اور فی الواقع [6] اس مسئلہ (افضلیتِ شیخین کریمین) کو جیسا حق مآب مرتَضوِی [7] نے صاف صاف واشگاف بہ کَرَّات ومَرَّات (بار بار موقع بہ موقع اپنی) جَلوات وخَلوات (عمومی محفلوں، خصوصی نِشَستوں) و مُشَاہِدِ عامّہ و مَسَاجِدِ جامِعَہ (عامۃ الناس کی مجلسوں اور جامع مسجدوں) میں ارشاد فرمایا دوسروں سے واقع نہیں ہوا۔

---

1 ...... خود حضرت علی رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہ نے بارہا اپنی سلطنت اور جاہ وجلال اور شان وشوکت والی خلافت کے زمانے میں قطعی طور پر شیخین یعنی صدیق اکبر اور عمر فاروق رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْھُمَا کے افضل ہونے کی تصریح فرمائی۔

2 ...... واضح۔

3 ...... یعنی حضرت ابوبکر صدیق اور حضرت عمر فاروق رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْھُمَا۔

4 ...... مطلقاً بغیر کسی سبب وخصوصیت کی شرط کے۔

5 ...... الصواعق المحرقة، ص ٦٠۔

6 ...... درحقیقت۔

7 ...... یعنی حضرت علی رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہ۔

(اَزاں جُملَہ [1] وہ ارشادگرامی کہ) امام بخاری رَحمَۃُ اللہِ عَلَیہ حضرت محمد بن حنفیہ [2] صاحبزادۂ جناب امیرالمومنین علی رَضِیَ اللہُ تعَالٰی عَنہُمَا سے راوی: قَالَ: قُلتُ لِاَبِیْ: اَیُّ النَّاسِ خَیرٌ بَعدَ النَّبِیِّ صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیہِ وَ سَلَّمَ؟ قَالَ: اَبُو بَکرٍ، قَالَ: قُلتُ: ثُمَّ مَنْ؟ قَالَ: عُمَرُ. [3] ''یعنی میں نے اپنے والد ماجد امیرالمومنین مولیٰ علی کَرَّمَ اللہُ تعَالٰی وَجھَہٗ سے عرض کیا کہ رسول اللّٰہ صَلَّی اللہُ تعَالٰی عَلَیہِ وَسَلَّم کے بعد سب آدمیوں سے بہتر کون ہیں؟ ارشاد فرمایا: ابوبکر۔ میں نے عرض کیا: پھر کون؟ فرمایا: عمر۔

ابوعمر بن عبداللّٰہ حکم بن حجل سے، اور دارقطنی اپنی ''سنن'' میں راوی، جناب امیرالمومنین علی کَرَّمَ اللہُ وَجھَہٗ تعَالٰی فرماتے ہیں: لَا اَجِدُ اَحَدًا فَضَّلَنِیْ عَلٰی اَبِیْ بَکرٍ وَ عُمَرَ اِلَّا جَلَدْتُّہٗ حَدَّ الْمُفْتَرِیْ۔ [4]

''جسے میں پاؤں گا کہ شیخین (حضرت ابوبکر و عمر رَضِیَ اللہُ تعَالٰی عَنہُمَا) سے مجھے افضل بتاتا (اور مجھے ان میں سے کسی پر فضیلت دیتا) ہے اسے مُفتری (افتراء و بہتان لگانے والے) کی حد ماروں گا کہ اَسّی (۸۰) کوڑے ہیں۔''

---

1 ......ان میں سے۔

2 ......حضرت سیدنا محمد بن حنفیہ رَضِیَ اللہُ تعَالٰی عَنہ: آپ حضرت سیدنا علی بن ابی طالب رَضِیَ اللہُ تعَالٰی عَنہ کے بیٹے ہیں، آپ کی والدہ کا نام خولہ بنت جعفر ابن قیس ہے، قبیلہ بنی حنیفہ سے تھیں جو خلافتِ صدیقی میں گرفتار ہو کر جنگ یمامہ میں آئیں اور حضرت علی کو دی گئیں، آپ تابعی، مشہور عالم، بڑے بہادر تھے۔ (مراۃ المناجیح، ۸/۳۵۰)

3 ......بخاری، کتاب فضائل اصحاب النبی، باب قول النبی لوکنت متخذا...الخ، ۲/۵۲۲، حدیث: ۳۶۷۱۔

4 ......السنة، باب ما روی عن علی...الخ، ص ۲۸۱، حدیث: ۱۲۵۴۔

ابوالقاسم طلحی [1] "کتاب السنة" میں جناب علقمہ سے راوی: بَلَغَ عَلِیًّا اَنَّ اَقْوَامًا یُّفَضِّلُوْنَهٗ عَلٰی اَبِیْ بَکْرٍ وَّ عُمَرَ فَصَعِدَ الْمِنبَرَ فَحَمِدَ اللّٰهَ وَ اَثْنٰی عَلَیْهِ ثُمَّ قَالَ: اَیُّهَا النَّاسُ! اِنَّهٗ بَلَغَنِیْ اَنَّ اَقْوَامًا یُّفَضِّلُوْنِیْ عَلٰی اَبِیْ بَکْرٍ وَّ عُمَرَ، وَ لَوْ کُنْتُ تَقَدَّمْتُ فِیْهِ لَعَاقَبْتُ فِیْهِ فَمَنْ سَمِعْتُهٗ بَعْدَ هٰذَا الْیَوْمِ یَقُوْلُ هٰذَا فَهُوَ مُفْتَرٍ، عَلَیْهِ حَدُّ الْمُفْتَرِیْ، ثُمَّ قَالَ: اِنَّ خَیْرَ هٰذِهِ الْاُمَّةِ بَعْدَ نَبِیِّهَا صَلَّی اللّٰهُ تَعَالٰی عَلَیْهِ وَسَلَّمَ اَبُوْ بَکْرٍ ثُمَّ عُمَرُ ثُمَّ اللّٰهُ اَعْلَمُ بِالْخَیْرِ بَعْدَهٗ، قَالَ: وَ فِی الْمَجْلِسِ اَلْحَسَنُ بْنُ عَلِیٍّ فَقَالَ: وَ اللّٰهِ لَوْ سَمّٰی الثَّالِثَ لَسَمّٰی عُثْمٰنَ۔ [2]

"یعنی جناب مَولیٰ علی کو خبر پہنچی کہ کچھ لوگ انھیں حضرات شیخین رَضِیَ اللّٰهُ تَعَالٰی عَنْهُمَا پر تفضیل دیتے (اور حضرت مولیٰ کو ان سے اَفضل بتاتے) ہیں، پس منبر پر تشریف لے گئے اور اللّٰہ تعالیٰ کی حمد وثناء کی، پھر فرمایا: اے لوگو! مجھے خبر پہنچی کہ کچھ لوگ مجھے ابوبکر و عمر سے اَفضل بتاتے ہیں اور اگر میں نے پہلے سے سُنا ہوتا تو اس میں سزا دیتا یعنی پہلی بار تفہیم (وتنبیہ) پر قناعت فرماتا ہوں پس اس دن کے بعد جسے ایسا کہتے سُنوں گا تو وہ مُفتَرِی (بہتان باندھنے والا) ہے اس پر مُفتَرِی

1 ...... حضرت سیدنا امام ابوالقاسم طلحی رَضِیَ اللّٰهُ تَعَالٰی عَنْهُ: ان کا پورا نام ابوالقاسم اسماعیل بن محمد بن فضل بن علی قرشی طلحی تمیمی اصبہانی ہے، قِوَامُ السُّنَّة کے نام سے پکارے جاتے ہیں، تفسیر و حدیث ولغت کے امام ہیں، ان کی مشہور کتابیں "کتاب السنة" اور "الحجة فی بیان المحجة" ہے، 459 ہجری میں پیدا ہوئے اور 535 ہجری میں ان کا وصال ہوا۔

(الاعلام، ۱/۳۲۳، هدیة العارفین، ۱/۲۱۱)

2 ...... الحجة فی بیان المحجة باب فی فضائل الصحابة، فصل فی ذکر ما روی...الخ، ۲/۳۴۵، رقم: ۳۲۷، فتاویٰ رضویہ، ۲۹/۳۶۷۔

کی حد لازم ہے، پھر فرمایا: بے شک بہتر اس امت کے بعد ان نبی صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَسَلَّم کے ابوبکر ہیں پھر عمر، پھر خدا خوب جانتا ہے بہتر کو ان کے بعد، اور مجلس میں امام حَسن (رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہُ) بھی جلوہ فرما تھے انھوں نے ارشاد کیا: خدا کی قسم! اگر تیسرے کا نام لیتے تو عثمان کا نام لیتے۔'' بالجملہ[1] احادیثِ مرفوعہ[2] واَقوالِ حضرت مُرتَضوِی واہلِ بیتِ نبوت[3] اس بارے میں: لَا تَعْدَاد وَلَا تَحْصٰی (بے شمار ولاانتہا) ہیں کہ بعض کی تفسیر فقیر نے اپنے رسالہ '' تفضیل ''[عہ] میں کی۔

اب اَہلِ سنّت (کے علمائے ذَوِی الاحترام)[4] نے ان اَحادیث وآثار[5] میں جو نگاہِ غور کو کام فرمایا[6] تو تفضیلِ شیخین کی صد ہا تَصرِیحیں (سیکڑوں صراحتیں) علی الْاِطلاق پائیں کہیں جِہت وحیثِیَّت[7] کی قید نہ دیکھی کہ یہ

---

1 ......ساری بات کا حاصل یہ ہے کہ۔

2 ......یعنی وہ حدیث جس کی سند نبی کریم صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم تک پہنچتی ہو۔ (نزهة النظر، ص١٠٤)

3 ......سرکار صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کے اہل بیت اور حضرت علی رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہ کے فرمان۔

عہ......اعلیٰ حضرت قُدِّسَ سِرُّہُ الْعَزِیْز نے مسئلہ تفضیلِ شیخین رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْھُمَا پر نوے جز کے قریب ایک کتاب مسمّٰی بہ ''منتهى التفصيل لمبحث التفضيل'' لکھی پھر ''مطلع القمرين فی ابانة سبقة العمرين'' میں اس کی تلخیص کی، غالبًا اس ارشادِ گرامی میں اشارہ اسی کی طرف ہے، واللّٰہ تعالٰی اعلم۔ محمد خلیل القادری عفی عنہ)

4 ......محترم، صاحبِ عزت علماء۔

5 ......سرکار صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم اور صحابہ کرام عَلَیْہِمُ الرِّضْوَان کے اقوال وافعال۔

6 ......توجہ کی نظر ڈالی۔

7 ......کسی سبب وخصوصیت کی شرط۔

صرف فلاں حیثیت سے افضل ہیں اور دوسری حیثیت سے دوسروں کو اَفضیلت (حاصل ہے)، لہٰذا انھوں نے عقیدہ کرلیا کہ گو[1] فضائلِ خاصہ وخصائصِ فاضلہ (مخصوص فضیلتیں اور فضیلت میں خصوصیتیں) حضرت مولیٰ (علی مشکل کُشا[2] کَرَّمَ اللّٰہُ تَعَالٰی وَجْھَہٗ) اور ان کے غیر کو بھی ایسے حاصل (اور بعَطائے اِلٰہی[3] وہ ان خصوصیات کے تنہا حامل)[4] جو حضراتِ شیخین (کریمین جلیلین)[5] نے نہ پائے جیسے کہ اس کا عَکس[6] بھی صادق ہے (کہ امیرین وزیرین کو وہ خصائصِ غالیہ اور فضائلِ عالیہ[7] بارگاہِ الٰہی سے مرحمت ہوئے کہ ان کے غیر نے اس سے کوئی حصہ نہ پایا) مگر فضلِ مطلق کُلّی (کسی جہت وحیثیت کا لحاظ کیے بغیر فضیلت مُطلَقہ کُلّیہ) جو کثرتِ ثواب وزیادتِ قُربِ ربّ الارباب سے عبارَت ہے وہ اِنہیں کو عطا ہوا (اوروں کے نصیب میں نہ آیا) (یعنی اللّٰہ عَزَّوَجَلَّ کے یہاں زیادہ عزت ومنزلت جسے کثرتِ ثواب سے بھی تعبیر کرتے ہیں وہ صرف حضراتِ شیخین نے پائی، اس سے مراد اجر وانعام کی کثرت وزیادت نہیں کہ بارہا مفضول[8] کے لیے ہوتی ہے۔

---

1 ...... باوجود اس کے۔
2 ...... مشکل دور کرنے والے حضرت علی۔
3 ...... اللّٰہ کی عطا سے۔
4 ...... وہ تنہا ان خصوصیات کو رکھنے والے۔
5 ...... کرم کرنے والے بزرگ وبرتر۔
6 ...... اُلٹ۔
7 ...... حد سے زیادہ خصوصیات اور بلند وبالا کمالات۔
8 ...... جس پر فضیلت دی گئی ہو۔

حدیث میں ہمراہیانِ سیّدنا امام مَہدی رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہُ[1] کی نسبت آیا کہ ''ان میں سے ہر ایک کے لیے پچاس کا اجر ہے، صحابہ نے عرض کیا: ان میں کے پچاس کا یا ہم میں کے؟ فرمایا: بلکہ تم میں کے۔''[2]

تو اجر اُن کا زائد ہوا، انعام ومعاوضۂ محنت اُنھیں زیادہ ملا مگر افضلیت میں وہ صحابہ کے ہمسر بھی نہیں ہوسکتے زیادت درکنار، کہاں امام مہدی کی رَفاقت اور کہاں حضور صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَسَلَّم کی صحابیت!، اس کی نظیر بلاتشبیہ یوں سمجھئے کہ سلطان نے کسی مُہم[3] پر وزیر اور بعض دیگر افسروں کو بھیجا، اس کی فتح پر ہر افسر کو لاکھ لاکھ روپے انعام دیئے اور وزیر کو خالی پروانہ خوشنودیٔ مزاج دیا،[4] تو انعام اِنہیں افسروں کو زیادہ ملا اور اجر ومعاوضہ اِنھوں نے

1 ......امام مہدی رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہ کے ساتھیوں اور مددگاروں۔

2 ......اس میں اس حدیثِ مبارکہ کی طرف اشارہ ہے کہ رسول اللّٰہ صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم نے ارشاد فرمایا: ''تم نیکی کا حکم دو اور برائی سے روکو یہاں تک کہ جب دیکھو لالچ کی حکمرانی ہے، خواہشات کی پیروی کی جاتی ہے، دنیا سب سے اچھی سمجھی جارہی ہے اور ہر آدمی اپنی ہی رائے پر اتراتا ہے، اس وقت صرف اپنی حفاظت کرو اور عوام الناس کو چھوڑ دو کیونکہ تمہارے بعد ایسے دن آئیں گے جن میں صبر کرنا چنگاری کو ہاتھ میں پکڑنے کے مترادف ہوگا، عمل کرنے والے کو تمہارے جیسے پچاس عاملین کے برابر ثواب ملے گا، عرض کیا گیا: یارسولَ اللّٰہ! ہمارے پچاس آدمیوں کا ثواب یا ان کے پچاس آدمیوں کا؟ حضور صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم نے فرمایا: **نہیں بلکہ تم میں سے پچاس آدمیوں کا ثواب۔**'' (ترمذی، کتاب التفسیر، باب ومن سورة المائدة، ۵/۴۱، حدیث: ۳۰۷۹) ''فتح الباری شرح صحیح البخاری'' میں اس حدیثِ مبارکہ کے بارے میں لکھا ہے کہ ''حضور کا یہ فرمان: **''ان میں ایک کے لیے پچاس کا اجر ہے۔''** غیر صحابہ کا صحابہ کرام سے افضل ہونے پر دلالت نہیں کرتا اس لیے کہ صرف اجر کا زیادہ ہونا افضلیتِ مطلقہ کے ثبوت کو لازم نہیں ہوتا۔ (فتح الباری، کتاب فضائل اصحاب النبی، باب فضائل اصحاب النبی...الخ، ۶/۸، تحت الحدیث: ۳۶۵۱)

3 ......جنگ، لڑائی۔

4 ......رضامندی کا سرٹیفیکٹ دیا۔

زیادہ پایا مگر کہاں وہ اور کہاں وزیر اعظم کا اعزاز۔(''بہار شریعت'')[1]

اور (یہ اہل سنّت و جماعت کا وہ عقیدہ ثابتہ مُحکَمہ ہے[2] کہ) اس عقیدہ کا خلاف اوّل تو کسی حدیثِ صحیح میں ہے ہی نہیں اور اگر بالفرض کہیں بوئے خلاف[3] پائے بھی تو سمجھ لے کہ یہ ہماری فہم کا قُصُور ہے[4] (اور ہماری کوتاہ فہمی)[5] ورنہ رسولُ اللّٰہ صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَسَلَّم اور خود حضرت مولیٰ (علی) و اہل بیت کرام ("صَاحِبُ الْبَیْتِ اَدْرٰی بِمَا فِیْہِ" کے مصداق اسرار خانہ سے مقابلۃً واقف تر)[6] کیوں بلا تقیید (کسی جہت و حیثیت کی قید کے بغیر) انھیں افضل و خیر امت و سردار اوّلین و آخرین بتاتے۔[7] کیا آیہ کریمہ: ﴿فَقُلْ تَعَالَوْا نَدْعُ اَبْنَآءَنَا

1 ...... بہار شریعت، ۱/ ۲۴۷۔

2 ...... مضبوط مستحکم عقیدہ ہے۔

3 ...... اختلاف کی بھنک۔

4 ...... سمجھ کی خطا ہے۔

5 ...... کم عقلی۔

6 ...... محاورہ ''گھر والا گھر کے معاملات سے زیادہ باخبر ہے۔'' کے موافق گھر کے رازوں کو بہت زیادہ جاننے والے۔

7 ...... اس میں ان احادیث کی طرف اشارہ ہے جیسا کہ حضرت عبداللّٰہ بن سلمہ رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہ کہتے ہیں: میں نے حضرت سیدنا علی رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہ کو فرماتے سنا: رسول اللّٰہ صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کے بعد لوگوں میں سب سے بہتر ابوبکر صدیق رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہ ہیں اور ابوبکر کے بعد لوگوں میں سب سے بہتر عمر ہیں۔(ابن ماجه،کتاب السنة،فضل عمر،۱/ ۷۷، حدیث: ۱۰۶) حضرت سیدنا وہب سوائی رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہ سے روایت ہے وہ کہتے ہیں کہ حضرت علی رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہ نے ہمیں خطبہ دیا پس آپ نے فرمایا: نبی کریم صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کے بعد=

وَاَبْنَآءَكُمْ وَنِسَآءَنَا وَنِسَآءَكُمْ وَاَنْفُسَنَا وَاَنْفُسَكُمْ ۟ ثُمَّ نَبْتَهِلْ فَنَجْعَلْ لَّعْنَتَ اللّٰهِ عَلَى الْكٰذِبِیْنَ ﴿۶۱﴾[1] (''تو ان سے فرمادو کہ آ ؤ ہم بلائیں اپنے بیٹے اور تمہارے بیٹے اور اپنی عورتیں اور تمہاری عورتیں اور اپنی جانیں اور تمہاری جانیں پھر مُبَاہلہ کریں[2] تو جھوٹوں پر اللہ کی لعنت ڈالیں'') وحدیث صحیح: ((مَنْ كُنْتُ مَوْلَاهُ فَعَلِيٌّ مَوْلَاهُ)) (جس کا میں مولا ہوں تو علی بھی اس کا مولا ہے)[3] اور خبر ''شَدِیْدُ الضُّعْفِ وَقَوِيُّ الْجَرْحِ'' (نہایت درجہ ضعیف وقابل شدید جرح وتعدیل) ''لَحْمُكَ لَحْمِيْ وَ دَمُكَ دَمِيْ'' (تمہارا گوشت میرا گوشت اور تمہارا خون میرا خون ہے)[4] بر تقدیر ثبوت (بشرطیکہ ثابت وصحیح مان لی جائے) وغیر ذالک (احادیث واخبار) سے انھیں آگاہی نہ تھی (ہوش وحواس، علم و شُعُور اور فہم وفراست میں یگانۂ روزگار[5] ہوتے ہوئے اِن اَسرارِ دَرُونِ خانہ سے بیگانہ

=اس امت میں سب سے بہتر کون ہے؟ پس میں نے کہا: اے امیر مومنین! آپ ہیں، فرمایا: نہیں، نبی صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کے بعد اس امت میں سب سے بہتر ابوبکر اور عمر ہیں۔ (مسند احمد، ومن مسند علی بن ابی طالب، ۱/۲۲۶، حدیث: ۸۳٤) حضرت علی رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہ سے روایت ہے رسول اللہ صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم نے ارشاد فرمایا: ابوبکر اور عمر جنتی ادھیڑوں کے اگلے پچھلوں (یعنی اولین وآخرین) کے سردار ہیں سوائے نبیوں اور رسولوں کے۔ (ابن ماجه، کتاب السنة، فضل ابی بکر الصدیق، ۱/۷۷، حدیث: ۹۵)

1 ......پ۳، اٰل عمرٰن، ٦١۔

2 ......مباہلہ کہتے ہیں: ''کسی متنازعہ فیہ مسئلے کا فیصلہ خدا پر چھوڑتے ہوئے یہ بددعا کرنا کہ جو فریق جھوٹا ہو وہ برباد ہو جائے۔'' (اردو لغت، ۱۷/۲۸۳)

3 ......مستدرك، کتاب معرفة الصحابة، باب من کنت مولاه...الخ، ٤/٧٣، حدیث: ٤٦٣٥۔ یہ حدیث امام مسلم کی شرط پر صحیح ہے لیکن انہوں نے اس کو بیان نہیں فرمایا۔

4 ......کنز العمال، کتاب الفضائل، فضائل علی، الجزء: ١١، ٦/٢٧٩، حدیث: ٣٢٩٣٣ ملخصًا۔

5 ......منفرد، جداگانہ صلاحیت کے حامل۔

رہے[1] اور اسی بیگانگی میں عمریں گزار دیں)، یا (انھیں آگاہی اور ان اَسرار پر اطلاع) تھی تو وہ ان (واضِحُ الدَّلالۃ الفاظ)[2] کا مطلب نہ سمجھے (اور غیرت وشرم کے باعث اور کسی سے پوچھ نہ سکے) یا سمجھے (حقیقتِ حال سے آگاہ ہوئے) اور اس میں تفضیلِ شیخین کا خلاف پایا (مگر خاموش رہے اور جُمہُور صحابۂ کرام[3] کے برخلاف عقیدہ رکھا زبان پر اس کا خلاف نہ آنے دیا اور حالانکہ یہ ان کی پاک جنابوں میں گستاخی اور ان پر تَقِیَّہ ملعونہ کی تہمت تراشی ہے)،[4] تو (اب ہم) کیونکر خلاف سمجھ لیں (کیسے کہہ دیں کہ ان کے دل میں خلاف تھا زبان سے اقرار) اور تَصرِیْحاتِ بیّنہ وقاطعُ الدلالۃ (روشن صراحتوں قطعی دلالتوں) وغیرِ مُحتَمَلَۃُ الخِلاف کو (جن میں کسی خلاف کا احتمال نہیں، کوئی ہیر پھیر نہیں) کیسے پسِ پشت ڈال دیں۔[5]

اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ رَبِّ الْعٰلَمِیْن کہ حق تبارک وتعالیٰ نے فقیرِ حقیر[6] کو یہ ایسا جوابِ شافی[7] تعلیم فرمایا کہ مُنصِف (انصاف پسند ذِی ہوش) کے لیے اس میں

---

1 ...... گھر کے اندرونی معاملات وَرازوں سے بے خبر رہے۔

2 ...... رہنمائی کرنے والے نمایاں الفاظ۔

3 ...... صحابۂ کرام کی اکثریت۔

4 ...... یعنی ان صحابہ کرام عَلَیْہِمُ الرِّضْوَان پر بلاوجہ، خواہ مخواہ یہ مردود عیب والزام لگانا ہے کہ ان کے دل میں جو رَاز تھے انھوں نے وہ کسی کے خوف سے چُھپائے رکھے، کسی پر ظاہر نہ ہونے دیئے۔

5 ...... کیسے نظر انداز کر دیں۔

6 ...... بندۂ ناچیز۔

7 ...... پُر اطمینان اور تسلی بخش جواب۔

کفایت (اور یہ جواب اس کی صحیح رہنمائی و ہدایت کے لیے کافی) اور مُتَعَصِّب[1] (کہ آتشِ غلو میں سُلگتا اور ضِد ونَفْسانِیَّت کی راہ چلتا ہے) [2] کو اس میں غَیْظِ بے نہایت[3] (قُلْ مُوْتُوْا بِغَیْظِكُمْ[4] انھیں آتشِ غضب[5] میں جلنا مبارک)۔

(ہم مسلمانانِ اہلسنّت کے نزدیک، حضرت مولیٰ کی ماننا) یہی محبتِ علی مرتضٰی ہے اور اس کا بھی (یہی تقاضا) یہی مُقْتَضٰی ہے کہ محبوب کی اطاعت کیجئے اور اس کے غضب اور اَسّی(۸۰) کوڑوں کے اِستحقاق سے بچیے (وَالْعِیَاذُ بِاللّٰه)۔[6]

اللّٰه! اللّٰه! وہ امامُ الصدیقین، اکمل اولیاءِ العارفین سیّدنا صدیق اکبر رَضِیَ اللّٰهُ تَعَالٰی عَنْهُ[7] جس نے حضور اقدس صَلَّی اللّٰهُ تَعَالٰی عَلَیْهِ وَسَلَّم کی تعظیم و محبت کو حفظِ جان[8] پر مقدّم رکھا حالانکہ جان کا رکھنا سب سے زیادہ اہم فرض ہے،[9] اگر بوجہ

---

1 ......تَعَصُّب برتنے والا، ہٹ دھرم۔

2 ......حد سے زیادہ مبالغے کی آگ میں جلتا اور ہٹ دھرمی وخواہشِ نفس کے راستے پر چلتا ہے۔

3 ......اتنا شدید غصہ جس کی کوئی انتہا ہی نہیں۔

4 ......تم فرمادو کہ مرجاؤ اپنی گھٹن میں۔ (پ ٤، اٰل عمرٰن: ١١٩)

5 ......غصہ کی آگ۔

6 ......خدا پناہ میں رکھے۔

7 ......یعنی سچوں کے ہادی و رہنما اور مرتبۂ ولایت پر فائض اشخاص صوفیوں، ولیوں، خداشناسوں میں سب سے کامل ترین ہمارے سردار صدیق اکبر رَضِیَ اللّٰهُ تَعَالٰی عَنْه۔

8 ......جان کی حفاظت۔

9 ......اس میں ہجرت کے اس واقعہ کی طرف اشارہ ہے جس وقت کفارِ مکہ نے حضور صَلَّی اللّٰهُ تَعَالٰی عَلَیْهِ وَاٰلِهٖ وَسَلَّم کو تنگ کیا تو نبی کریم صَلَّی اللّٰهُ تَعَالٰی عَلَیْهِ وَاٰلِهٖ وَسَلَّم مکہ سے ہجرت کر کے مدینہ کی طرف چلے، اس ہجرت میں حضرت سیدنا ابوبکر صدیق رَضِیَ اللّٰهُ تَعَالٰی عَنْه کو اپنے ساتھ لیا، حضرت=

ظلمِ عدوِ مُکابِر وغیرہ [1] نماز پڑھنے میں مَعَاذَ اللّٰہ ہلاکِ جان کا یقین ہو تو اس وقت ترکِ نماز کی اجازت ہوگی، [2] یہی تعظیم ومحبت وجاں نثاری وپروانہ واریِ شمع رسالت عَلَیْہِ الصَّلاۃُ وَ التَّحِیَّۃ ہے جس نے صدیق اکبر کو بعد انبیاء ومرسلین صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْھِمْ اَجْمَعِیْنَ تمام جہان پر تفوُّق بخشا [3] اور ان کے بعد تمام عالم، تمام خلق، تمام اولیاء تمام عرفاء سے

=ابوبکر صدیق رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہ کبھی رسول اللّٰہ صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کے پیچھے چلتے کبھی آگے، کبھی دائیں کبھی بائیں، رسول اللّٰہ صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کے پوچھنے پر بتایا کہ اس لیے چل رہا ہوں کہیں کوئی اچانک آپ پر حملہ آور نہ ہوجائے، رسول اللّٰہ صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم اس رات چلتے رہے یہاں تک کہ آپ صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کے مبارک پاؤں تھک گئے، یہ دیکھ کر امیر المومنین ابوبکر صدیق رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہ نے آپ کو اپنے کندھوں پر اٹھالیا، اور دوڑتے رہے یہاں تک کہ غارِ ثور پر پہنچ گئے، وہاں اتار کر عرض کیا: اس ذات کی قسم جس نے آپ کو حق کے ساتھ مبعوث فرمایا! آپ سے پہلے میں غار میں داخل ہوں گا تاکہ اگر کوئی نقصان دہ چیز ہو تو وہ مجھے تکلیف دے آپ کو نہ دے، غار میں گھسے تو کئی سوراخ دکھائی دیئے جس میں سانپ تھے، آپ نے اپنے کپڑے پھاڑ کر ٹٹول ٹٹول کر سوراخ بند کئے، ایک سوراخ باقی رہ گیا تو اس پر اپنا قدم رکھ دیا، جب رسول اللّٰہ صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم غار میں داخل ہوئے تو آپ صدیق اکبر رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہ کی گود میں سر رکھ کر آرام فرمانے لگے ایک سانپ مشتاقِ زیارت تھا اس نے صدیق اکبر رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہ کے پیر میں ڈنگ مارنے شروع کیے جب زہر نے اثر کیا تو صدیق اکبر رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہ کی آنکھوں سے آنسو نبی کریم صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کے چہرۂ مبارکہ پر گرے، آپ صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کی آنکھ کھل گئی، پوچھا: کیا ہوا؟ عرض کیا: حضور سانپ نے ڈس لیا، آپ صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم نے فوراً لعابِ دہن لگایا، زہر کا اثر جاتا رہا، ہر سال وہ زہر لوٹتا بالآخر بارہ۱۲ سال بعد اسی سے شہادت ہوئی۔ (ملخصًا من التفاسیر)

1 ......اگر بہت بڑے دشمن وغیرہ کے ظلم کی وجہ سے۔

2 ......در مختار ورد المحتار، کتاب الاکراہ، ۹/۲۲۶-۲۲۸۔

3 ......فوقیت وفضیلت بخشی۔

افضل واکرم واکمل واعظم کر دیا۔ وہ صدیق جس کی نسبت حدیث میں آیا کہ ''ابوبکر کو کثرتِ صوم وصلوۃ کی وجہ سے تم پر فضیلت نہ ہوئی بلکہ اس سِرّ[1] کے سبب جو اس کے دل میں راسخ و مُتَمکّن ہے۔''[2]

وہ صدیق جس کی نسبت ارشاد ہوا: ''اگر ابوبکر کا ایمان میری تمام اُمت کے ایمان کے ساتھ وزن کیا جائے تو ابوبکر کا ایمان غالب آئے۔''[3] وہ صدیق کہ خود اُن کے مولائے اکرم وآقائے اعظم صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَسَلَّم نے فرمایا: ''کسی کا ہمارے ساتھ کوئی ایسا سلوک

---

1 ......یعنی راز۔

2 ......احیاء علوم الدین،کتاب قواعد العقائد،الفصل الثانی فی وجه التدریج...الخ،۱/۱۳۸، کشف الخفاء ومزیل الالباس،حرف المیم،۲/۱۷۰،حدیث: ۲۲۲۶۔

اس ''سرّ'' یعنی راز سے کیا مراد ہے اسے علامہ اسماعیل حقی عَلَیْہِ الرَّحْمَة ''تفسیرِ حقی'' میں بیان فرماتے ہیں جسے ہم اپنے انداز میں بیان کرتے ہیں آپ فرماتے ہیں: ''اس راز ومخفی بھید سے مراد رسول اللہ صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کی جدائی کے دن کی خبر تھی (یعنی صدیق اکبر رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہ کو معلوم تھا کہ اس دن رسول اللہ صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم وصال فرما جائیں گے)، اور اس راز کی برکت تھی کہ سیدنا ابوبکر صدیق رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہ رسول اللہ صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کے وصال کے وقت ثابت قدم رہے جبکہ دیگر صحابہ کرام عَلَیْہِمُ الرِّضْوَان کا حال تغیر پذیر ہوگیا کہ بعض مدہوش ہوگئے اور بعض متفکر کہ اب کیا بنے گا، لیکن ابوبکر صدیق رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہ جنہوں نے منبر پر کھڑے ہوکر پڑھا: وَمَا مُحَمَّدٌ اِلَّا رَسُوْلٌ ۚ قَدْ خَلَتْ مِنْ قَبْلِهِ الرُّسُلُ ''یعنی اور محمد تو ایک رسول ہیں ان سے پہلے اور رسول ہو چکے۔'' اس سے ثابت ہوا کہ آپ ایمان میں قوی تر، ثابت قدمی میں اکمل اور مشاہدہ میں بلند مقام والے تھے۔

(تفسیر روح البیان، پ۲۳، الصفت، تحت الآیة:۱۲۲، ۷/۴۸۱)

3 ......المقاصد الحسنة،حرف اللام،ص۳۵۷،حدیث:۹۰۸، شعب الایمان،باب القول فی زیادة الایمان...الخ،۱/۶۹، حدیث:۳۶ بالفاظ مختلفة۔

نہیں ہے جس کا ہم نے عوض نہ کر دیا ہو سوا ابوبکر کے، کہ ان کا ہمارے ساتھ وہ حسن سلوک ہے جس کا بدلہ اللہ تعالٰی انھیں روز قیامت دے گا۔"[1] وہ صدیق جس کی افضلیتِ مُطلَقہ پر قرآنِ کریم کی شہادت ناطقہ ہے کہ فرمایا: اِنَّ اَكْرَمَكُمْ عِنْدَ اللّٰهِ اَتْقٰكُمْ [2] "تم میں سب سے زیادہ عزت والا اللہ کے حضور وہ ہے جو تم سب میں اَتقی ہے۔"[3]

اور دوسری آیۃ کریمہ میں صاف فرمادیا: وَسَيُجَنَّبُهَا الْاَتْقَى [4] "قریب ہے کہ جہنم سے بچایا جائے گا وہ اتقی۔" بشہادتِ آیت اُولیٰ ان آیاتِ کریمہ سے وہی مراد ہے جو افضل و اکرمِ امتِ مرحومہ ہے،[5] اور وہ نہیں مگر اہل سنت کے نزدیک صدیق اکبر، اور تَفْضِیْلِیَہ[6] و رَوافِض[7] کے نزدیک یہاں امیر المومنین مولیٰ علی رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہُ۔

---

1 ...... ترمذی، کتاب المناقب، باب مناقب ابی بکر الصدیق...الخ، ۳۷۴/۵، حدیث: ۳۶۸۱۔

2 ...... پ۲۶، الحجرات: ۱۳۔

3 ...... بہت پرہیزگار ہے۔

4 ...... پ۳۰، اللیل: ۱۷۔

5 ...... پہلی آیت یعنی: اِنَّ اَكْرَمَكُمْ عِنْدَ اللّٰهِ اَتْقٰكُمْ کی گواہی سے ان آیاتِ کریمہ یعنی: وَسَيُجَنَّبُهَا الْاَتْقَى اور وَمَا لِاَحَدٍ عِنْدَهٗ مِنْ نِّعْمَةٍ تُجْزٰۤى سے وہی مراد ہے جو مسلمانوں میں سب سے زیادہ فضیلت و بزرگی والا ہے۔

6 ...... (جو) تمام صحابہ کرام رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہُمْ کو خیر سے یاد کرتا ہو خلفائے اربعہ رِضْوَانُ اللّٰہِ تَعَالٰی عَلَیْہِمْ کی امامت برحق جانتا ہو صرف امیر المؤمنین مولیٰ علی (کَرَّمَ اللّٰہُ تَعَالٰی وَجْھَہُ الْکَرِیْم) کو حضرات شیخین رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہُمْ سے افضل مانتا ہو۔ (فتاوی رضویہ، ۳۴۶/۱۱)

7 ...... جو حضرت ابوبکر صدیق و حضرت عُمر و حضرت عثمان رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہُم کی خلافت کے منکر تھے اور صرف حضرت علی رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہُ کی امامت و خلافت کے قائل تھے۔

مگر اللہ عَزَّوَجَلَّ کے لیے حمد کہ اس نے کسی کی تَلْبِیس وتَدْلِیس [1] اور حق و باطل میں آمیزِش وآویزِش [2] کو جگہ نہ چھوڑی، آیۃ کریمہ نے ایسے وصفِ خاص سے " اَتْقٰی " کی تعیین فرمادی جو حضرت صدیق اکبر کے سوا کسی پر صادق آہی نہیں سکتا، فرماتا ہے: وَمَا لِاَحَدٍ عِنْدَهٗ مِنْ نِّعْمَةٍ تُجْزٰۤى [3] "اس پر کسی کا ایسا احسان نہیں جس کا بدلہ دیا جائے۔" اور دنیا جانتی مانتی ہے کہ وہ صرف صدیقِ اکبر ہی ہیں جن کی طرف سے ہمیشہ بندگی وغلامی وخدمت ونیاز مندی [4] اور مصطفٰی صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَسَلَّم کی طرف سے براہِ بندہ نوازی قبول وپذیرائی کا برتاؤ رہا [5] یہاں تک کہ خود ارشاد فرمایا کہ "بے شک تمام آدمیوں میں اپنی جان ومال سے کسی نے ایسا سلوک نہیں کیا جیسا ابوبکر نے کیا۔" [6]

جب کہ مولیٰ علی نے حضور مولائے کل، سَیِّدُ الرُّسُل [7] صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَسَلَّم کے کِنارِ اقدس [8] میں پرورش پائی، حضور کی گود میں ہوش سنبھالا، اور جو کچھ پایا بظاہر حالات یہیں سے پایا، تو آیۃ کریمہ: وَمَا لِاَحَدٍ عِنْدَهٗ مِنْ نِّعْمَةٍ تُجْزٰۤى (اس پر کسی کا ایسا احسان

---

1 ...... مکروفریب، دھوکہ بازی۔

2 ...... میل ملاوٹ، لڑائی جھگڑے۔

3 ...... پ ۳۰، اللیل: ۱۹۔

4 ...... فرماں برداری۔

5 ...... مہربانی کے طور پر رضامندی ومنظوری کا سلوک رہا۔

6 ...... ترمذی، کتاب المناقب، باب مناقب ابی بکر الصدیق...الخ، ۵/۳۷٤، حدیث: ۳٦۸۰۔

7 ...... سب کے آقا، رسولوں کے سردار۔

8 ...... مقدس آغوش۔

نہیں جس کا بدلہ دیا جائے) سے مولا علی قطعاً مراد نہیں ہو سکتے بلکہ بالیقین [1] صدیقِ اکبر ہی مقصود ہیں، اور اسی پر اجماعِ مفسرین موجود۔ [2] وہ صدیق جنہیں حضور صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَسَلَّمَ نے فرضیتِ حج کے بعد پہلے ہی سال میں امیرُ الحُجَّاج [3] مقرر فرمایا [4] اور انہیں کو اپنے سامنے اپنے مرضِ الموت شریف [5] میں اپنی جگہ امام مقرر فرمایا۔ [6]

حضرت مولیٰ علی مرتضی کَرَّمَ اللّٰہُ تَعَالٰی وَجْہَہٗ کا ارشاد ہے کہ ''نبی صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَسَلَّمَ کے بعد جب ہم نے غور کیا (تو اس نتیجہ پر پہنچے) کہ نماز تو اسلام کا رُکن ہے اور اسی پر دِین کا قیام ہے اس لئے ہم نے امورِ خلافت کی انجام دہی کے لیے بھی اس پر رضا مندی ظاہر کر دی جسے رسول اللّٰہ صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَسَلَّمَ نے ہمارے دین کے لیے پسند فرمایا تھا، اور اسی لیے ہم نے ابوبکر کی بیعت کر لی۔'' [7]

اور فاروق اعظم تو فاروق اعظم ہیں رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہُ، وہ فاروق جن کے لیے رسول اللّٰہ صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَسَلَّمَ نے دعا مانگی کہ ((اَللّٰھُمَّ اَعِزَّ الْاِسْلَامَ بِعُمَرَ بْنِ

---

1. ......یقینی طور پر۔
2. ......کلام مجید کے معنی اور مطالب بیان کرنے والوں کا اتفاق رائے موجود۔

(التفسیر الکبیر، پ ۳۰، اللیل، تحت الآیۃ:۱۷-۱۹، ۱۱/۱۸۷-۱۸۸ ملتقطًا)

3. ......حاجیوں کا امیر ونگران۔
4. ......الریاض النضرۃ، ۱/۱۶۷۔
5. ......اپنی زندگی کے آخری لمحات۔
6. ......بخاری، کتاب الاذان، باب من اسمع الناس...الخ، ۱/۲۵۴-۲۵۵، حدیث:۷۱۲، ۷۱۳۔
7. ......الصواعق المحرقۃ ، الباب الاول فی بیان کیفیۃ خلافۃ الصدیق، ص۲۷ ، الریاض النضرۃ، ۱/۲۱۹۔

الْخَطَّابِ خَاصَّةً)) الٰہی! اسلام کی خاص عمر بن خطاب کے اسلام سے عزتیں بڑھا۔[1]

اس دعائے کریم کے باعث عمر فاروق اعظم کے ذریعہ سے جو جو عزتیں اسلام کو ملیں، جو جو بلائیں اسلام و مسلمین پر سے دفع ہوئیں مخالف موافق سب پر روشن و مُبَیَّن،[2] ولہٰذا سیّدنا عبداللّٰہ بن مسعود رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہُ فرماتے ہیں کہ ((مَا زِلْنَا اَعِزَّةً مُنْذُ اَسْلَمَ عُمَرُ)) (بخاری) ہم ہمیشہ معزز رہے جب سے عمر اسلام لائے۔[3]

وہ فاروق جن کے حق میں خَاتَمُ النَّبِیِّین صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَسَلَّمَ نے ارشاد فرمایا کہ "اگر میرے بعد کوئی نبی ہوتا تو عمر ہوتا۔"[4] (رَضِیَ اللّٰہُ عَنْہُ) یعنی آپ کی فطرت اتنی کاملہ تھی کہ اگر دروازۂ نبوت بند نہ ہوتا تو محض فضلِ الٰہی سے وہ نبی ہو سکتے تھے کہ اپنی ذات کے اعتبار سے نبوت کا کوئی مستحق نہیں)۔

وہ فاروق جن کے بارے میں ارشادِ محبوب رب العالمین موجود کہ "عمر کہیں ہو حق اس کی رفاقت میں رہے گا۔"[5] وہ فاروق جن کے لیے صحابہ کرام کا اجماع کہ "عمر علم کے نو حصے لے گئے۔"[6] جب کہ ابوبکر صدیق صحابہ میں سب سے زیادہ علم والے تھے۔ وہ

---

1 ...ابن ماجه، كتاب السنة، فضل عمر، ۷۷/۱، حديث: ۱۰۵۔

2 ...دوست دشمن سب پر ظاہر وواضح۔

3 ...بخاری، كتاب مناقب الانصار، باب اسلام عمر بن الخطاب، ۵۷۷/۲، حديث: ۲۸۶۳۔

4 ...ترمذی، كتاب المناقب، باب فی مناقب ابی حفص...الخ، ۳۸۵/۵، حديث: ۳۷۰۶۔

5 ...المعجم الاوسط، من اسمه ابراهيم، ۲ /۹۲، حديث: ۲۶۲۹۔

6 ...المعجم الكبير، خطبة ابن مسعود ومن كلامه، حديث: ۸۸۰۸-۸۸۱۰، ۱۶۲/۹-۱۶۳، مرقاة، كتاب المناقب والفضائل، الفصل الاول، تحت الحديث: ۶۰۳۹، ۳۹۴/۱۰۔

فاروق کہ جس راہ سے وہ گزر جائیں شیاطین کے دل دَہل جائیں۔ (1) وہ فاروق کہ جب وہ اسلام لائے ملاءِ اعلیٰ کے فرشتوں نے حضور صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَ اٰلِہٖ وَسَلَّم کی بارگاہ میں تَہْنِیَت و مبارکبادیوں کی ڈالیاں نذرانے میں پیش کیں۔ (2) وہ فاروق کہ ان کے روزِ اسلام سے اسلام ہمیشہ عزتیں اور سر بلندیاں ہی پاتا گیا (3) ان کا اسلام فتح تھا ان کی ہجرت نصرت، اور ان کی خلافت رحمت (رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہُ)۔

اور جب ثابت ہوگیا کہ قربِ الٰہی (معرفت و کثرت ثواب میں) شیخین رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہُمَا کو مَزِیَّت و تَفَوُّق (زیادت وفوقیت) ہے تو ولایت (خاصّہ جو کہ ایک قُربِ خاص ہے کہ مولیٰ عَزَّوَجَلَّ اپنے برگزیدہ بندوں (4) کو محض اپنے فضل وکرم سے عطا فرماتا ہے یہ) بھی انہیں کی اعلیٰ ہوئی (اور ولایت شیخین، جملہ اکابر اولیاء کی ولایت

---

1 ......اس میں ان احادیث کی طرف اشارہ ہے: رسول اللّٰہ صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم نے فرمایا: ((اِنَّ الشَّیْطَانَ لَمْ یَلْقَ عُمَرَ مُنْذُ اَسْلَمَ اِلَّا خَرَّ لِوَجْھِہٖ)) یعنی بے شک شیطان حضرت عمر کے اسلام لانے کے بعد جب بھی آمنے سامنے ہوتا ہے (انہیں دیکھ کر) اپنے منہ کے بل گر جاتا ہے۔ (ابن عساکر، ٤٤ / ٨٦) ایک جگہ فرمایا: ((اِنِّیْ لَاَنْظُرُ اِلَی شَیَاطِیْنِ الْجِنِّ وَ الْاِنْسِ قَدْ فَرُّوْا مِنْ عُمَرَ)) یعنی بے شک میں جنوں اور انسانوں کے شیطانوں کو دیکھتا ہوں کہ وہ حضرت عمر رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہُ سے بھاگتے ہیں۔

(ترمذی، کتاب المناقب، باب فی مناقب ابی حفص...الخ، ٥/٣٨٧، حدیث: ٣٧١١)

2 ......ابن ماجه، کتاب السنة، فضل عمر، ١/٧٦، حدیث: ١٠٣، مستدرك، کتاب معرفة الصحابة، اول من یعانقه الحق...الخ، ٤/٣٦، حدیث: ٤٥٤٧، مسند الفردوس، باب النون، ٢/٣٧٠، حدیث: ٧٠٦٢۔

3 ......المعجم الکبیر، خطبة ابن مسعود ومن کلامه، ٩/١٦٢، حدیث: ٨٨٠٦ ماخوذا۔

4 ......نیک بندوں۔

سے بالا)، (ہاں) مگر ایک درجہ قُربِ الٰہی جَلَّ جَلَالُہٗ وَ رَزَقَنَا اللہُ کا (ضروری اللحاظ، اور خصوصاً حضراتِ علماء وفضلاءِ اُمّت کی توجہ کا مستحق ہے اور وہ یہ ہے کہ مرتبۂ تکمیل پر حضور اقدس صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَسَلَّمَ نے جانبِ کمالاتِ نبوت حضراتِ شیخین کو قائم فرمایا، اور جانبِ کمالاتِ ولایت حضرت مولا علی مُشکل کُشا کو، تو جملہ اولیائے مابعد نے[1] مولیٰ علی ہی کے گھر سے نعمت پائی، انہیں کے دستِ نگر تھے،[2] انہیں کے دستِ نگر ہیں اور انہیں کے دستِ نگر رہیں گے) پر ظاہر ہے کہ سیر اِلَی اللہ[3] میں تو سب اَولیاء برابر ہوتے ہیں اور وہاں لَا نُفَرِّقُ بَیْنَ اَحَدٍ مِّنْ رُّسُلِهٖ[4] (''ہم اس کے کسی رسول پر ایمان لانے میں فرق نہیں کرتے۔'') کی طرح لَا نُفَرِّقُ بَیْنَ اَحَدٍ مِّنْ اَوْلِیَائِہٖ (ہم اس کے دوستوں میں کوئی تفریق نہیں کرتے) کہا جاتا ہے (یعنی تمام اولیاء اللہ اصل طریقِ ولایت یعنی سیر اِلَی اللہ میں برابر ہوتے ہیں اور ایک دوسرے پر سبقت وفضیلت کا قول باعتبار سیر فِی اللہ[5] کیا جاتا ہے کہ جب سالک[6] عالَمِ لاہوت[7] پر پہنچا، سیر و

1 ...... بعد میں آنے والے تمام اولیائے کرام نے۔

2 ...... محتاج، حاجت مند تھے۔

3 ...... سیر اِلَی اللہ: یہ صوفیاء کی اصطلاح ہے اس سے مراد اللہ کریم کے اسماء وصفات کے ظِلال یعنی پرتو سے اسماء وصفات کی طرف سیر کرنا یعنی جستجو کرکے قربِ الٰہی تلاش کرنا ہے۔

4 ...... پ۳، البقرۃ: ۲۸۵۔

5 ...... ''سیر اِلَی اللہ'' کے بعد کا مقام ''سیر فی اللہ'' ہے، جسے ''بقا'' سے بھی تعبیر کیا جاتا ہے یعنی پچھلے درجہ میں کامیابی حاصل کرنے کے بعد اللہ تعالٰی کی ذات وصفات، تنزیہات و تقدیسات میں سیر کرنا۔

6 ...... راہِ طریقت پر چلنے والا۔

7 ...... مقامِ فَنَا فِی اللہ۔

سلوک تمام ہوا، یعنی: سیر اِلَی اللّٰہ سے فراغت کے بعد سیر فِی اللّٰہ شروع ہوتی ہے اور اس کی نہایت وحد نہیں)، جب (عالم لاہوت پر پہنچ کر) ماسوائے الٰہی آنکھوں سے گر گیا[1] اور مرتبۂ فنا تک پہنچ کر آگے قدم بڑھا تو وہ سیر فِی اللّٰہ ہے اس کے لیے انتہا نہیں اور یہیں تفاوتِ قُرب (بارگاہِ الٰہی میں عزت ومنزلت اور کثرتِ ثواب میں فرق) جلوہ گر ہوتا ہے،[2] جس کی سیر فِی اللّٰہ زائد وہی خدا سے زیادہ نزدیک، پھر بعضے بڑھتے چلے جاتے ہیں (اور جذبِ الٰہی[3] انھیں اپنی جانب کھینچتا رہتا ہے ان کی یہ سیر کبھی ختم نہیں ہوتی)۔

اور بعض کو دعوتِ خلق (ورہنمائیِ مخلوقِ الٰہی) کے لیے منزلِ ناسوتی عطا فرماتے ہیں (جسے عالَمِ شہادت وعالَمِ خلق وعالَمِ جسمانی وغیرہ بھی کہتے ہیں، اور اس منزل میں تَعَلُّق مَعَ اللّٰہِ کے ساتھ ان میں خلائق سے علاقہ پیدا کر دیا جاتا ہے اور وہ خلقِ خدا کی ہدایت کی طرف بھی متوجہ رہتے ہیں)[4] ان سے طریقہ خرقہ وبیعت[5] کا رواج پاتا ہے اور سلسلۂ طریقت جنبش میں آتا ہے مگر یہ معنی اسے مُستَلزَم نہیں،[6]

1 ......اللّٰہ تبارک وتعالیٰ کے سوا ہر چیز آنکھوں سے گر گئی۔

2 ......ظاہر ہوتا ہے۔

3 ......اللّٰہ رب العزت کی محبت، اس کا قرب۔

4 ......یعنی ان کا اللّٰہ سے بھی رابطہ رہتا ہے اور بندوں سے بھی، وہ اللّٰہ کی عبادت بھی کرتے ہیں اور اس کے بندوں پر بھی نظر رکھتے ہیں۔

5 ......پیری مریدی۔

6 ......ضروری نہیں۔

(اور اس سے یہ لازم نہیں آتا کہ) ان کی سیر فِی اللّٰہِ اگلوں سے بڑھ جائے (اور یہ دعوت خلق ورہنمائی مخلوق کے باعث بارگاہِ الٰہی میں ان سے سوا عزت ومنزلت اور ثواب میں کثرت پاجائیں)۔ ہاں یہ ایک فضل جداگانہ ہے[1] کہ انھیں ملا اور دوسروں کو عطا نہ ہوا، تو یہ کیا؟ (اور اسی کی تخصیص کیسی؟) اس کے سوا صدہا خصائص[2] حضرت مولیٰ کو ایسے ملے کہ شیخین کو نہ ملے، مگر (بارگاہِ الٰہی میں) قرب ورفعتِ درجات میں اُنہیں کو[3] اَفزُونی رہی[4] (اُنہیں کو مزیّت ملی[5] اور انہیں کے قدم پیش پیش رہے) ورنہ کیا وجہ ہے کہ ارشاداتِ مذکورہ بالا میں اُنھیں[6] ان سے افضل وبہتر کہا جاتا ہے (اور وہ بھی علی الاطلاق کسی جہت وحیثیت کی قید کے بغیر) اور ان (یعنی حضرت مولیٰ علی مرتضیٰ کَرَّمَ اللّٰہُ وَجْہَہُ الْاَسْنٰی) کی افضلیت (اور ان کی[7] ان حضرات پر تفضیل) کا بہ تاکیدِ اَکید (مؤکد در مؤکد)[8] انکار کیا جاتا ہے حالانکہ ادنیٰ ولی، اعلیٰ ولی سے افضل نہیں ہوسکتا ہے، آخر دیکھئے حضرت امیر (مولیٰ علی کَرَّمَ

1. ......الگ مہربانی وعنایت ہے۔
2. ......سینکڑوں فضائل۔
3. ......یعنی شیخین حضرت ابوبکر وعمر رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہُمَا کو۔
4. ......بلند مرتبے ومقام میں زیادتی رہی۔
5. ......یعنی فضیلت وبرتری ملی۔
6. ......یعنی شیخین کو۔
7. ......یعنی حضرت علی رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہُ کی۔
8. ......بہت شدت کے ساتھ۔

اللّٰہُ وَجھَہُ الْکَرِیم) کے خلفائے کرام میں حضرت سِبطِ اصغر (سیدّ ناامام حسین) و جناب خَواجہ حسن بصری کوتنزّ لِ ناسوتی ملا (1) اور حضرت سِبطِ اکبر (سیدنا امام حسن رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنہُ) سے کوئی سلسلہ جاری نہ ہوا حالانکہ قربِ ولایتِ امام مجتبیٰ (سیدنا امام حسن رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنہُ) ولایت وقربِ خواجہ (حسن بصری) سے بالیقین اَتم واعلیٰ (برتر وبالا)، اور ظاہرِ احادیث سے سِبطِ اصغر شہزادۂ گلگوں قبا (شہیدِ کرب وبلا) پر بھی ان کا فضل ثابت (2) رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنہُمْ اَجمَعِین۔ (3)

بے عطائے الٰہی علمِ غیب کا ماننا کیسا؟

اہلسنّت کا عقیدہ یہ ہے کہ سرکارِ مدینہ صلَّی اللہ تعالٰی علیہ واٰلہٖ سلَّم کو **اللہ** عَزَّوَجَلَّ کی عطا سے **علمِ غیب** حاصل ہے۔ **دعوتِ اسلامی** کے اِشاعتی ادارے مکتبۃُ المدینہ کی مطبوعہ 1250 صَفحات پر مشتمل کتاب، ''**بہارِشریعت**'' جلد اوّل صَفحہ 10 پر صدرُ الشَّریعہ، بدرُ الطَّریقہ حضرتِ علّامہ مولیٰنا مفتی **محمد امجد علی اعظمی** علیہ رحمۃ اللہ القوی فرماتے ہیں: کوئی شخص غیرِ خدا کے لئے **ذاتی** (یعنی بغیر اللہ کے دیئے) **علمِ غیب** مانے وہ **کافر** ہے۔ (ماخوذ از بہارِ شریعت ج ۱ حصہ ۱ ص ۱۰) یونہی **اللہ** عَزَّوَجَلَّ کی عطا کے بغیر کسی کیلئے ایک ذرّے کا علم یا ایک ذرّے کی مِلکیّت ثابت کرنے والا **کافر** ہے۔ **اہلسنّت** کا یہی عقیدہ ہے کہ انبیاء واولیاء کو جو غیب کا علم ہے یا ان میں دیگر جو بھی صِفات پائی جاتی ہیں وہ سب **اللہ** عَزَّوَجَلَّ کی عطا سے ہیں۔ (کفریہ کلمات کے بارے میں سوال جواب، ص ۲۲۱)

---

1 ...... یعنی مخلوق کی راہنمائی کے لیے توجہ فرمانے اور سلسلۂ بیعت وارادت کو جاری رکھنے کا منصب ملا۔

2 ...... چنانچہ بظاہر حضرت امام حَسن رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنہ سے کسی سلسلۂ بیعت وارادت کا جاری نہ ہونے کے باوجود آپ کی ولایت حضرت امام حسن بصری رَحمَۃُ اللّٰہِ تَعَالٰی عَلَیْہِ سے افضل واعلیٰ بلکہ بعض اَحادِیث سے تو آپ کا حضرت سیدنا امام حُسین رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنہ سے بھی افضل ہونا ثابت ہے۔

3 ...... اللّٰہ تَعَالٰی ان سب سے راضی ہوا۔

عقیدۂ سابعہ (۷):

مشاجراتِ صحابۂ کرام(1)

حضرت مُرتَضَوِی (امیرالمؤمنین سیدنا علی مرتضٰی) رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہُ سے جنھوں نے مشاجرات ومنازعات کیے(2) (اوراس حق مآب صائب الرائے(3) کی رائے سے مختلف ہوئے، اوران اختلافات کے باعث ان میں جوواقعات رُونما ہوئے کہ ایک دوسرے کے مدِّ مُقَابِل(4) آئے مثلاً: جنگ جَمَل میں حضرت طلحہ وزبیر وصدّیقہ عائشہ اور جنگِ صِفّین میں حضرت امیر معاویہ بمقابلہ مولیٰ علی مرتضٰی رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہُمْ)، ہم اہلسنّت ان میں حق، جانبِ جناب مولیٰ علی (مانتے) اوران سب کو (مَورِدِلَغْزِش) بَر غَلَط و خطا(5) اور حضرت اَسَدُاللّٰہِی کو(6) بدرجہا ان سے اَکمل واَعلیٰ جانتے ہیں مگر بایں ہمہ بلحاظِ احادیثِ مذکورہ(7) (کہ ان حضرات کے مناقب وفضائل میں مروی ہیں) زبانِ طعن وتشنیع(8) ان دوسروں کے حق میں نہیں کھولتے اوراُنھیں ان کے مراتب

---

1 ...... ساتواں عقیدہ صحابۂ کرام عَلَیْہِمُ الرِّضْوَان کے اختلافات کے بارے میں۔ 2 ...... اختلافات اور جھگڑے کئے۔ 3 ...... درست رائے والے۔ 4 ...... مقابلے کے لئے آمنے سامنے۔ 5 ...... یعنی حضرت علی رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہُ کو حق پر اور دیگر کو بھول چوک اورنسیان پر مانتے ہیں۔ 6 ...... اللّٰہ کے شیر یعنی حضرتِ علی رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہُ کو۔ 7 ...... اس تمام کے باوجود احادیث مبارکہ کا اعتبار کرتے ہوئے۔ 8 ...... لعنت وملامت والی زبان۔

نوٹ: بریلی شریف سے شائع ہونے والے رسالہ میں مذکور کہ ”یہاں اصل میں بہت بیاض ہے درمیان میں کچھ ناتمام سطریں ہیں مناسبت مقام سے جو کچھ فہم قاصر میں آیا بنادیا ۱۲۔“ اس فقیر نے ان اضافوں کواصل عبارت سے ملا کر قوسین میں محدود کردیا ہے تاکہ اصل واضافہ میں امتیاز رہے اور ناظرین کو اس کا مطالعہ سہل ہو، اس میں غلطی ہوتو فقیر کی جانب منسوب کیا

پر جو ان کے لیے شرع میں ثابت ہوئے رکھتے ہیں، کسی کو کسی پر اپنی ہوائے نفس (1) سے فضیلت نہیں دیتے، اور ان کے مشاجرات (2) میں دَخْل اندازی (3) کو حرام جانتے ہیں، اور ان کے اختلافات کو ابوحنیفہ وشافعی جیسا اختلاف سمجھتے ہیں، (4) تو ہم اہلسنّت کے نزدیک ان میں سے کسی اَدنیٰ صحابی پر بھی طعن جائز نہیں چہ جائیکہ (5) اُمّ المومنین صدیقہ (عائشہ طیبہ طاہرہ) رضِیَ اللّٰہُ تعالٰی عنھا کی جنابِ رفیع (اور بارگاہِ وقیع) (6) میں طعن کریں، حاش! (7) یہ اللّٰہ و رسول کی جناب میں گستاخی ہے، اللّٰہ تعالٰی ان کی تَطْہِیر و بَرِیَّت (پاکدامنی وعفت (8) اور منافقین کی بہتان تراشی سے براءت) (9) میں آیات نازل فرمائے اور ان پر تہمت دھرنے (10) والوں کو وعیدیں عذابِ الیم کی سنائے۔ (11)

جائے۔ (محمد خلیل عُفِیَ عَنْہُ)

1 ...... نفسانی خواہشات۔

2 ...... اختلافات۔

3 ...... مداخلت۔

4 ...... یعنی جس طرح حنفیوں اور شافعیوں میں بعض فروعات میں اختلافات ہیں لیکن اس کے باوجود وہ ایک دوسرے کو گمراہ یا فاسق نہیں کہتے۔

5 ...... پھر کیونکر۔

6 ...... بلند مرتبے والے دربار۔

7 ...... خدا کی پناہ۔

8 ...... پارسائی و پرہیزگاری۔

9 ...... منافقین کی جھوٹی تہمت سے بچاؤ۔

10 ...... الزام لگانے۔

11 ...... دردناک عذاب کی وعیدیں سنائے۔

حضور صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَسَلَّم انھیں اپنی سب اَزواجِ مطہرات میں زیادہ چاہیں، جہاں منہ رکھ کر عائشہ صدیقہ پانی پئیں حضور اُسی جگہ اپنا لَبِ اقدس[1] رکھ کر وہیں سے پانی پئیں،[2] یوں تو حضور صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَسَلَّم کی سب اَزواج (مطہرات، طیّبات طاہرات) دنیا و آخرت میں حضور ہی کی بیبیاں ہیں مگر عائشہ سے محبت کا یہ عالَم ہے کہ ان کے حق میں ارشاد ہوا کہ ''یہ حضور کی بی بی ہیں دنیا و آخرت میں۔''[3]

حضرت خَیرُالنِّساء یعنی فاطمہ زہرا رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہَا کو حکم ہوا ہے کہ فاطمہ! تو مجھ سے محبت رکھتی ہے تو عائشہ سے بھی محبت رکھ کہ میں اسے چاہتا ہوں (چنانچہ ''صحیح مسلم'' میں ہے کہ نبی کریم صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَسَلَّم نے سیّدہ فاطمہ سے فرمایا: ((اَیْ بُنَیَّۃُ! اَلَسْتِ تُحِبِّیْنَ مَا اُحِبُّ؟)) فَقَالَتْ: بَلٰی، قَالَ: ((فَاَحِبِّیْ ھٰذِہٖ)) ''پیاری بیٹی! جس سے میں محبت کرتا ہوں کیا تو اس سے محبت نہیں رکھتی؟ عرض کیا: بالکل یہی درست ہے (جسے آپ چاہیں میں ضرور اسے چاہوں گی) فرمایا: تب تو بھی عائشہ سے محبت رکھا کر۔''[4] سوال ہوا: سب آدمیوں[5] میں حضور کو کون محبوب ہیں؟ جواب عطا ہوا: ''عائشہ۔''[6]

---

1 ......مبارک ہونٹ۔

2 ......مسلم، کتاب الحیض، باب جواز غسل الحائض...الخ، ص ۱۷۱، حدیث: ۳۰۰۔

3 ......ترمذی، کتاب المناقب، باب فضل عائشۃ، ۵/۴۷۰، حدیث: ۳۹۰۶۔

4 ......مسلم، کتاب فضائل الصحابۃ، باب فی فضل عائشۃ، ص ۱۳۲۵، حدیث: ۲۴۴۲۔

5 ......یعنی لوگوں۔

6 ......ترمذی، کتاب المناقب، ۵/۴۷۲، حدیث: ۳۹۱۱۔

(وہ عائشہ صدیقہ بنت الصدیق، اُمّ المؤمنین، جن کا محبوبۂ محبوبِ ربّ العالمین ہونا آفتابِ نیم روز سے روشن تر۔ (1) وہ صدیقہ جن کی تصویر بہشتی حَریر میں (2) رُوح القدس (3) خدمتِ اقدس سید المرسلین صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَسَلَّم میں حاضر لائیں۔ (4) وہ امّ المومنین کہ جبرئیل امین باآں فضل مبین انھیں سلام کریں (5) اور ان کے کاشانۂ عزت وطہارت میں بے اذن لیے حاضر نہ ہوسکیں۔ (6) وہ صدیقہ کہ اللّٰہ عَزَّوَجَلَّ وحی نہ بھیجے ان کے

1 ......جن کا اللّٰہ کے محبوب عَلَیْہِ الصَّلٰوۃُ وَالسَّلَام کی محبوبہ ہونا دوپہر کے سورج سے بھی زیادہ ظاہر۔

2 ......جنتی ریشمی کپڑے میں۔

3 ......یعنی جبرائیل عَلَیْہِ السَّلَام۔

4 ......مسلم، کتاب فضائل الصحابۃ، باب فی فضل عائشۃ، ص ۱۳۲۴، حدیث: ۲۴۳۸، ترمذی، کتاب المناقب، باب فضل عائشۃ، ۵/۴۷۰، حدیث: ۳۹۰۶۔

5 ......وہ جبریل امین جو حضرت عائشہ رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہَا سے افضل ہیں پھر بھی انہیں سلام کریں۔

6 ......ان کے عظمت اور بڑائی والے گھر میں ان کی اجازت کے بغیر داخل نہ ہوسکیں۔ اس میں اس حدیث کی طرف اشارہ ہے کہ عائشہ صدیقہ رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہَا سے روایت ہے کہتی ہیں کہ حضرت جبریل عَلَیْہِ السَّلَام نے نبی کریم صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کی بارگاہ میں حاضری کی اجازت طلب کی اور عرض کیا کہ آپ کی بارگاہ میں کون ہے؟ نبی صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم نے فرمایا: عائشہ رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہَا۔ انہوں نے کہا: میری طرف سے اُنھیں سلام ہو، رسول اللّٰہ صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم نے فرمایا: اے عائشہ رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہَا! تمہیں خوشخبری ہو یہ جبریل ہیں جو تمہیں سلام پیش کرتے ہیں۔

(معجم کبیر، باب نظر عائشۃ الی جبریل، ۲۳/۳۷، حدیث: ۹۴)

سوا کسی کے لحاف میں۔[1] وہ امّ المومنین کہ مصطفٰی صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَسَلَّم اگر سفر میں بے ان کے تشریف لے جائیں ان کی یاد میں: ((وَا عُرُوسَاہُ)) فرمائیں۔[2] وہ صدیقہ کہ یوسف صدّیق عَلَیْہِ الصَّلَاۃُ وَالسَّلَام[3] کی براءت و پاکدامنی کی شہادت اہلِ زلیخا سے ایک بچہ ادا کرے۔[4]

---

❶ ......بخاری، کتاب فضائل اصحاب النبی صلی اللہ علیہ وسلم، باب فضل عائشة رضی اللہ عنہا، ۲ / ۵۵۲، حدیث:۳۷۷۵، ترمذی، کتاب المناقب، باب فضل عائشة رضی اللہ عنہا، ۵/۴۶۹، حدیث:۳۹۰۵۔

❷ ......المواھب اللدنیة، المقصد الثانی، الفصل الثالث...الخ، ۱/۴۰۶۔

❸ ......یعنی حضرت یوسف عَلَیْہِ السَّلَام۔

❹ ......یہاں اس واقعہ کی طرف اشارہ ہے جس میں حضرت یوسف عَلَیْہِ السَّلَام کی بے گناہی پر ایک تین یا چار ماہ کے دودھ پیتے بچے نے گواہی دی چنانچہ واقعہ کچھ یوں ہے کہ جب زلیخا نے حضرت یوسف عَلَیْہِ السَّلَام کو گناہ پر اکسایا اور حضرت یوسف عَلَیْہِ السَّلَام اس سے اپنے آپ کو بچا کر دوڑے تو زلیخا بھی آپ کے پیچھے دوڑی یہاں تک کہ اس نے آپ کا کرتہ پیچھے سے پکڑا تو وہ چاک ہوگیا، اتنے میں زلیخا کا شوہر جو مصر کا بادشاہ تھا دروازے پر ملا تو زلیخا نے حضرت یوسف عَلَیْہِ السَّلَام پر تہمت لگاتے ہوئے اپنے شوہر سے کہا کہ اس کی کیا سزا ہے جس نے آپ کی بیوی کے ساتھ برا فعل کرنے کی کوشش کی، اس پر حضرت یوسف عَلَیْہِ السَّلَام نے اپنی برأت کا اظہار کیا تو عزیز مصر بولا: میں آپ کو کیونکر سچا مان لوں کہ آپ نے یہ کام نہیں کیا، اس پر یوسف عَلَیْہِ السَّلَام نے زلیخا کے ماموں کے شیر خوار بچے کی طرف اشارہ کیا کہ اس سے پوچھ لو، اس بچہ کی عمر ابھی صرف تین یا چار مہینے تھی گہوارے میں جھول رہا تھا، وہ بچہ فوراً اٹھ کر چلّایا اور عزیز مصر کے آگے کھڑا ہو کر بول پڑا: **"حضرت یوسف عَلَیْہِ السَّلَام سزا کے لائق نہیں بلکہ وہ تو لطف اور رحمت کے مستحق ہیں۔"** عزیز مصر بچے کی گفتگو سے متعجب ہوا کہ بچہ ہو کر قانون کے دائرے میں کیسے بول رہا ہے، کہا: **"اے بچے! تو ابھی شیر خوار ہے لیکن کیسی اچھی بات کہہ رہا ہے، واضح کر دے کہ میرے گھر کو کس نے آگ لگائی ہے۔"** بچہ بولا: جس کو قرآن مجید نے یوں ارشاد فرمایا: =

بتول مریم کی تطہیر وعِفَّت مآبی (1) رُوْحُ اللّٰه کَلِمَةُ اللّٰه (2) فرمائیں۔ (3)-----

=وَ شَهِدَ شَاهِدٌ مِّنْ اَهْلِهَا ۚ اِنْ كَانَ قَمِيْصُهٗ قُدَّ مِنْ قُبُلٍ فَصَدَقَتْ وَ هُوَ مِنَ الْكٰذِبِيْنَ ﴿۲۶﴾ وَ اِنْ كَانَ قَمِيْصُهٗ قُدَّ مِنْ دُبُرٍ فَكَذَبَتْ وَ هُوَ مِنَ الصّٰدِقِيْنَ ﴿۲۷﴾ فَلَمَّا رَاٰ قَمِيْصَهٗ قُدَّ مِنْ دُبُرٍ قَالَ اِنَّهٗ مِنْ كَيْدِكُنَّ ؕ اِنَّ كَيْدَكُنَّ عَظِيْمٌ

ترجمۂ کنز الایمان: اور عورت کے گھر والوں میں سے ایک گواہ نے گواہی دی، اگر ان کا کرتہ آگے سے چرا ہے تو عورت سچی ہے اور انہوں نے غلط کہا، اور اگر ان کا کرتا پیچھے سے چاک ہوا تو عورت جھوٹی ہے، اور یہ سچے، پھر جب عزیز نے اس کا کرتا پیچھے سے چرا دیکھا بولا بے شک یہ تم عورتوں کا چرِتر (فریب) ہے بے شک تمہارا چرِتر بڑا ہے۔

(تفسیر نورالعرفان، پ۱۲، یوسف، تحت الآیۃ: ۲۶ تا ۲۸، تفسیر روح البیان، یوسف، تحت الأية: ۲۶، ۴/۲۴۱)

1 ...... پاکیزگی و پاک دامنی۔

2 ...... یہ حضرت عیسیٰ عَلَیْہِ السَّلَام کے القابات ہیں۔

3 ...... حضرت عیسیٰ عَلَیْہِ السَّلَام بغیر باپ کے پیدا ہوئے تو ان کی قوم نے آپ کی والدہ حضرت مریم پر طرح طرح کی باتیں کیں، اس پر حضرت عیسیٰ عَلَیْہِ السَّلَام نے اپنی ماں کی گود میں کلام فرمایا چنانچہ ان کا واقعہ کچھ یوں ہے کہ جب حضرت مریم کے پاس فرشتۂ جبریل آدمی کی صورت میں آئے اور آکر کہا کہ میں تیرے رب کی طرف سے بھیجا ہوا قاصد ہوں اور میں اس لیے آیا ہوں کہ آپ کو ایک ستھرا بیٹا دوں تو حضرت مریم بولیں میرے لڑکا کیسے پیدا ہوگا کیونکہ ابھی تو مجھے کسی مرد نے چُھوا تک نہیں، فرشتے نے کہا: آپ کے رب پر یہ آسان ہے (کہ بغیر کسی کے چھوئے آپ کے ہاں اولاد ہو جائے)، المختصر فرشتۂ جبریل نے آپ کے گریبان میں یا آستین میں یا منہ میں دم کیا اور آپ بقدرتِ الٰہی فوراً حاملہ ہوگئیں، اس وقت آپ کی عمر تیرہ سال یا دس سال تھی، پھر جب حضرت عیسیٰ عَلَیْہِ السَّلَام کی ولادت ہوئی تو حضرت مریم انہیں گود میں لے کر اپنی قوم کے پاس آئیں، قوم نے عجیب وغریب باتیں کیں، اس پر حضرت مریم نے اس بچے کی طرف اشارہ کیا (یعنی حضرت عیسیٰ عَلَیْہِ السَّلَام کی طرف جو ابھی گود میں تھے، اور ایک قول کے مطابق آپ کی عمر آدھے دن کی تھی، اس میں اور بھی اقوال ہیں)، تو قوم کہنے لگی یہ گود کا بچہ کیسے کلام کرے گا اس پر حضرت عیسیٰ عَلَیْہِ السَّلَام نے فوراً دودھ پینا چھوڑ دیا اور اپنے=

۔۔۔مگران کی براءت، پاک طِینَتی، پاک دامنی وطہارت کی گواہی میں قرآنِ کریم کی آیاتِ کریمہ نزول فرمائیں۔ (1)

وہ اُمُّ المومنین کہ محبوبِ ربّ العالمین صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَسَلَّم ان کے پانی پینے میں دیکھتے رہیں کہ کوزے (2) میں کس جگہ لبِ مبارک رکھ کر پانی پیا ہے، حضور پُرنور صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَسَلَّم اپنے لب ہائے مبارک وخداپسندوہیں رکھ کر پانی نوش فرمائیں۔ (3) صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَعَلَیْھَا وَعَلٰی اَبِیْھَا وَبَارَکَ وَسَلَّم۔ (4)

=بائیں ہاتھ پر ٹیک لگا کر قوم کی طرف متوجہ ہوئے اور اپنے سیدھے ہاتھ سے اشارہ کر کے کلام شروع کیا اور فرمایا:

اِنِّیْ عَبْدُ اللّٰهِ ؕ اٰتٰىنِیَ الْكِتٰبَ وَ جَعَلَنِیْ نَبِیًّا ۙ﴿۳۰﴾ وَّ جَعَلَنِیْ مُبٰرَكًا اَیْنَ مَا كُنْتُ ۪ وَ اَوْصٰنِیْ بِالصَّلٰوةِ وَ الزَّكٰوةِ مَا دُمْتُ حَیًّا ﴿۳۱﴾ وَّ بَرًّۢا بِوَالِدَتِیْ ۫ وَ لَمْ یَجْعَلْنِیْ جَبَّارًا شَقِیًّا ﴿۳۲﴾ وَ السَّلٰمُ عَلَیَّ یَوْمَ وُلِدْتُّ وَ یَوْمَ اَمُوْتُ وَ یَوْمَ اُبْعَثُ حَیًّا ﴿۳۳﴾ ذٰلِكَ عِیْسَى ابْنُ مَرْیَمَ (پ۱۶، مریم: ۳۰ تا ۳۴)	ترجمۂ کنز الایمان: میں ہوں اللہ کا بندہ، اس نے مجھے کتاب دی اور مجھے غیب کی خبریں بتانے والا (نبی) کیا، اور اس نے مجھے مبارک کیا میں کہیں ہوں، اور مجھے نماز و زکوٰۃ کی تاکید فرمائی جب تک جیوں اور اپنی ماں سے اچھا سلوک کرنے والا، اور مجھے زبردست بدبخت نہ کیا، اور وہی سلامتی مجھ پر (جو حضرت یحیٰی پر ہوئی) جس دن میں پیدا ہوا اور جس دن مروں گا اور جس دن زندہ اٹھایا جاؤں گا، یہ ہے عیسیٰ مریم کا بیٹا۔ (نور العرفان وخزائن العرفان، تحت الآیۃ، ملخصًا)

1 ......یعنی اُمُّ المومنین حضرت عائشہ صدیقہ رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْھَا پر جب تہمت لگی تو اللّٰہ تعالیٰ نے آپ کی پاک دامنی میں قرآنِ مجید میں سورۂ نور کی اٹھارہ آیتیں نازل فرمائیں۔

2 ......پیالے۔

3 ......مسلم، کتاب الحیض، باب جواز غسل الحائض، ص ۱۷۱، حدیث: ۳۰۰۔

4 ......اللّٰہ تعالیٰ آپ صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم اور عائشہ صدیقہ رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْھَا اور آپ کے والدِ محترم سیدنا صدیقِ اکبر رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہُ پر دُرود وسلام اور برکات نازل فرمائے۔

آدمی اپنے دل پر ہاتھ رکھ کر دیکھے اگر کوئی اس کی ماں کی توہین کرے اس پر بہتان اٹھائے یا اسے بُرا بھلا کہے تو اس کا کیسا دشمن ہو جائے گا، اس کی صورت دیکھ کر آنکھوں میں خون اُتر آئے گا، اور مسلمانوں کی مائیں یوں بے قدر ہوں کہ کلمہ پڑھ کر ان پر طعن کریں تہمت دھریں اور مسلمان کے مسلمان بنے رہیں۔ لَاحَوْلَ وَ لَا قُوَّةَ اِلَّا بِاللّٰهِ الْعَلِيِّ الْعَظِيْم۔[1]

اور زبیر و طلحہ ان سے بھی افضل کہ عشرہ مبشرہ سے ہیں، وہ (یعنی زبیر بن العوام) رسول اللّٰہ صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَسَلَّم کے پھوپھی زاد بھائی اور حَواری (جاں باز، معاون و مددگار)، اور یہ (یعنی طلحہ) رسول اللّٰہ صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَسَلَّم کے چہرۂ انور کے لیے سِپَر وقتِ جاں نثاری[2] (جیسے ایک جاں نثار نڈر سپاہی و سرفروش محافظ) رہے امیر معاویہ رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہُ تو اُن کا درجہ اِن سب کے بعد ہے۔

اور حضرت مولیٰ علی (مرتضٰی کَرَّمَ اللّٰہُ تَعَالٰی وَجْھَہُ الْاَسْنٰی) کے مقامِ رفیع (مراتبِ بلند و بالا) وشانِ مَنیع (عظمت و منزلتِ مُحْکَم واَعْلَا) تک تو ان سے[3] وہ دور دراز منزلیں ہیں جن میں ہزاروں ہزار رَہْوار بَرْق کِرْدار (ایسے کشادہ فراخ قدم گھوڑے جیسے بجلی کا گوندا)[4] صبا رفتار (ہوا سے بات کرنے والے، تیز رو، تیز گام) تھک

---

1 ......گناہوں سے بچنے اور نیکی کرنے کی طاقت نہیں مگر اللّٰہ عَزَّوَجَلَّ کی مدد سے جو عظمتوں اور رفعتوں والا ہے۔

2 ......جان قربان کرنے کے وقت ڈھال۔

3 ......یعنی امیر معاویہ رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہ سے۔

4 ......یعنی بجلی کی چمک کی طرح تیز رفتار ہزاروں گھوڑے۔

رہیں اور قطعِ (مسافت) نہ کرسکیں، مگر فضلِ صحبت (وشرفِ صحابیت وفضل) وشرفِ سعادت خدائی دَین ہے [1] (جس سے مسلمان آنکھ بند نہیں کرسکتے تو ان پر لعن طعن یا ان کی توہین وتنقیص کیسے گوارا رکھیں اور کیسے سمجھ لیں کہ مولیٰ علی کے مقابلے میں انھوں نے جو کچھ کیا بر بنائے نفسانیت تھا، صاحبِ ایمان مسلمان کے خواب وخیال میں بھی یہ بات نہیں آسکتی۔ ہاں ایک بات کہتے ہیں اور ایمان لگتی کہتے ہیں کہ) ہم تو بِحَمْدِ اللّٰہ! [2] سرکارِ اَہلِ بیتِ (کرام) کے غلامانِ خانہ زاد ہیں [3] (اور موروثی [4] خدمت گار، خدمت گزار) ہمیں (امیر) معاویہ (رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہُ) سے کیا رشتہ خدانخواستہ ان کی حمایت بے جا کریں، مگر ہاں اپنی سرکار [5] کی طرفداری (اور اَمرِ حق میں ان کی حمایت وپاسداری) اور ان (حضرت امیر معاویہ) کا (خصوصاً) اِلزام بدگویاں [6] (اور دَرِیدَہ دہنوں، بدزبانوں کی تہمتوں) [7] سے بَری رکھنا منظور ہے کہ ہمارے شہزادۂ اکبر حضرت سبط (اکبر، حسن) مجتبیٰ رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہُ نے حسبِ بشارت اپنے جدِّ امجد [8] سید المرسلین صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَسَلَّم کے بعد اِختتامِ مدّت (خلافتِ راشدہ کہ منہاجِ نبوّت

---

1 ......اللّٰہ کی عطا ہے۔

2 ......اللّٰہ کے کرم سے۔

3 ......گھر کے غلام ہیں۔

4 ......خاندانی، جدّی پشتی۔

5 ......اپنے آقا۔

6 ......جھوٹے بہتانوں۔

7 ......گستاخوں اور گالی گلوچ کرنے والوں کے الزاموں۔

8 ......اپنے نانا جان۔

پر تیس سال رہی اور سیدنا امام حسن مجتبٰی رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہُ کے چھ ماہ مدتِ خلافت پر ختم ہوئی) عین مَعْرِکَہٗ جنگ میں [1] (ایک فوجِ جرار کی ہمراہی کے باوجود) [2] ہتھیار رکھ دیے (بالقصد والاختیار) اور مُلک (اور اُمورِ مسلمین کا اِنتظام و اِنصرام) امیر معاویہ کو سپرد کر دیا (اور ان کے ہاتھ پر بیعتِ اِطاعت فرمالی)۔

اگر امیر معاویہ رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہُ **اَلْعِیَاذُ بِاللّٰہ** [3] کافر یا فاسق فاجر تھے یا ظالم جائر تھے یا غاصب جابر تھے (ظلم وجور و جبر پر کمر بستہ) [4] تو الزام امام حسن پر آتا ہے کہ انھوں نے کاروبارِ مسلمین وانتظامِ شَرْع و دِین [5] باختیارِ خود (بلا جبر و اِکراہ بلاضرورتِ شرعیہ، باوجود مَقْدِرَت) [6] ایسے شخص کو تفویض فرما دیا (اور اس کی تحویل میں دے دیا) اور خیر خواہِ اسلام کو **مَعَاذَ اللّٰہ** کام نہ فرمایا (اس سے ہاتھ اُٹھالیا)۔

اگر مدتِ خلافت ختم ہو چکی تھی اور آپ (خود) بادشاہت منظور نہیں فرماتے (تھے) تو صحابہ حجاز میں کوئی اور قابلیتِ نظم ونسقِ دین [7] نہ رکھتا تھا جو اِنہیں کو اختیار کیا (اور اِنہیں کے ہاتھ پر بیعتِ اِطاعت کر لی) **حَاشَ لِلّٰہ!** [8] بلکہ یہ بات خود رسول اللہ

---

1. ......عین میدانِ جنگ میں۔
2. ......ایک بہت بڑے لشکر کے ہمراہ ہونے کے باوجود۔
3. ......اللہ کی پناہ۔
4. ......یعنی ظلم وستم کرنے پر ہر وقت تیار۔
5. ......مسلمانوں کے کام کاج اور ان کے دین ومذہب کے معاملات۔
6. ......طاقت وقدرت ہونے کے باوجود بغیر کسی زور زبردستی اور بغیر کسی شرعی مجبوری کے۔
7. ......دین کے انتظامات کو سنبھالنے کی صلاحیت۔
8. ......اللہ کی پناہ۔

صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَسَلَّم تک پہنچتی ہے کہ حضور نے اپنی پیش گوئی (1) میں ان کے اس فعل کو پسند فرمایا اور ان کی سِیادت (2) کا نتیجہ ٹھہرایا "کَمَا فِیْ صَحِیْحِ الْبُخَارِیْ" (جیسا کہ ''صحیح بخاری'' میں ہے)۔

صَادِق ومَصْدُوق (3) صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَسَلَّم نے امام حسن رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہُ کی نسبت فرمایا: ((اِنَّ ابْنِیْ ھٰذَا سَیِّدٌ لَعَلَّ اللّٰہَ اَنْ یُّصْلِحَ بِہٖ بَیْنَ فِئَتَیْنِ عَظِیْمَتَیْنِ مِنَ الْمُسْلِمِیْنَ)) (میرا یہ بیٹا سید ہے، سیادت کا علمبردار) ''میں اُمید کرتا ہوں کہ اللہ عَزَّوَجَلَّ اس کے باعث دوؔ بڑے گروہِ اسلام میں صلح کرادے۔'' (4)

آیۂ کریمہ کا ارشاد ہے: ﴿ وَنَزَعْنَا مَا فِیْ صُدُوْرِهِمْ مِّنْ غِلٍّ ﴾ (5)
''اور ہم نے ان کے سینوں میں سے کینے کھینچ لیے۔''

''جو دنیا میں ان کے درمیان تھے اور طبیعتوں میں جو کَدُورت وکشیدگی تھی (6) اسے رِفق واُلفت (7) سے بدل دیا اور ان میں آپس میں نہ باقی رہی مگر مَوَدَّت ومحبت۔'' اور حضرت علی مرتضٰی رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہُ سے مروی کہ آپ نے

1 ...... یعنی پیشین گوئی۔
2 ...... قیادت۔
3 ...... سچے ورَاست گو آقا۔
4 ...... بخاری، کتاب الصلح، باب قول النبی صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم للحسن...الخ، ٢/٢١٤، حدیث: ٢٧٠٤۔
5 ...... پ٨، الاعراف: ٤٣۔
6 ...... رنجش وشکر رنجی تھی۔
7 ...... نرمی اور محبت۔

فرمایا کہ: ''اِنْ شَآءَ اللّٰہُ تَعَالٰی میں اور عثمان اور طلحہ وزبیر ان میں سے ہیں جن کے حق میں اللہ تعالیٰ نے یہ ارشاد فرمایا کہ ﴿نَزَعْنَا﴾ الآیۃ۔''(1)

حضرت مولیٰ علی کے اس ارشاد کے بعد بھی ان پر الزام دینا عقل وخرد سے جنگ ہے، مولیٰ علی سے جنگ ہے، اور خدا و رسول سے جنگ ہے، وَالْعِیَاذُ بِاللّٰہِ، جب کہ تاریخ کے اَوراق شاہد عادل ہیں کہ حضرت زبیر کو جونہی اپنی غلطی کا احساس ہوا اُنہوں نے فوراً جنگ سے کنارہ کشی کر لی۔(2) اور حضرت طلحہ کے متعلق بھی روایات میں آتا ہے کہ اُنہوں نے اپنے ایک مددگار کے ذریعے حضرت مولیٰ علی سے بیعتِ اِطاعت کر لی تھی۔(3) اور تاریخ سے ان واقعات کو کون چھپا سکتا ہے کہ جنگ جَمل ختم ہونے کے بعد حضرت مولیٰ علی مرتضیٰ نے حضرت عائشہ کے برادرِ معظم محمد بن ابی بکر کو حکم دیا کہ وہ جائیں اور دیکھیں کہ حضرت عائشہ کو خدانخواستہ کوئی زخم وغیرہ تو نہیں پہنچا، بلکہ بعُجلَتِ تمام(4) خود بھی تشریف لے گئے اور پوچھا: ''آپ کا مزاج کیسا ہے؟'' انہوں نے جواب دیا: ''اَلْحَمْدُ لِلّٰہ اچھی ہوں۔'' مولیٰ علی نے فرمایا: ''اللہ تعالیٰ آپ کی بخشش فرمائے۔'' حضرت صدّیقہ نے جواب دیا: ''اور تمہاری بھی۔''

---

1 ......الدر المنثور، پ١٤، الحجر، تحت الآیة: ٤٧، ٥ / ٨٥، اسد الغابة، طلحة بن عبید اللّٰه، ٣ / ٨٦۔

2 ......اسد الغابة، الزبیر بن العوام، ٢/٢٩٧۔

3 ......اسد الغابة، طلحة بن عبید اللّٰه، ٣/٨٥۔

4 ......جلدی سے۔

پھر مقتولین کی تجہیز و تکفین [1] سے فارغ ہو کر حضرت مولیٰ نے حضرت صدّیقہ کی واپسی کا انتظام کیا اور پورے اعزاز و اکرام کے ساتھ محمد بن ابی بکر کی نگرانی میں چالیس معزز عورتوں کے جھرمٹ میں ان کو جانبِ حجاز رخصت کیا، خود حضرت علی نے دور تک مُشایَعت کی، [2] ہمراہ رہے، امام حسن مِیلوں تک ساتھ گئے، چلتے وقت حضرت صدیقہ نے مجمع میں اقرار فرمایا کہ ''مجھ کو علی سے نہ کسی قسم کی کَدُوْرَت [3] پہلے تھی اور نہ اب ہے، ہاں ساس، داماد (یا دیور، بھاوج) میں کبھی کبھی جو بات ہو جایا کرتی ہے اس سے مجھے انکار نہیں۔'' حضرت علی نے یہ سن کر ارشاد فرمایا: ''لوگو! حضرت عائشہ سچ کہہ رہی ہیں، خدا کی قسم! مجھ میں اور ان میں اس سے زیادہ اختلاف نہیں ہے، بہر حال خواہ کچھ ہو یہ دنیا و آخرت میں تمہارے نبی صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَسَلَّم کی زوجہ ہیں (اور اُمُّ الْمؤمنین)''۔ [4]

اللّٰہ اللّٰہ ! ان یارانِ پیکرِ صدق و صَفا میں [5] باہمی یہ رِفق ومَوَدَّت [6] اور عزت و اِکرام، اور ایک دوسرے کے ساتھ یہ معاملۂ تعظیم و احترام، اور ان عقل سے بیگانوں اور نادان دوستوں کی حمایتِ علی کا یہ عالَم کہ ان پر لعن طعن کو اپنا

---

1 ......کفن دفن۔

2 ......رخصت کرنے کے لیے دور تک ساتھ گئے۔

3 ......رنجش۔

4 ......البدایة والنهایة، مسیر علی ابن ابی طالب...الخ، ۳۴۳/۵۔

5 ......ان سراپا سچائی اور خلوص والے احباب میں۔

6 ......آپس میں اتنی نرمی اور محبت۔

مذہب اور اپنا شِعار بنائیں اور ان سے کدورت و دشمنی کو مولیٰ علی سے محبت و عقیدت ٹھہرائیں۔ وَ لَا حَوْلَ وَ لَا قُوَّةَ اِلَّا بِاللّٰهِ الْعَلِيِّ الْعَظِيْمِ۔

مسلمانانِ اہلسنّت اپنا ایمان تازہ کرلیں اور سن رکھیں کہ اگر صحابۂ کرام کے دلوں میں کھوٹ،(1) نیتوں میں فُتُور(2) اور معاملات میں فتنہ وفساد ہو(3) تو "رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمْ"(4) کے کوئی معنی ہی نہیں ہوسکتے۔

صحابۂ کرام کے عِندَاللّٰه(5) مرضی وپسندیدہ ہونے کے معنی یہی تو ہیں کہ وہ مولائے کریم ان کے ظاہر وباطن سے راضی، ان کی نیتوں اور مَافِی الضَّمِیْر(6) سے خوش ہے، اوران کے اخلاق واعمال بارگاہِ عزت میں پسندیدہ ہیں اسی لیے ارشاد فرمایا ہے کہ ﴿وَلٰكِنَّ اللّٰهَ حَبَّبَ اِلَيْكُمُ الْاِيْمَانَ وَزَيَّنَهٗ فِيْ قُلُوْبِكُمْ﴾ الآية۔ "یعنی اللّٰہ تعالیٰ نے تمہیں ایمان پیارا کردیا ہے اوراسے تمھارے دلوں میں آراستہ کردیا ہے اور کفر اور حکم عُدُولی اور نافرمانی تمہیں ناگوار کردی ہے۔"(7) اب جو کوئی اس کے خلاف کہے اپنا ایمان خراب کرے اور اپنی عاقبت برباد۔ وَالْعِيَاذُ بِاللّٰهِ۔

---

1 ......بغض وکینہ۔ 2 ......خرابی۔
3 ......لڑائی جھگڑا ہو۔ 4 ......یعنی اللّٰہ ان سے راضی ہوا۔
5 ......اللّٰہ کی بارگاہ میں۔
6 ......جو کچھ دل میں ہے۔
7 ......پوری آیت یوں ہے: ﴿وَلٰكِنَّ اللّٰهَ حَبَّبَ اِلَيْكُمُ الْاِيْمَانَ وَ زَيَّنَهٗ فِيْ قُلُوْبِكُمْ وَكَرَّهَ اِلَيْكُمُ الْكُفْرَ وَالْفُسُوْقَ وَالْعِصْيَانَ﴾ (پ۲۶، الحجرات: ۷)

عقیدۂ ثامنہ (۸):

امامتِ صدیق اکبر رَضِیَ اللّٰہُ عَنْہُ (1)

نبی کریم صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَسَلَّم کی نِیابَتِ مطلقہ (2) کو امامتِ کُبریٰ (3) اور اس منصبِ عظیم پر فائز ہونے والے کو اِمام (4) کہتے ہیں۔

اِمامُ المسلمین (5) حضور صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَسَلَّم کی نِیابت سے مسلمانوں کے تمام اُمور دینی و دُنیوی میں حَسْبِ شَرْع (6) تصرفِ عام کا اختیار رکھتا ہے اور غَیْرِ مَعْصِیت میں (7) اس کی اِطاعت تمام جہان کے مسلمانوں پر فرض ہوتی ہے۔ اس امام کے لیے مسلمان آزاد، عاقل، بالغ، قادر، قُرشی ہونا (8) شرط ہے، ہاشمی (9) عَلَوِی (10) اور معصوم ہونا اس کی شرط نہیں، ان کا شرط کرنا روافِض کا

1 ...... آٹھواں عقیدہ صدیق اکبر رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہُ کی امامت کے بارے میں۔

2 ...... جانشینی وقائم مقامی۔

3 ...... سب سے بڑی امامت۔

4 ...... پیشوا اور رہبر۔

5 ...... مسلمانوں کا امام۔

6 ...... مذہبِ اسلام کے مطابق۔

7 ...... یعنی نافرمانی اور گناہ کے (کاموں کے) علاوہ میں۔

8 ...... یعنی قریشی خاندان سے ہونا۔

9 ...... یعنی ہاشمی خاندان جس سے حضور عَلَیْہِ الصَّلاۃُ وَالسَّلام کا تعلق تھا۔

10 ...... یعنی وہ شخص جو حضرت علی رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہُ کی اولاد تو ہو مگر حضرت فاطمہ رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہا کے بطن سے نہ ہو۔

مذہب ہے جس سے ان کا مقصد یہ ہے کہ برحق اُمرائے مؤمنین[1] خلفائے ثلٰثہ[2] ابوبکر صدیق و عمر فاروق و عثمانِ غنی رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہُمْ کو خلافتِ رسول[3] سے جدا کردیں[4] حالانکہ اُن کی خلافتوں پر تمام صحابۂ کرام رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہُمْ کا اجماع ہے،[5] مولیٰ علی کَرَّمَ اللّٰہُ وَجْہَہُ الْکَرِیْم و حضراتِ حسنین رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہُمَا نے ان کی خلافتیں تسلیم کیں، اور عَلَوِیت کی شرط نے تو مولیٰ علی کو بھی خلیفہ ہونے سے خارج کردیا، مولیٰ علی کیسے علوی ہوسکتے ہیں، رہی عصمت تو یہ انبیاء و ملائکہ کا خاصہ ہے امام کا معصوم ہونا روافض کا مذہب ہے۔[6] (بہارِ شریعت)[7]

ہم مسلمانانِ اہلسنّت و جماعت کے نزدیک رسول اللّٰہ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم کے بعد (خلافت و) امامتِ صدیقِ اکبر (رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہُ) بِالْقَطْعِ التَّحْقِیْق (قطعًا، یقینًا، تحقیقًا) حقّہ راشدہ ہے (ثابت و درست، رُشد و ہدایت پر مبنی)، نہ غاصبہ جائرہ (کہ غصب یا جور و جبر سے حاصل کی گئی)،[8] رحمت و رَافت (مہربانی و شفقت) حُسنِ سِیَادت (بہتر و لائق ترِ امارَت)[9] ولحاظِ مَصْلَحَت (تمام مصلحتوں سے

---

1 ...... مسلمانوں کے سچے حاکموں۔

2 ...... پیغمبر صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کے تینوں جانشینوں۔

3 ...... رسولُ اللّٰہ صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کی جانشینی۔

4 ...... ردّ المحتار، کتاب الصلاۃ، باب الامامۃ، مطلب شروط امامۃ الکبری، ۲/۳۳۳-۳۳۴۔

5 ...... شرح المقاصد، المبحث الثانی، الشروط التی تجب فی الامامۃ، ۳/۴۸۲۔

6 ...... شرح المقاصد، المبحث الثانی، الشروط التی تجب فی الامامۃ، ۳/۴۸۴۔

7 ...... بہارِ شریعت، ۱/۲۳۷-۲۳۹۔

8 ...... زبردستی یا ظلم و ستم سے لی گئی ہو۔

9 ...... حکومت۔

ملحوظ) وحمایتِ ملّت (شریعت کی حمایتوں سے معمور) وپناہِ اُمت سے مُزَیَّن (آراستہ و پیراستہ)، اور عدل وداد (انصاف وبرابری) وصِدْق وسَدَاد (رَاسْتی ودُرُسْتی)[1] و رُشدو اِرشاد (راست روی وحق نمائی) وقطعِ فساد[2] وقَمْعِ اہلِ اِرتداد (مرتدین کی بیخ کَنی) سے مُحلّٰی (سنواری ہوئی)۔

اوّل تو تَلْوِیحات وتَصرِیحات (روشن وصریح ارشاداتِ) سیّدُالکائنات عَلَیْہِ وَعَلٰی اٰلِہٖ اَفْضَلُ الصَّلَوَات وَ التَّحِیَّات اس بارے میں بہ کثرت وارِد، دوسرے خلافت اس جناب تقویٰ مَآب[3] کی باجماعِ صحابہ واقع ہوئی، (اور آپ کا حضورِ اقدس صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم کے بعد تختِ خلافت پر جلوس فرمانا،[4] فرامین واَحکام جاری کرنا، مَمالِکِ اِسلامیہ کا نَظْم ونَسَق سنبھالنا[5]، اور تمام اُمورِ مُملکت[6] ورَزْم وبَزْم کی باگیں اپنے دستِ حق پرست میں لینا[7] وہ تاریخی واقعہ مشہور ومُتَواتِر اَظْھَر مِنَ الشَّمْس ہے[8] جس سے دنیا میں موافق مخالف[9] حتی کہ نصاریٰ[10] و یہود[11] ومَجُوس[12] و

---

1. ......ایمان داری وسچائی۔
2. ......فتنے کے خاتمے۔
3. ......یعنی پرہیزگار صدیق اکبر رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہُ۔
4. ......یعنی بیٹھنا۔
5. ......اسلامی سلطنتوں کا انتظام سنبھالنا۔
6. ......سلطنت کے تمام معاملات۔
7. ......انصاف پسند ہاتھوں میں لینا۔
8. ......سورج سے بھی زیادہ واضح اور روشن ہے۔
9. ......دوست دشمن، اپنے پرائے۔
10. ......عیسائیت کے ماننے والے عیسائی۔
11. ......یہودی۔
12. ......سورج اور آگ کو پوجنے والے، آتش پرست۔

ہُنُود[1] کسی کو انکار نہیں، اوران محبانِ خدا و نوّ ابانِ مصطفٰی صَلَّی اللّٰہُ عَلَیۡہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم ابدًا ابدًا سے ''شیعانِ علی'' کو زیادہ عداوت کا مبنٰی یہی ہے کہ ان کے زُعمِ باطل میں استحقاقِ خلافت حضرت مولٰی کَرَّمَ اللّٰہُ تَعَالٰی وَجْھَہُ الْاَسنٰی میں منحصر تھا۔[2]

جب بحکمِ الٰہی خلافتِ راشدہ اوّل ان تین سردارانِ مؤمنین کو پہنچی، روافض نے انھیں مَعَاذَ اللّٰہ مولٰی علی کا حق چھیننے والا، اوران کی خلافت وامامت کو غَاصِبَہ جَائِرَہ ٹھہرایا، اتنا ہی نہیں بلکہ تقیہ شقیہ کی تہمت کی بدولت حضرت اَسَدُ اللّٰہ غالب کو عِیَاذًا بِاللّٰہ سخت نامرد و بُزدل وتارکِ حق و مُطیعِ باطل ٹھہرایا:[3] ع

دوستیٔ بے خرداں دشمنی ست

(بے عقلوں کی دوستی دشمنی ہوتی ہے)

---

1 ...... ہندو۔

2 ......اللّٰہ تعالٰی کو چاہنے والوں اور مصطفٰے کریم صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیۡہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کے نائبوں کے ساتھ (اللّٰہ تعالٰی کا ان پر اوران کی آل پر ہمیشہ ہمیشہ درود وسلام ہو) ان شیعانِ علی کو (یعنی حضرت علی کو بلا فصل رسول اللّٰہ صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیۡہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کا خلیفہ ماننے والوں کو) زیادہ دشمنی اس وجہ سے رہی ہے کہ ان کے فاسد خیال میں خلافت کے حقدار حضرت علی رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنۡہُ تھے۔

3 ......جب اللّٰہ رَبُّ العزت کے حکم سے خلافتِ راشدہ ان تینوں یعنی بالترتیب حضرت ابو بکر صدیق، حضرت عمر فاروق، حضرت عثمان غنی رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنۡھُمْ کو ملی تو رافضیوں نے ان تینوں حضرات کو حضرت علی رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنہ کا حق چھیننے والا، اوران تینوں حضرات کی خلافت وامامت کو ظلم وجبر اور زبردستی کی خلافت کہا، یہی نہیں بلکہ حق کو چھپانے کا الزام لگا کر معاذ اللّٰہ حضرت علی رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنۡہُ کو سخت نامرد بزدل، حق کو چھوڑنے والا اور باطل کی اطاعت کرنے والا کہا۔ (اللّٰہ تعالٰی ہمیں ان لوگوں سے محفوظ رکھے)۔

(الغرض آپ کی امامت وخلافت پر تمام صحابۂ کرام کا اجماع ہے) **اور باطل پر اجماعِ اُمّت** (خصوصاً اصحابِ حضرت رسالت عَلَیْہِ وَعَلَیْھِمُ الصَّلٰوۃُ وَالتَّحِیَّۃُ کا) **ممکن نہیں**، (اور مان لیا جائے تو غصب وظلم پر اتفاق سے عِیَاذًا بِاللّٰہ سب فُسّاق ہوئے، اور یہی لوگ حاملانِ قرآنِ مبین وراویانِ دینِ متین ہیں، (1) جو انھیں فاسق بتائے اپنے لیے نبی صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَسَلَّم تک دوسرا سلسلہ پیدا کرے یا ایمان سے ہاتھ دھو بیٹھے، اسی طرح ان کے بعد خلافتِ فاروق، پھر امامتِ ذی النورین، پھر جلوہ فرمائی ابوالحسنین رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنۡھُمۡ اَجۡمَعِیۡنَ)۔

اہلِ قبلہ کون؟

شارحِ بخاری حضرتِ علامہ مفتی محمد شریف الحق امجدی علیہ رحمۃ القوی فرماتے ہیں: **اہل قبلہ** سے مراد وہ لوگ ہیں جو ان تمام باتوں کو حق کہتے اور مانتے ہوں جو حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم، اللہ عَزَّوَجَلَّ کی طرف سے لائے ہیں اور ضروریاتِ دین میں سے کسی ایک کا بھی انکار نہ کرتے ہوں جو شخص اپنے کو مسلمان کہلاتا ہے اور ہمارے قبلہ کی طرف منہ کر کے نماز پڑھتا ہے مگر ضروریاتِ دین میں سے کسی کا انکار کرتا ہے وہ **اہلِ قبلہ** میں سے نہیں۔ **سیِّدُنا امام اعظم ابو حنیفہ** رحمۃ اللہ تعالٰی علیہ فرماتے ہیں کہ ہم اہلِ سنّت، **اہلِ قبلہ** کو کافر نہیں کہتے۔ اس سے مراد **اہلِ قبلہ** بمعنی مذکور (یعنی جو معنی پچھلی سطور میں بیان کئے گئے) ہیں اس لئے قادیانی وغیرہ جو کہ ضروریاتِ دین کا انکار کرتے ہیں ان کو ضرور کافر کہا جائے گا۔ (نزھۃ القاری ج۲ص۱۰۷) میرے آقا اعلیٰ حضرت، امامِ اَہلسنّت، مولینا شاہ امام احمد رضا خان علیہ رحمۃُ الرَّحمٰن فرماتے ہیں: اصطلاحِ ائمہ میں **اہلِ قبلہ** وہ ہے کہ تمام ضروریاتِ دین پر ایمان رکھتا ہو، ان میں ایک بات کا بھی منکر ہو تو قطعاً اجماعاً **کافر مُرتد** ہے ایسا کہ جو اسے کافر نہ کہے خود کافر ہے۔ (تمہید الایمان، ص۱۰۳)

(کفریہ کلمات کے بارے میں سوال جواب، ص۶۴۱)

---

1 ......روشن قرآن کو اٹھانے والے اور مضبوط و مستحکم دین کو بیان کرنے والے ہیں۔

عقیدۂ تاسعہ (۹):

ضروریاتِ دین[1]

نُصُوصِ قرآنیہ (اپنی مراد پر واضح آیاتِ فرقانیہ)[2] واحادیثِ مشہورہ مُتَواتِرہ (شہرت اور تواتر سے مؤیّد) واجماعِ امتِ مرحومہ مبارکہ (کہ یہ قصرِ شریعت کے اَساسی سُتون ہیں[3] اور شبہات وتاویلات سے پاک، ان میں سے ہر دلیل قطعی یقینی واجبُ الاِذعان و الثُّبوت، ان) سے جو کچھ در بارۂ اُلوہیت (ذات وصفاتِ باری تعالیٰ) ورِسالت (و نُبُوَّتِ انبیاء ومرسلین وحیِ ربّ العلمین)

(وکُتُبِ سماوی،[4] وملائکہ وجنّ وبَعْث[5] وحشر ونشر[6] وقیامِ قیامت،[7] قضاء وقدر)[8] وَمَا کَانَ وَمَا یَکُوْنُ[9] (جملہ ضروریاتِ دین) ثابت (اور اِن دلائلِ قطعیہ سے مُدَلَّل،[10] ان براہینِ واضحہ سے مُبَرْہَن) سب حق ہے اور ہم سب پر ایمان

---

1 ...... نواں عقیدہ دین کی ضروری چیزوں کے بارے میں۔

2 ...... قرآن مجید کی واضح آیات۔

3 ...... شریعت کے محل کے بنیادی ارکان ہیں۔

4 ...... آسمانی کتابیں۔

5 ...... موت کے بعد دوبارہ اُٹھایا جانا۔

6 ...... قیامت کے دن مردوں کا زندہ ہونا۔

7 ...... قیامت کا قائم ہونا۔

8 ...... حکمِ الٰہی وتقدیر۔

9 ...... جو کچھ ہو چکا اور جو کچھ ہوگا۔

10 ...... یقینی دلائل سے ثابت شدہ۔

لائے۔ جنت اور اسکے جاں فِزا احوال [1] (کہ لَا عَیۡنٌ رَاَتۡ وَ لَا اُذُنٌ سَمِعَتۡ وَ لَا خَطَرَ بِبَالِ اَحَدٍ "وہ عظیم نعمتیں وہ نعیم عظمتیں اور جان و دل کو مرغوب و مطلوب [2] وہ لذتیں جن کو نہ آنکھوں نے دیکھا نہ کانوں نے سُنا اور نہ کسی کے دل پر اُن کا خطرہ [3] گزرا۔")

دوزخ اور اس کے جاں گُزا حالات [4] (کہ وہ ہر تکلیف واَذیّت جو اِدراک کی جائے اور تصوّر میں لائی جائے ایک ادنیٰ حصہ ہے اس کے بے انتہا عذاب کا، وَالْعِیَاذُ بِاللّٰہ) قبر کے نَعِیم و عذاب (کہ وہ جنت کی کیاریوں میں سے ایک کیاری ہے یا جہنم کے گڑھوں میں سے ایک گڑھا) [5] منکر نکیر کے سوال و جواب، روزِ قیامت حساب و کتاب و وَزنِ اعمال (جس کی حقیقت اللّٰہ جانے اور اس کا رسول) وکوثر (کہ میدانِ حشر کا ایک حوض ہے اور جنت کا طویل و عریض چشمہ [6]) وصراط (بال سے زیادہ باریک، تلوار سے زیادہ تیز، پُشتِ جہنم پر [7] ایک پُل) وشفاعة عُصاةِ اهلِ کبائر (یعنی گناہگارانِ

---

1 ...... یعنی فرحت انگیز اور خوشیاں بخشنے والے احوال۔

2 ...... مَن بھاتی، مزیدار اور محبوب۔

3 ...... خیال گزرا۔

4 ...... جہنم اور اس کے تکلیف دِہ، اذیت ناک حالات۔

5 ...... اس میں اس حدیث کی طرف اشارہ ہے جیسا کہ نبی کریم صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیۡهِ وَاٰلِهٖ وَسَلَّم نے ارشاد فرمایا: اِنَّمَا الْقَبْرُ رَوْضَةٌ مِّنْ رِیَاضِ الْجَنَّةِ اَوْ حُفْرَةٌ مِّنْ حُفَرِ النَّار۔ بیشک قبر جنت کے باغوں میں سے ایک باغ ہے یا جہنم کے گڑھوں میں سے ایک گڑھا ہے۔ (ترمذی، کتاب صفة القیامة، باب ما جاء فی صفة اوانی الحوض، ۲۰۹/٤، الحدیث: ۲٤٦۸)

6 ...... لمبا چوڑا چشمہ۔

7 ...... دوزخ کی پیٹھ پر۔

اُمّتِ مرحومہ کہ کبیرہ گناہوں میں ملوث رہے ان کے لیے سوالِ بخشش) اور اس کے سبب اہلِ کبائر[1] کی نجات اِلٰی غَیْرِ ذَالِكَ مِنَ الْوَارِدَات[2] سب حق (ہے اور سب ضروری القبول)۔[3]

جبر و قدر باطل (اپنے آپ کو مجبورِ محض یا بالکل مختار سمجھنا دونوں گمراہی)، وَلٰکِنْ اَمْرٌ بَیْنَ اَمْرَیْن[4] (اختیارِ مطلق اور جبر محض کے بَیْن بَیْن[5] راہِ سلامتی، اور اس میں زیادہ غور و فکر سببِ ہلاکت، صدیق و فاروق رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْھُمَا اس مسئلہ میں بحث کرنے سے منع فرمائے گئے[6] ما و شما[7] کس گنتی میں)، جو بات ہماری عقل میں نہیں آتی (اس میں خواہ مخواہ[8] نہیں اُلجھتے اور اپنی اندھی اَوندھی[9] عقل کے گھوڑے نہیں دَوڑاتے، بلکہ) اس کو موکول بخُدا کرتے (اللّٰہ عَزَّوَجَلَّ کو سونپتے کہ وَاللّٰہُ اَعْلَمُ بِالصَّوَاب)[10] اور اپنا نصیبہ ﴿اٰمَنَّا بِهٖ ۙ كُلٌّ مِّنْ عِنْدِ رَبِّنَا ۚ﴾[11] بناتے ہیں (کہ سب کچھ حق کی

1 ...... بڑے بڑے گناہ گاروں۔
2 ......اس کے علاوہ اور بہت سے واقعات۔
3 ......سب کا ماننا لازم۔
4 ......لیکن معاملہ ان دونوں باتوں کے درمیان ہے۔
5 ......درمیان۔
6 ......المعجم الکبیر، من غرائب مسند ثوبان، ۲/۹۵، حدیث: ۱۴۲۳۔
7 ......ہم اور تم۔
8 ...... بلاوجہ۔
9 ......بے عقل اُلٹی سمجھ۔
10 ......اور درست اللّٰہ ہی جانتا ہے۔
11 ......پ۳، اٰل عمرٰن: ۷۔

جانب سے ہے سب حق ہے اور سب پر ہمارا ایمان)۔

مصطفی اندر میاں آنگہ کہ می گوید بعقل
آفتاب اندر جہاں آنگہ کہ می جوید سہا

(مصطفیٰ صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَسَلَّم تشریف فرما ہوں تو اپنی عقل سے کون بات کرتا ہے، سورج دنیا میں جلوہ گر ہو تو چھوٹے سے ستارے کو کون ڈھونڈتا ہے۔ت)

(قال الرضا: ؎

عرش پہ جا کہ مرغِ عقل (1) تھک کے گرا غش آ گیا (2)
اور ابھی منزلوں پرے (3) پہلا ہی آستان (4) ہے (5)

یادرکھنا چاہیے کہ وحیِ الٰہی کا نزول (6)، کتبِ آسمانی کی تنزیل، (7) جن وملائکہ،

---

1 ......عقل کا پرندہ۔

2 ......بے ہوش ہو گیا۔

3 ......آگے۔

4 ......دروازہ۔

5 ......حدائقِ بخشش، حصہ اوّل، ص ۱۷۸۔

اعلیٰ حضرت عَلَیْہِ رَحْمَۃُ الرَّحمٰن اس شعر میں معراج کا تذکرہ کرتے ہوئے ارشاد فرماتے ہیں: معراج کی رات میرے آقا صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کے مقام ومرتبہ کی بلندی عقل کی سمجھ سے ماوراء ہے کیونکہ عقل کا پرندہ عرش تک ہی گیا اور بے ہوش ہو کر گر گیا کیونکہ اس کی رسائی ہی یہاں تک تھی، اس کو کیا خبر کہ میرے آقا صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کے آستانہ عالیہ کی پہلی سیڑھی ہی اس سے کتنی آگے ہے۔

6 ......اُترنا۔

7 ......آسمانی کتابوں کا نازل کرنا۔

قیامت وبعث، حشر ونشر، حساب وکتاب، ثواب وعذاب اور جنت ودوزخ کے وہی معنی ہیں جومسلمانوں میں مشہور ہیں اور جن پر صدرِ اسلام [1] سے اب تک چودہ سوسال کے کافّۂ مسلمین و مؤمنین [2] دوسرے ضروریاتِ دین کی طرح ایمان رکھتے چلے آرہے ہیں مسلمانوں میں مشہور ہیں، جو شخص ان چیزوں کو تو حق کہے اور ان لفظوں کا تو اقرار کرے مگر ان کے نئے معنی گھڑے [3] مثلاً: یوں کہے کہ جنت ودوزخ وحشر ونشر وثواب وعذاب سے ایسے معنی مراد ہیں جو ان کے ظاہر الفاظ سے سمجھ میں نہیں آتے، یعنی ثواب کے معنی اپنے حَسَنات [4] کو دیکھ کر خوش ہونا، اور عذاب اپنے بُرے اعمال کو دیکھ کر غمگین ہونا ہیں، یا یہ کہ وہ روحانی لذّتیں اور باطنی معنی ہیں، وہ یقیناً کافر ہے کیونکہ ان اُمور پر قرآنِ پاک اور حدیث شریف میں کھلے ہوئے روشن ارشادات موجود ہیں۔

یونہی یہ کہنا بھی یقیناً کفر ہے کہ پیغمبروں نے اپنی اپنی اُمتوں کے سامنے جو کلام، کلامِ الٰہی بتا کر پیش کیا وہ ہرگز کلامِ الٰہی نہ تھا بلکہ وہ سب اُنہیں پیغمبروں کے دلوں کے خیالات تھے جو فوّارے کے پانی کی طرح اِنہیں کے قلوب سے جوش مار کر نکلے اور پھر اِنہیں کے دِلوں پر نازل ہوگئے۔

یونہی یہ کہنا کہ نہ دوزخ میں سانپ بچھو اور زنجیریں ہیں اور نہ وہ عذاب جن کا ذکر

1 ......اسلام کے ابتدائی زمانے۔

2 ......تمام مسلمان اور ایمان والے۔

3 ......غلط معنی بیان کرے۔

4 ......نیکیوں۔

مسلمانوں میں رائج ہے، نہ دوزخ کا کوئی وجودِ خارجی [1] ہے بلکہ دنیا میں اللہ تعالٰی کی نافرمانی سے جو کُلْفَت [2] روح کو ہوئی تھی بس اسی روحانی اذیت کا اعلیٰ درجہ پر محسوس ہونا، اسی کا نام دوزخ اور جہنم ہے، یہ سب کفرِ قطعی ہے۔

یونہی یہ سمجھنا کہ نہ جنت میں میوے ہیں نہ باغ، نہ محل ہیں نہ نہریں ہیں، نہ حوریں ہیں نہ غلمان ہیں، نہ جنت کا کوئی وجودِ خارجی ہے بلکہ دنیا میں اللہ تعالٰی کی فرمانبرداری کی جو راحت روح کو ہوئی تھی بس اسی روحانی راحت کا اعلیٰ درجہ پر حاصل ہونا اسی کا نام جنت ہے، یہ بھی قطعاً یقیناً کفر ہے۔

یونہی یہ کہنا کہ اللہ عَزَّوَجَلَّ نے قرآنِ عظیم میں جن فرشتوں کا ذکر فرمایا ہے نہ ان کا کوئی اصل وجود ہے نہ ان کا موجود ہونا ممکن ہے، بلکہ اللہ تعالٰی نے اپنی ہر ہر مخلوق میں جو مختلف قسم کی قوتیں رکھی ہیں جیسے پہاڑوں کی سختی، پانی کی رَوانی، نباتات کی نُمُو [3]، بس انہیں قوتوں کا نام فرشتہ ہے، یہ بھی بِالْقَطْعِ وَ الْیَقِیْن [4] کفر ہے۔

یونہی جن وشَیَاطِین کے وجود کا انکار، اور بدی [5] کی قوت کا نام جن یا شیطان رکھنا کفر ہے اور ایسے اقوال کے قائل یقیناً کافر اور اسلامی برادری سے خارج ہیں۔

فائدۂ جلیلہ: [6] مانی ہوئی باتیں چار قسم ہوتی ہیں:

---

❶......ظاہری وجود۔
❷......رنج، تکلیف۔
❸......نشوونما۔
❹......قطعی ویقینی طور پر۔
❺......بُرائی۔
❻......شاندار فائدہ۔

﴿1﴾......ضروریاتِ دین:[1]

ان کا ثبوت قرآنِ عظیم یا حدیثِ متواتر یا اجماعِ قطعی قَطْعِیّاتُ الدَّلالات واضِحَۃُ الاِفادات سے ہوتا ہے جن میں نہ شُبْہے کی گنجائش نہ تاویل کو راہ، اور ان کا منکر یا ان میں باطل تاویلات کا مرتکب کافر ہوتا ہے۔

1......فتاویٰ رضویہ جلد اول صفحہ ۱۸۱ پر ضروریاتِ دین کی یہ تعریف کی گئی ہے: فُسِّرَتِ الضَّرُوْرِیَّاتُ بِمَا یُشْتَرَکُ فِیْ عِلْمِہِ الْخَوَاصّ وَالْعَوَام۔ ضروریاتِ دین کی تفسیر یہ کی گئی کہ وہ دینی مسائل جن کو خواص وعوام سب جانتے ہوں۔

مزید اعلیٰ حضرت عَلَیْہِ رَحْمَۃُ الرَّحمٰن اس کی وضاحت کرتے ہوئے فرماتے ہیں: میں کہتا ہوں کہ عوام سے وہ لوگ مراد ہیں جن کا دین کے ساتھ تعلق اور علماءِ دین کے ساتھ میل جول ہے، ورنہ بہت سے جاہل دیہاتی خصوصاً ہندوستان اور مشرق میں ایسے ہیں جو کئی ضروریاتِ دین کو نہیں جانتے، یہ نہیں کہ وہ ان اُمور کے مُنکِر ہیں بلکہ ان سے غافل ہیں، نہ پہچاننا اور کسی چیز کے عدم کا پہچاننا اور ہے اگرچہ جہل مرکب ہی ہو۔ (فتاویٰ رضویہ، ۱/۱۸۱-۱۸۲)

مصنف ''بہارِ شریعت'' امجد علی اعظمی رَحْمَۃُ اللّٰہِ تَعَالٰی عَلَیْہ بھی ضروریاتِ دین کی تعریف کچھ اس طرح کرتے ہیں: ضروریاتِ دین وہ مسائلِ دین ہیں جن کو ہر خاص وعام جانتے ہوں، جیسے اللّٰہ عَزَّوَجَلَّ کی وحدانیت، انبیا کی نبوت، جنت و نار، حشر و نشر وغیرہا، مثلاً یہ اِعتقاد کہ حضور اقدس صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم خاتم النبیین ہیں، حضور (صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم) کے بعد کوئی نیا نبی نہیں ہوسکتا۔ عوام سے مراد وہ مسلمان ہیں جو طبقۂ علماء میں نہ شمار کیے جاتے ہوں، مگر علما کی صحبت سے شرفیاب ہوں اور مسائلِ علمیہ سے ذوق رکھتے ہوں، نہ وہ کہ کوردہ اور جنگل اور پہاڑوں کے رہنے والے ہوں جو کلمہ بھی صحیح نہیں پڑھ سکتے، کہ ایسے لوگوں کا ضروریاتِ دین سے ناواقف ہونا اُس ضروری کو غیر ضروری نہ کردے گا، البتہ ان کے مسلمان ہونے کے لیے یہ بات ضروری ہے کہ ضروریاتِ دین کے مُنکِر نہ ہوں اور یہ اِعتقاد رکھتے ہوں کہ اسلام میں جو کچھ ہے حق ہے، ان سب پر اِجمالاً ایمان لائے ہوں۔

(بہارِ شریعت، ۱/۱۷۲-۱۷۳)

﴿2﴾......ضروریاتِ مذہبِ اہلسنّت وجماعت:

ان کا ثبوت بھی دلیلِ قطعی سے ہوتا ہے، مگران کے قطعی الثبوت ہونے میں ایک نوعِ شُبہہ اورتاویل کا احتمال ہوتا ہے اسی لئے ان کا منکر کافرنہیں بلکہ گمراہ، بدمذہب، بددین کہلاتا ہے۔

﴿3﴾......ثابتات مُحْکَمَہ:

ان کے ثبوت کو دلیلِ ظنی کافی جب کہ اس کا مفاد، اکبررائے ہو کہ جانبِ خلاف کو مطروح و مُضمَحِل اورالتفاتِ خاص کے ناقابل بنادے، اس کے ثبوت کے لیے حدیثِ اَحاد، صحیح یاحسن کافی، اورقولِ سوادِاعظم وجمہورعلماء کاسندِ وافی [1] ((فَاِنَّ یَدَ اللّٰہِ عَلَی الْجَمَاعَۃِ)) (اللہ تعالٰی کادستِ قدرت جماعت پر ہوتا ہے۔ت) [2] ان کامنکروضوحِ امر کے بعد [3] خاطی وآثم خطاکاروگناہگارقرارپاتا ہے، نہ بددین وگمراہ، نہ کافروخارج اَزاسلام۔ [4]

﴿4﴾......ظنّیاتِ مُحْتَمَلَہ:

ان کے ثبوت کے لیےایسی دلیلِ ظنی بھی کافی جس نے جانبِ خلاف کے لیے [5] بھی گنجائش رکھی ہو، ان کے منکرکو صرف مُخْطی [6] وقصوروارکہا جائے گا نہ گنہگار، چہ جائیکہ

---

1 ...... بڑے بڑے علمائے حقہ کی سب سے بڑی جماعت کی بات دلیل کے لیے کافی۔

2 ......نسائی،کتاب تحریم الدم،باب قتل من فارق الجماعة...الخ،ص٦٥٦،حديث:٤٠٢٧۔

3 ......حکم کے ظاہر ہونے کے بعد۔

4 ......اسلام سے باہر۔

5 ......اختلاف کی جانب۔

6 ......غلطی سے خطا کرنے والا۔

گمراہ، چہ جائیکہ کافر۔[1]

ان میں سے ہر بات اپنے ہی مرتبے کی دلیل چاہتی ہے، جو فَرقِ مَراتِب[2] نہ کرے اور ایک مرتبے کی بات کو اس سے اعلیٰ درجے کی دلیل مانگے وہ جاہل بے وقوف ہے یا مکّار فَیْلَسُوف[3] ع

ہر سخن وقتے ہر نکتہ مقامے دارد

(ہر بات کا کوئی وقت اور ہر نکتے کا کوئی خاص مقام ہوتا ہے۔ت)

اور ع

گر فرق مراتب نہ کنی زندیقی

(اگر تُو مراتب کے فرق کو ملحوظ نہ رکھے تو زندیق[4] ہے۔)

اور بالخصوص قرآنِ عظیم بلکہ حدیث ہی میں تصریح صریح[5] ہونے کی تو اصلاً ضرورت نہیں حتی کہ مرتبہ اعلیٰ، اعنی[6] ضروریاتِ دین میں بھی۔

بہت باتیں ضروریاتِ دین سے ہیں جن کا منکر یقیناً کافر مگر بالتصریح[7] اِن

---

1 ......پھر کافر و گمراہ کیسے کہہ سکتے ہیں۔

2 ......درجات کی تمیز، رُتبوں کا امتیاز۔

3 ......دھوکے باز، فریبی۔

4 ......بے دین۔

5 ......واضح صراحت۔

6 ......میری مراد۔

7 ......صراحت کے ساتھ۔

کا ذکر آیات واحادیث میں نہیں، مثلاً: باری عَزَّوَجَلَّ کا جہل محال ہونا،[1] قرآن وحدیث[2] میں اللّٰہ عَزَّوَجَلَّ کے علم واِحاطہ کالاکھ جگہ ذکر ہے مگر امتناع واِمکان کی بحث کہیں نہیں،[3] پھر کیا جو شخص کہے کہ واقع میں تو بے شک اللہ تعالیٰ سب کچھ جانتا ہے، عَالِمُ الْغَیْبِ وَالشَّھَادَۃِ ہے، کوئی ذرّہ اس کے علم سے چھپا نہیں مگر ممکن ہے کہ جاہل ہو جائے، تو کیا وہ کافر نہ ہوگا کہ اس کے اِمکان کا سَلْبِ صَرِیح[4] قرآن میں مذکور نہیں، حَاشَ لِلّٰہ! ضرور کافر ہے اور جو اسے کافر نہ کہے خود کافر، تو جب ضروریاتِ دین ہی کے ہر جزئیہ کی تصریحِ صریح[5] قرآن و حدیث میں ضرور نہیں تو ان سے اُتر کر اور کسی درجے کی بات پر یہ مُرچڑا پن[6] کہ ہمیں تو قرآن ہی میں دکھاؤ ورنہ ہم نہ مانیں گے نِری جہالت ہے یا صریح ضلالت،[7] مگر جنُون و تَعَصُّب[8] کا علاج کسی کے پاس نہیں، تو خوب کان کھول کر سُن لو اور لوحِ دل پر نقش کر

1 ...... یعنی اللّٰہ عَزَّوَجَلَّ کا بے علم ہونا ناممکن ہے۔

2 ...... ''فتاویٰ رضویہ'' اور ''رسالہ'' میں: ''**قرآن عظیم**'' ہے جبکہ ''**الصارم الربانی**'' میں ''**قرآن و حدیث**'' ہے اس لیے ہم نے اصل سے دیکھ کر وہی کر دیا۔

(عقیدہ ختم نبوت،الصارم الربانی،۲/۴۸۲)

3 ...... یعنی قرآن وحدیث میں یہ بات صراحت کے ساتھ کہیں نہیں کہ اللّٰہ تعالیٰ کے لیے جہل (یعنی لاعلمی) محال ہے، اسی طرح یہ بحث بھی صراحت کے ساتھ نہیں ملتی کہ اللّٰہ تعالیٰ کے لیے جہالت ممکن ہے یا نہیں لیکن اس کے باوجود یہ عقیدہ رکھنا ضروریاتِ دین سے ہے کہ ربّ عَزَّوَجَلَّ کے لیے جہالت ولاعلمی ہر حال میں ناممکن ہے کیونکہ اللّٰہ عَزَّوَجَلَّ ہر چیز کو جانتا ہے۔

4 ...... صراحت کے ساتھ علم کی نفی۔

5 ...... ہر حصہ کی مکمل وضاحت۔

6 ...... ضد وہٹ دھرمی۔

7 ...... کھلی گمراہی۔

8 ...... پاگل پن وضد۔

رکھو[1] کہ جسے کہتا سنو: ''ہم اماموں کا قول نہیں جانتے ہمیں تو قرآن وحدیث چاہیے۔'' جان لو کہ یہ گمراہ ہے، اور جسے کہتا سنو کہ ''ہم حدیث نہیں جانتے ہمیں صرف قرآن درکار ہے۔'' سمجھ لو کہ یہ بد دین، دینِ خدا کا بدخواہ ہے۔[2]

مسلمانو! تم ان گمراہوں کی ایک نہ سُنو، اور جب تمہیں قرآن میں شُبہہ ڈالیں تم حدیث کی پناہ لو، اگر حدیث میں ایں وآں[3] نکالیں تم اَئِمَّۂ دِین[4] کا دامن پکڑو، اس درجے پر آ کر حق وباطل صاف کھل جائے گا اور اِن گمراہوں کا اُڑایا ہوا سارا غبار حق کے برستے ہوئے بادلوں سے دُھل جائے گا اور اس وقت یہ ضَالّ مُضِلّ طائفے[5] بھاگتے نظر آئیں گے ﴿ كَاَنَّهُمْ حُمُرٌ مُّسْتَنْفِرَةٌ ۙ﴿۵۰﴾ فَرَّتْ مِنْ قَسْوَرَةٍ ﴾ (گویا وہ بھڑکے ہوئے گدھے ہوں کہ شیر سے بھاگے ہوں)[6] (الصارم الربانی ملخصًا)[7]

---

1 ...... یعنی دل پر یہ لکھ لو۔

2 ...... یعنی کسی مذہب سے تعلق نہ رکھنے والا، یہ شخص اللّٰہ عَزَّوَجَلَّ کے دین کا دشمن ہے۔

3 ...... بحث وحجت، چون وچرا۔

4 ...... جیسے امام اعظم وغیرہ۔

5 ...... خود بھی گمراہ اور دوسروں کو گمراہ کرنے والے فرقے۔

6 ...... پ۲۹، المدثر: ۵۰، ۵۱۔

7 ...... عقیدہ ختمِ نبوت، الصارم الربانی، ۲/۴۷۹تا۴۸۲۔

عقیدۂ عاشرہ (١٠):

شریعت و طریقت[1]

شریعت[2] و طریقت،[3] دو راہیں مُتَبَائِن نہیں (کہ ایک دوسرے سے جدا اور ایک دوسرے کے خلاف ہوں) بلکہ بے اِتِّباعِ شریعت خدا تک وُصول محال۔[4] شریعت تمام اَحکامِ جسم وجان وروح وقلب و جملہ عُلُوم اِلٰہِیَّہ[5] و مَعارِفِ نامُتَنَاہِیَہ[6] کو جامع ہے جن میں سے ایک ایک ٹکڑے کا نام طریقت و معرفت ہے، وللہذا باجماعِ قطعی جملہ اولیائے کرام کے تمام حقائق کو شریعتِ مطہرہ پر عرض کرنا[7] فرض ہے، اگر شریعت کے مطابق ہوں حق ومقبول ہیں ورنہ مردود و مَخذُول (مَطرود و نامقبول)، (تو یقیناً قطعاً شریعت ہی اصل کار ہے،[8] شریعت ہی مَناط و

---

1 ......دسواں عقیدہ شریعت اور طریقت کے بارے میں۔

2 ......شریعت حضورِ اقدس سیدِ عالم صَلَّى اللّٰهُ تَعَالٰی عَلَيْهِ وَاٰلِهٖ وَسَلَّم کے اقوال ہیں۔ (فتاوٰی رضویہ، ۲۱/۴۶۰)

3 ......طریقت حضور (عَلَيْهِ الصَّلاةُ وَالسَّلَام) کے افعال ہیں۔ (فتاوٰی رضویہ، ۲۱/۴۶۰) ملا علی قاری عَلَيْهِ رَحْمَةُ اللّٰهِ الْبَارِی لکھتے ہیں: اسلام کے ظاہر کو شریعت اور باطن کو طریقت کہتے ہیں، شریعت بدن کا حصہ ہے اور طریقت قلب کا حصہ ہے۔ (مرقاة المفاتيح، كتاب الايمان، باب الاعتصام بالكتاب...الخ، الفصل الثاني، ١/٤١٩، تحت الحديث: ١٧١)

4 ......پہنچنا ناممکن۔

5 ......اللّٰه تَعَالٰی کی ذات وصفات کے متعلق تمام علوم۔

6 ......اس کے لامتناہی ہونے کی معرفت۔

7 ......پیش کرنا۔

8 ......مقصود اصلی ہے۔

ومدار ہے،[1] شریعت ہی مِحَک ومعیار ہے[2] اورحق وباطل کے پرکھنے کی کسوٹی۔

شریعت ''راہ''[3] کو کہتے ہیں اورشریعتِ محمدیہ عَلٰی صَاحِبِهَا الصَّلاةُ وَالتَّحِیَّةُ کا ترجمہ ہے: ''محمد رسول اللّٰہ صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَسَلَّم کی راہ۔'' اور یہ قطعاً عام ومطلق ہے نہ کہ صرف چند احکامِ جسمانی سے خاص، یہی وہ راہ ہے کہ پانچوں وقت ہر نماز بلکہ ہر رکعت میں اس کا مانگنا اوراس پر صبرو اِستِقامت کی دُعا کرنا ہر مسلمان پرواجب فرمایاہے کہ ''اِھْدِنَا الصِّرَاطَ الْمُسْتَقِیْمَ''[4] (ہم کوسیدھا راستہ چلا) ہم کو محمد صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَسَلَّم کی راہ پر چلا، ان کی شریعت پر ثابت قدم رکھ۔

یونہی طریق، طریقہ، طریقت راہ کو کہتے ہیں نہ کہ پہنچ جانے کو، تو یقیناً طریقت بھی راہ ہی کا نام ہے، اب اگر وہ شریعت سے جدا ہوتو بشہادتِ قرآنِ عظیم خدا تک نہ پہنچائے گی بلکہ شیطان تک، جنت تک نہ لے جائے گی بلکہ جہنم میں، کہ شریعت کے سوا سب راہوں[5] کو قرآنِ عظیم باطل ومردود فرما چکا۔

لاجرم ضرور ہوا[6] کہ طریقت یہی شریعت ہے اسی راہِ روشن[7] کا ٹکڑا ہے، اس کا اس سے جدا ہونا محال وناسزا ہے،[8] جو اسے شریعت سے جدا مانتا ہے اسے راہِ خدا سے

---

1 ......اَساس وبنیاد ہے۔
2 ......کسوٹی اور جانچ پڑتال کا طریقہ ہے۔
3 ......یعنی سیدھے راستے۔
4 ......پ ۱، الفاتحہ: ٦۔
5 ......طریقوں، راستوں۔
6 ...... یہ بات ثابت ہوگئی۔
7 ......شریعتِ محمدی۔
8 ......ناممکن ہے۔

توڑ کر راہِ ابلیس [1] مانتا ہے، مگر حاشا، طریقت حقّہ راہِ ابلیس نہیں قطعاً راہِ خدا ہے) [2] نہ بندہ کسی وقت کیسی ہی ریاضات ومجاہدات بجالائے (کیسی ہی ریاضتوں، مجاہدوں اور چِلّہ کشیوں میں وقت گزارا جائے) [3] اس رُتبہ تک پہنچے کہ تکالیفِ شرع (شریعتِ مطہرہ کے فرامین واحکامِ امر ونہی) اس سے ساقِط ہوجائیں اور اسے اَسْپ بے لگام [4] وشُتر بے زمام [5] کرکے چھوڑ دیا جائے۔

(قرآن عظیم میں فرمایا: ﴿اِنَّ رَبِّیْ عَلٰی صِرَاطٍ مُّسْتَقِیْمٍ﴾ [6] "بے شک اسی سیدھی راہ پر میرا رب ملتا ہے۔" اور فرمایا: ﴿وَ اَنَّ هٰذَا صِرَاطِیْ مُسْتَقِیْمًا فَاتَّبِعُوْهُ ۚ وَ لَا تَتَّبِعُوا السُّبُلَ...الاٰية﴾ [7] شروع رکوع سے احکامِ شریعت بیان کرکے فرماتا ہے: "اور اے محبوب! تم فرمادو کہ یہ شریعت میری سیدھی راہ ہے تو اس کی پیروی کرو اور اس کے سوا اور راستوں کے پیچھے نہ لگ جاؤ کہ وہ تمہیں خدا کی راہ سے جدا کردیں گے۔" دیکھو! قرآنِ عظیم نے صاف فرمادیا کہ شریعت ہی صرف وہ راہ ہے جس کا مُنتہا [8] اللّٰہ ہے، اور جس سے وُصول اِلی اللّٰہ ہے، [9] اس کے سوا آدمی جو راہ چلے گا اللّٰہ کی راہ سے دُور پڑے گا۔

---

1 ......شیطان کا راستہ۔

2 ......مگر ہرگز نہیں، طریقتِ حقّہ شیطان کا نہیں بلکہ صرف اللّٰہ عَزَّوَجَلَّ ہی کا راستہ ہے۔

3 ......کیسی ہی نفس کشی، یادِ الٰہی میں مشغولیت، اور گوشہ نشینی اختیار کرجائے۔

4 ......سرکش گھوڑا۔

5 ......بغیر نکیل کا اونٹ۔

6 ......پ ۱۲، هود: ۵۶۔

7 ......پ ۸، الانعام: ۱۵۳۔

8 ......جس کی آخری حد۔

9 ......اللّٰہ عَزَّوَجَلَّ تک رسائی ہے۔

طریقت میں جو کچھ مُنکَشِف[1] ہوتا ہے شریعت ہی کے اتباع کا صدقہ ہے ورنہ بے اتباعِ شرع[2] بڑے بڑے کشف راہبوں،[3] جوگیوں،[4] سَنیاسیوں[5] کو دیئے جاتے ہیں پھر وہ کہاں تک لے جاتے ہیں، اسی نارِ جحیم وعذابِ اَلیم[6] تک پہنچاتے ہیں۔(مقالِ عرفاء)[7]

صوفی وہ ہے کہ اپنے ہَوا (اپنی خواہشوں، اپنی مرادوں) کو تابعِ شرع کرے[8] (بے اتباعِ شرع کسی خواہش پر نہ لگے) نہ وہ کہ ہَوا (وہَوس اور نفسانی خواہشوں) کی خاطر شرع سے دستبردار ہو (اور اتباعِ شریعت سے آزاد)۔

شریعت غذا ہے اور طریقت قوت، جب غذا ترک کی جائے گی قوت آپ زَوال پائے گی۔[9] شریعت آنکھ ہے اور طریقت نظر (اور) آنکھ پھوٹ کر نظر (کا باقی رہنا) غیر مُتَصَوَّر، (عقلِ سلیم قبول نہیں کرتی تو شریعتِ مطہرہ میں کب مقبول ومعتبر)۔

بعد اَز وصولِ (منزل)[10] اگر اتباعِ شریعت سے بے پروائی ہوتی (اور

---

1 ......آشکار وظاہر۔

2 ......شریعت کی پیروی کیے بغیر۔

3 ......عیسائی پادریوں۔

4 ......ہندو فقیروں، جادوگروں۔

5 ......ہندو سادھوؤں۔

6 ......جہنم کی آگ اور دردناک عذاب۔

7 ......فتاویٰ رضویہ، رسالہ: مقال عرفاء باعزاز شرع وعلماء، ۲۱/ ۵۲۳-۵۲۴، بالفاظ متقاربۃ۔

8 ......شریعت کے تابع کرے۔

9 ......ختم ہو جائے گی۔

10 ......منزل پالینے کے بعد۔

احکامِ شرع کا اِتباع لازم وضرور نہ رہتا یا بندہ اس میں مختار ہوتا) تو سیّد العالمین صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَسَلَّم اور اِمامُ الوَاصِلِین علی کَرَّمَ اللّٰہُ تَعَالٰی وَجْھَہٗ اس کے ساتھ احق ہوتے (اور ترکِ بندگی واتباعِ شرع کے باب میں سب سے مقدم وپیش رَفْت)[1]

نہیں (یہ بات نہیں اور ہرگز نہیں) بلکہ جس قدر قربِ (حق) زیادہ ہوتا ہے شرع کی باگیں اور زیادہ سخت ہوتی جاتی ہیں[2] (کہ) حَسَنَاتُ الْاَبْرَارِ سَیِّئَاتُ الْمُقَرَّبِیْنَ[3] (ابرار کی نیکیاں بھی مقربین کے لیے عیب ہوتی ہیں)[4] ع

نزدیکاں رابیش بود حیرانی
(قریب والوں کو حیرت زیادہ ہوتی ہے۔)

اور ع

جن کے رُتبے ہیں سوا، ان کو سوا مشکل ہے۔[5]

---

1 ......مقامِ مقصود کو پالینے کے بعد اگر شریعت کی پیروی لازم نہ ہوتی اور انسان کو بالکل اختیار رہتا کہ جو چاہے کرے جو چاہے نہ کرے تو حضور عَلَیْہِ الصَّلٰوۃُ وَالسَّلَام اور حضرت علی رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہ جن کا مرتبہ ارفع واعلیٰ ہے وہ اس بات کے زیادہ حق دار تھے کہ شریعت کی اتباع نہ کریں، نہ عبادت کریں نہ احکامِ خداوندی کی پیروی کریں، لیکن جب انہوں نے بھی اپنی زندگی عبادات میں گزاری تو ہم اور آپ کس گنتی میں ہیں۔

2 ......جس قدر اللّٰہ تعالیٰ سے نزدیکی اور اس کی بارگاہ میں رسائی زیادہ ہوتی جاتی ہے شریعت کی گرفت اور مواخذہ (یعنی پکڑ) اتنا ہی سخت ہوجاتا ہے۔

3 ......کشف الخفاء، حرف الحاء المھملۃ، ۳۱۸/۱۔

4 ......نیک لوگوں کی نیکیاں بھی اللّٰہ تعالیٰ کے برگزیدہ بندوں کے نزدیک عیب شمار ہوتی ہیں کیونکہ وہاں ترکِ اولیٰ کو بھی گناہ سے تعبیر کیا جاتا ہے حالانکہ ترکِ اولیٰ ہرگز گناہ نہیں۔

5 ......جن کا مقام زیادہ یعنی ارفع واعلیٰ ہوتا ہے ان کو مشکلات بھی زیادہ ہوتی ہیں، یا ان کا امتحان بھی بڑا ہوتا ہے، یا ان کو مجاہدے وریاضتیں بھی زیادہ کرنی پڑتی ہیں۔

آخر نہ دیکھا کہ سیّد المعصومین صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَسَلَّم رات رات بھر عبادات و نوافل میں مشغول اور کارِ اُمّت کے لیے گریاں وملُول رہتے،[1] نمازِ پنجگانہ تو حضور پر فرض تھی ہی، نمازِ تَہجُّد کا ادا کرنا بھی حضور صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَسَلَّم پر لازم بلکہ فرض قرار دیا گیا، جب کہ اُمّت کے لیے وہی سنت کی سنت ہے۔[2]

حضرت سَیِّدُ الطَّائِفہ جنید بغدادی رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہُ سے عرض کیا گیا کہ کچھ لوگ زُعم[3] کرتے ہیں کہ احکامِ شریعت تو وصول کا ذریعہ تھے اور ہم وَاصِل ہوگئے[4] یعنی اب ہمیں شریعت کی کیا حاجت! فرمایا: ''وہ سچ کہتے ہیں، واصل ضرور ہوئے مگر کہاں تک؟ جہنم تک۔ چور اور زانی ایسے عقیدے والوں سے بہتر ہیں اگر ہزار برس جیوں تو فرائض و واجبات تو بڑی چیز ہیں جو نوافل و مستحبات مقرر کردیئے ہیں بے عذرِ شرعی[5] ان میں کچھ کم نہ کروں۔''[6]

تو خلق پر تمام راستے بند ہیں مگر وہ جو رسولُ اللّٰہ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم کی نشانِ قدم کی پیروی کرے۔

---

1 ......امت کے معاملے میں اشکبار و رنجیدہ رہتے۔

2 ......معجم اوسط، من اسمہ بکر، ۲۷۴/۲، حدیث: ۳۲۶۶، سنن کبری، کتاب النکاح، باب ما وجب علیہ من قیام اللیل، ۶۲/۷، حدیث: ۱۳۲۷۲۔

3 ......یعنی گمان۔

4 ......شریعت کے احکام تو اللّٰہ تک پہنچنے کا ذریعہ تھے ہم تو اللّٰہ تک پہنچ گئے۔

5 ......بغیر کسی شرعی مجبوری کے۔

6 ......الیواقیت والجواہر، المبحث السادس والعشرون، ص۲۰۶۔

خلافِ پیمبر کسے رہ گزید

کہ ہر گز بمنزل نہ خواھد رسید [1]

(جس کسی نے پیغمبر صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَسَلَّم کے خلاف راستہ اختیار کیا ہرگز منزلِ مقصود پر نہ پہنچے گا۔)

توہینِ شریعت کفر (اور علمائے دینِ متین کو سب وشتم، [2] آخرت میں فضیحت و رسوائی کا موجب) [3] اور اس کے دائرہ سے خُروج فِسق (ونافرمانی)۔

صوفی (تقویٰ شعار) صادق (العمل) عالم سُنّی صحیح العقیدہ [4] خدا ورسول کے فرمان (واجب الاذعان کے مطابق) پر ہمیشہ یہ عقیدت رکھتا ہے کہ (یہاں اصل میں بیاض ہے)، (علمائے شرع مبین وَارِثانِ خاتم النبیین ہیں اور علومِ شریعت کے نگہبان و علمبردار، تو ان کی تعظیم وتکریم صاحبِ شریعت صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَسَلَّم کی تعظیم وتکریم ہے اور اس پر دین کا مَدار) اور عالمِ مُتَدَیِّن [5] خدا طلب (خداپرست، خداترس، خدا آگاہ) ہمیشہ صوفی سے (یہاں اصل میں بیاض ہے)، (بتواضع وانکسار [6] پیش آئے گا کہ وہ حق آگاہ اور حق کی پناہ میں ہے) [7] اور اسے اپنے سے افضل واکمل جانے گا (کہ وہ

1. ......بوستان سعدی، دیباچۂ کتاب، ص۴۔
2. ......بُرا بھلا کہنا۔
3. ......آخرت میں ذلت اور بدنامی کا باعث۔
4. ......جس کا عقیدہ درست ہو۔
5. ......دین دار، متقی اور پرہیزگار عالم۔
6. ......عاجزی وانکساری کے ساتھ۔
7. ......اللہ عَزَّوَجَلَّ کو جاننے والا اور اللہ عَزَّوَجَلَّ کی نگہبانی میں ہے۔

دنیاوی آلائشوں[1] سے پاک ہے) جو اعمال اس (صوفی صافی حق پرست وحق آگاہ)[2] کے اس کی نظر میں قانونِ تقویٰ سے باہر نظر آئیں گے[3] (ان سے صرفِ نظر کرکے[4] معاملہ عالم الغیب والشہادۃ[5] پر چھوڑے گا بمصداق:[6] ؎

ایکہ حمّالِ عیب خویشتنید

طعنہ بر عیبِ دیگراں مکنید)

(اے اپنے عیبوں کو اُٹھانے والو! دوسروں کے عیب پر طعنہ زنی مت کرو۔)

اے اللّٰہ! سب کو ہدایت اور اس پر ثبات واستقامت (ثابت قدمی)

اور اپنے محبوبوں اور سچے پکے عقیدوں پر جہانِ گُزَران[7] سے اُٹھا۔

اٰمِین یَا اَرْحَمَ الرَّاحِمِیْن!

اَللّٰھُمَّ لَکَ الْحَمْدُ وَ اِلَیْکَ الْمُشْتَکٰی وَ اَنْتَ الْمُسْتَعَانُ ط

وَلَاحَوْلَ وَلَاقُوَّۃَ اِلَّا بِاللّٰہِ الْعَلِیِّ الْعَظِیْمِ وَ صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی

---

1 ......گندگیوں۔

2 ......نہایت پارسا ودیندار شخص، خود بھی سچا اور سچ کو جاننے والے۔

3 ......پرہیز گاری کے قاعدے سے باہر نظر آئیں گے۔

4 ......ان کو نظر انداز کرکے۔

5 ......پوشیدہ اور ظاہری باتوں کے جاننے والے اللّٰہ عَزَّوَجَلَّ۔

6 ......اس قول کے مصداق۔

7 ......دنیائے فانی، دنیائے ناپائیدار۔

عَلَى الْحَبِيْبِ الْمُصْطَفٰى وَ عَلٰى اٰلِهِ الطَّيِّبِيْنَ وَ صَحْبِهِ الطَّاهِرِيْنَ اَجْمَعِيْنَ ۔ (1)

رسالہ: ”اِعْتِقَادُ الْاَحْبَابِ فِی الْجَمِیْلِ وَ الْمُصْطَفٰی وَ الْاٰلِ وَ الْاَصْحَابِ“ ختم ہوا۔

مسلمان کو کافِر کہنا کیسا؟

صَدْرُ الشَّرِیْعَہ حضرتِ علّامہ مَولانا مفتی محمد امجد علی اَعظمی علیہ رحمۃ اللہ القوی فرماتے ہیں: ”کسی مُسلمان کو **کافِر** کہا تو تعزِیر (یعنی سزا) ہے۔ رہا یہ کہ وہ قائل (یعنی مسلمان کو کافر کہنے والا) خود **کافِر** ہوگا یا نہیں، اِس میں **دو صُورتیں** ہیں: ﴿1﴾ اگر اسے مسلمان جانتا ہے تو **کافِر** نہ ہوا اور ﴿2﴾ اگر اسے **کافِر** اِعتِقاد کرتا (یعنی یہ عقیدہ رکھتا ہے کہ یہ کافر ہے) تو خود **کافِر** ہے کہ مسلمان کو **کافِر** جاننا دینِ اسلام کو **کُفر** جاننا ہے اور دینِ اسلام کو کُفر جاننا **کُفر** ہے۔ ہاں اگر اس شخص میں کوئی ایسی بات پائی جاتی ہے جس کی بِنا پر تکفیر ہوسکے اور اس نے اُسے **کافِر** کہا اور **کافِر** جانا تو (کہنے والا) **کافِر** نہ ہوگا۔ (دُرِّمُختار، رَدُّالمُحتار ج ٦ ص ١١١) نیز فرمایا: (مسلمان کو بطورِ گالی) بدمذہب، مُنافِق، زِندیق، یہودی، نصرانی، نصرانی کا بچّہ، کافِر کا بچّہ کہنے پر بھی تَعزِیر (سزا) ہے۔“ (بہارِ شریعت، ج ٢، ص ٤٠٨، دُرِّمُختار ج ٦ ص ١١٢، اَلْبَحْرُ الرَّائِق ج ٥ ص ٧٤) البتّہ جو واقعی **کافِر** ہے اُس کو **کافِر** ہی کہیں گے۔ (کفریہ کلمات کے بارے میں سوال جواب، ص ٥٤)

---

1 ...... اے **اللہ**! تیرے ہی لیے سب تعریفیں ہیں، اور تیری ہی بارگاہ میں شکایت کی جاتی ہے، اور تجھ ہی سے مدد طلب کی جاتی ہے، نیکی کرنے کی طاقت نہیں اور گناہ سے بچنے کی قوت نہیں مگر **اللہ** عَزَّوَجَلَّ ہی کی مدد سے جو بلند و بالا عظمتوں والا ہے، اور **اللہ** تعالیٰ دُرود بھیجے اپنے چُنے ہوئے حبیب صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَ اٰلِہٖ وَسَلَّم پر، اور ان کی پاکیزہ آل اور تمام مقدس صحابہ پر۔

"اِعْتِقَادُ الْاَحْبَابِ فِی الْجَمِیْلِ وَالْمُصْطَفٰی وَالْاٰلِ وَالْاَصْحَابِ"

رسالے کا متن

اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ رَبِّ الْعَالَمِیْنَ وَالصَّلاۃُ وَالسَّلَامُ عَلٰی سَیِّدِالْمُرْسَلِیْنَ مُحَمَّدٍ وَّاٰلِہِ الطَّیِّبِیْنَ الطَّاھِرِیْنَ وَصَحْبِہِ الْمُکَرَّمِیْنَ الْمُعَظَّمِیْنَ وَاَوْلِیَآءِ اُمَّتِہٖ وَعُلَمآءِ مِلَّتِہٖ وَعَلَیْنَامَعَھُمْ اَجْمَعِیْنَ ط

حضرت حق سُبْحَانَہٗ وَتَبَارَکَ وَتَعَالٰی شَانُہٗ واحد ہے نہ عدد سے، خالق ہے نہ علّت سے، فعّال ہے نہ جوارح سے، قریب ہے نہ مُسافت سے، مَلِکِ بے وزیر، والی بے مُشِیر، حیات[1] وکلام[2] وسمع[3] وبصر[4] وارادہ[5] وقدرت[6] وعلم[7] وغیرھا تمام صفاتِ کمال سے ازلاً وابداً موصوف، تمام شِیُون وشَیْن وعَیب سے اَوَّلاً وَّاٰخِراً بَری، ذاتِ پاک اس کی نِدّ وضِد، شبیہ ومِثْل وکَیف وکَم وشَکْل وجِسْم وجِہت ومکان واَمَد وزَمان سے مُنَزَّہ، نہ والد ہے نہ مَولود، نہ کوئی شے اس کے جوڑ کی اور جس طرح ذاتِ کریم اس کی مُناسبتِ ذَوات سے مُبَرّا، اُسی طرح صفاتِ کمالیہ اس کی مُشابہتِ صفات سے مُعَرّا، اوروں کے علم وقدرت کو اس کے علم وقدرت سے فقط "ع، ل، م، ق، د، ر، ت" میں مُشابَہت ہے اس سے آگے اس کی تعالی وتکبر کا سَرا پردہ کسی کو اپنے میں بار نہیں دیتا، تمام عزتیں اس کے حضور پَست اور سب ہستیاں اس کے آگے نیست ﴿ كُلُّ شَيْءٍ هَالِكٌ إِلَّا وَجْهَهُ ﴾ ۔ وجود واحد، موجود واحد،

باقی سب اعتبارات ہیں ذرّاتِ اَکوان کو اس کی ذات سے ایک نسبت مَجْھُولَۃُ الْکَیْف ہے جس کے لحاظ سے مَن وتُو کو موجود وکائن کہا جاتا ہے، اور اس کے آفتابِ وجود کا ایک پرْتَو ہے کہ ہر ذرّہ نگاہِ ظاہر میں جلوہ آرائیاں کر رہا ہے، اگر اس نسبت و پرْتَو سے قطعِ نظر کی جائے تو عالَم ایک خوابِ پریشان کا نام لے، ہُو کا مَیدان عدمِ بَحْت کی طرح سُنْسان۔ موجود واحد ہے نہ وہ واحد جو چند سے مل کر مُرَکَّب ہوا نہ وہ واحد جو چند کی طرف تَحْلِیل پائے، نہ وہ واحد جو بہ تُہمت حُلُولِ عَیْنِیّت اَوجِ وحدَت سے حَضِیضِ اِثْنِینِیت میں آئے۔ ھُوَ وَلَامَوْجُوْدُاِلَّاھُو. آیۂ کریمہ: ﴿ سُبْحٰنَہٗ وَتَعٰلٰى عَمَّا یُشْرِکُوْنَ ﴾ جس طرح شِرْک فِی الْاُلُوْھِیَّت کو رَدّ کرتی ہے یونہی اِشْتِرَاک فِی الْوُجُود کی نفی فرماتی ہے ؎

غیرتش غیر درجہاں نہ گزاشت
لاجرم عین جملہ معنی شد

عقیدۂ ثانیہ

سب سے اول سب سے اولیٰ

بَایِں ہَمہ اس نے اپنی حکمتِ کاملہ کے مطابق عالَم کو جس طرح وہ جانتا ہے اِیجاد فرمایا اور مُکَلَّفِین کو اپنے فَضْل وعَدْل سے دو فرقے کر دیا: ﴿ فَرِیْقٌ فِی الْجَنَّةِ ﴾ ﴿ وَفَرِیْقٌ فِی السَّعِیْرِ ﴾، اور جس طرح پرْتَو وجود سے سب نے بَہرہ پایا اسی طرح فریقِ جنت کو اس کے صفاتِ کمالیہ سے نصیبۂ خاص ملا دَبستانِ ﴿ عَلَّمَكَ مَا لَمْ تَكُنْ تَعْلَمُ ﴾ میں تعلیم فرمایا ﴿ وَكَانَ فَضْلُ اللّٰهِ عَلَیْكَ عَظِیْمًا ﴾ نے اور

رنگ آمیزیاں کیں، اور یہ سب تَصَدُّق ایک ذات جَامِعُ الْبَرَکَات کا تھا جسے اپنا محبوبِ خاص فرمایا، مرکزِ دائرہ و دائرہ مرکز کاف ونون بنایا، اپنی خلافتِ کاملہ کا خِلعت رَفِیعُ الْمَنْزِلت اُس کے قامتِ مَوزُوں پر سجا کہ تمام افرادِ کائنات اس کے ظِلِّ ظَلِیل اور ذَیلِ جَلِیل میں آرام کرتے ہیں۔

اَعَاظِمِ مُقَرَّبِین کو جب تک اُس مَامَنِ جہاں سے تَوَسُّل نہ کریں بادشاہ تک پہنچنا ممکن نہیں۔ کُنجیاں خزائنِ علم وقدرت، تدبیر وتَصَرُّف کی اس کے ہاتھ میں رکھیں۔ عظمت والوں کو مَہ پارے، اور اُس کو اس نے آفتابِ عالم تاب کیا کہ اس سے اِقتباسِ اَنوار کریں اور اس کے حضور ''اَ نَا'' زبان پر نہ لائیں۔ اس کے سَراپَردۂ عزت و اِجلال کو وہ رِفعت ووُسعت بخشی کہ عرشِ عظیم جیسے ہزاراں ہزار اس میں یوں گم ہوجائیں جیسے بیدائے ناپیدا کنار میں ایک شَلنگ ذرّہ کم مقدار، علم وہ وسیع وغزیر عطا فرمایا کہ علومِ اَوّلین وآخرین اس کے بحرِ علوم کی نہریں یا جوشِشِ فُیُوض کے چھینٹے قرار پائے۔ اَزَل سے اَبَد تک تمام غیب وشہادت پر اطلاعِ تام حاصل اِلَّامَاشَآءَ اللّٰہ، بصر وہ محیط کہ شَش جہت اس کے حضور جہتِ مُقَابِل، دنیا اس کے سامنے اُٹھالی کہ تمام کائنات تا بروزِ قیامت، آنِ واحد میں پیشِ نظر، سمع والا کے نزدیک پانچ سو برس راہ کی صدا جیسے کان پڑی آواز ہے۔ اور قدرت کا تو کیا پوچھنا! کہ قدرتِ قدیرِ علی الاطلاق جَلَّ جَلَالُـہٗ کی نَمونہ وآئینہ ہے، عالم عُلوِی وسِفلی میں اس کا حکم جاری، فرمانروائی ''کُــــــــنْ'' کو اس کی زباں کی پاسداری۔

مردہ کو ''قُــمْ'' کہیں زندہ اور چاند کو اِشارہ کریں فوراً دو پارہ ہو۔ جو چاہتے ہیں خدا وہی چاہتا ہے کہ یہ وہی چاہتے ہیں جو خدا چاہتا ہے۔ مَنشورِ خلافتِ مُطلَقہ و تفویضِ تام ان کے نامِ نامی پر پڑھا گیا اور سکہ وخطبہ ان کا مَلاءِ ادنیٰ سے عالَمِ بَالا تک جاری ہوا، دنیا و دِیں میں جو جسے ملتا ہے ان کی بارگاہِ عرش اِشْتِباہ سے ملتا ہے، وہ بَالا دَسْت حاکم کہ تمام مَـاسِـوَی اللّٰہ ان کا محکوم، اور ان کے سِوا عالَم میں کوئی حاکم نہیں، سب اُن کے محتاج اور وہ خدا کے محتاج۔ قرآنِ عظیم ان کی مدح و ستائش کا دَفتر۔ نام ان کا ہر جگہ نامِ الٰہی کے برابر، اَعـنِـیْ سَیِّـدُ الْـمُـرْسَـلِیْن، خَاتَمُ الـنَّبِیِّن، رَحْمَةٌ لِّـلْـعَـالَـمِـیْـن شَـفِـیْـعُ الْـمُـذْنِبِیْن اَکرَمُ الْاَوَّلِیْنَ وَالآخِرِین قَائِدُ الْغُرِّ الْمُحَجَّلِیْن سِرُّ اللّٰهِ الْمَکْنُوْن دُرُّ اللّٰهِ الْمَخْزُوْن، سُرُوْرُ الْقَلْبِ الْمَحْزُوْن، عَالِمُ مَا کَانَ وَ مَا سَیَکُوْنُ تَاجُ الْاَتْقِیَاء، نَبِیُّ الْاَنْبِیَاء، مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ رَبِّ الْعَالَمِیْن صَلَّی الـلّٰـهُ تَعَالٰی عَلَیهِ وَ اٰلِهٖ وَصَحبِهٖ اَجمَعِین وَ بَارَكَ وَسَلَّمَ اِلٰی یَومِ الدِّین۔ بَایں ہَمہ خدا کے بندہ و محتاج ہیں، حَـاشَ لِـلّٰهِ کہ عَیْنِیَّت یا مِثْلِیَّت کا گمان کافر کے سوا مسلمان کو ہو سکے!

خزانۂ قدرت میں ممکن کے لیے جو کمالات مُتَصَوَّر تھے سب پائے، کہ دوسرے کو ہَم عِنانی کی مجال نہیں، مگر دائرۂ عبدیت و اِفْتِقار سے قدم نہ بڑھا نہ بڑھ سکے، اَلْعَظْمَةُ لِلّٰهِ، خدائے تعالیٰ سے ذات وصفات میں مشابہت کیسی۔

نَعماءِ خداوندی کے لائق جو شکر وثناء ہے اسے پورا پورا بجا نہ لا سکے نہ ممکن کہ بجالائیں کہ جو شکر کریں وہ بھی نعمت آخر، مُوجِبِ شکر دیگر، اِلٰی مَالَانِہَایَة

لَہٗ، نِعَم و اَفضالِ خداوندی غیر متناہی ہیں، قَالَ اللّٰہُ تعَالٰی: ﴿وَ لَلْاٰخِرَةُ خَیْرٌ لَّكَ مِنَ الْاُوْلٰى﴾، مرتبہ ﴿قَابَ قَوْسَیْنِ اَوْ اَدْنٰى﴾ کا پایا قسم کھانے کو فرق کا نام رہ گیا۔ دِیدارِ الٰہی بچشمِ سَر دیکھا کلامِ الٰہی بے وَاسِطہ سُنا (امکان و وُجوب و قِدم و حُدُوث کی کمانیں مل گئیں) مَحمِلِ لیلیٰ کروڑوں منزل سے کروڑوں منزل خرد خُردہ میں دَنگ ہے، نیا سماں ہے نیا رنگ ہے قُربْ میں بُعد، بُعد میں قُرب، وَصْل میں ہجر، ہجر میں وَصْل، گو ہر شِنَاوَر دریا مگر صَدَف نے وہ پردہ ڈال رکھا ہے کہ نَم سے آشنا نہیں۔ اے جاہل ناداں! علم کو علم والے پر چھوڑ، اور اس میدان دشوارِ جولان سے سَمَندِ بیان کی عِنان موڑ۔ زبان بند ہے پر اتنا کہتے ہیں کہ خَلْق کے آقا ہیں، خالق کے بندے۔ عبادت ان کی کُفر اور بے اِن کی تعظیم کے حَبْط، اِیمان ان کی محبت وعظمت کا نام اور مسلمان وہ جس کا کام ہے نامِ خدا کے ساتھ ان کے نام پر تمام۔ وَالسَّلَامُ عَلٰی خَیرِ الْاَنَامِ وَ الْاٰلِ وَ الْاَصْحَابِ عَلَی الدَّوَامِ۔

عقیدۂ ثالثہ

صدر نشینانِ بزمِ عزّ و جاہ

اس جنابِ عرش قِباب کے بعد مرتبہ اَور انبیاء و مرسلین کا ہے صَلَوَاتُ اللّٰہِ وَسَلَامُہٗ عَلَیْہِمْ اَجْمَعِیْن کہ باہم ان میں تَفَاضُل مگر ان کا غیر، گو کسی مرتبۂ ولایت تک پہنچے، فرشتہ ہو خواہ آدمی، صحابی ہو خواہ اہل بیت، ان کے درجے تک وُصول محال، جو قربِ الٰہی اُنہیں حاصل، کوئی اس تک فائز نہیں، اور جیسے یہ خدا کے محبوب، دوسرا ہر گز نہیں، یہ وہ صدر نشینانِ بزمِ عزّ و جاہ ہیں کہ ربّ العالمین تبارک وتعالیٰ خود اُن کے مولیٰ و

سردار کو حکم فرماتا ہے: ﴿ اُولٰٓئِكَ الَّذِيْنَ هَدَى اللّٰهُ فَبِهُدٰىهُمُ اقْتَدِهْ ﴾ یہ وہ ہیں جنہیں خدا نے راہ دکھائی تو تُو اِن کی پیروی کر! اور فرماتا ہے: ﴿ فَاتَّبِعُوْا مِلَّةَ اِبْرٰهِيْمَ حَنِيْفًا ﴾ ''تو پیروی کر شریعتِ ابراہیم کی جو سب ادیانِ باطلہ سے کِنارہ کش ہو کر دینِ حق کی طرف جھک آیا۔

ان کی اَدنیٰ توہین مثل سید المرسلین صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَسَلَّم کفرِ قطعی، اور کسی کی نسبت، صدیق ہوں خواہ مرتضٰی رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہُمَا اِن کی خَادِمی وَغَاشِیَہ بَرْدَاری سے بڑھا کر دعویٰ ہمسَرِی محض بے دینی، جس نگاہِ اجلال وتوقیر سے اُنہیں دیکھنا فرض حاشا کہ اس کے سَو حصے سے ایک حصہ دوسرے کو دیکھیں، آخر نہ دیکھا کہ صدیق و مرتضٰی رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہُمَا جس سرکارِ ابدِ قرار کے غلام ہیں، اُسی کو حکم ہوتا ہے: ان کی راہ پر چل اور اُن کی اِقتداء سے نہ نکل۔

اِن کے بعد اَعلیٰ طبقہ ملائکہ مقربین کا ہے مثل سادا تِنا وموالِینا جبرائیل و میکائیل واسرافیل وعزرائیل وحَمَلۂ عرشِ جلیل، صَلَوَاتُ اللّٰهِ وَ سَلَامُهٗ عَلَيْهِمْ اَجْمَعِيْنَ۔ اِن کے عُلُوِّ شان وَرِفعتِ مکان کو بھی کوئی ولی نہیں پہنچتا اوران کی جناب میں گستاخی کا بھی بِعَیْنِہٖ وہی حکم۔

جبرئیل عَلَیْہِ السَّلَام ''مِنْ وَجْہٍ'' رسولُ اللّٰہ صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَسَلَّم کے استاذ ہیں۔ قَالَ تَعَالٰی: ﴿ عَلَّمَهٗ شَدِيْدُ الْقُوٰى ﴾ پھر وہ کسی کے شاگرد کیا ہوں

گے جسے اِن کا استاذ بنائیے، اسے سرورِ عالَم صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَسَلَّم کا ''اُستاذُ الاستاذ'' ٹھہرائیے، یہ وہی ہیں جنہیں حق تبارک وتعالیٰ رسولِ کریم مکینِ اَمین فرماتا ہے: نبی صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَسَلَّم کے سوا دوسرے کے خادم نہیں اَکابر صحابہ واَعَاظِم اَولیاء کو اگر ان کی خدمت ملے دو جہاں کی فخر وسعادت جانیں، پھر یہ کس کے خدمت گار یاغَاشِیَہ بَردار ہوں گے!

عقیدۂ خامسہ

اصحاب سیدالمرسلین واہل بیت کرام

ان کے بعد اَصحابِ سیِّد المرسَلین صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَ عَلَیْہِمْ اَجْمَعِیْنَ ہیں اور اُنہیں میں حضرت بَتُول، جگر پارۂ رسول، خاتونِ جہاں، بانوئے جِناں، سیدۃُ النِّساء فاطِمہ زَہرا اور اس دو جہاں کی آقا زادی کے دونوں شہزادے، عرش کی آنکھ کے دونوں تارے، چرخِ سِیادت کے مَہ پارے، باغِ تَطْہِیر کے پیارے پھول، دونوں قرۃُ العینِ رسول، اِمامین کَرِیْمَین سَعِیدَین شَہِیدَین تَقِیَّیْن نَقِیَّیْن نَیِّرَین طاہِرَین ابومحمد حسن وابو عبداللّٰہ حسین، اور تمام مادَرانِ اُمت، بانُوانِ رسالت عَلَی الْمُصْطَفٰی وَعَلَیْہِمْ کُلُّھُمُ الصَّلَاۃُ وَالتَّحِیَّۃُ میں داخل کہ صحابی ہر وہ مسلمان ہے جو حالتِ اسلام میں اس چہرۂ خدانُما کی زیارت سے مُشَرَّف ہوا اور اسلام ہی پر دنیا سے گیا، ان کی قَدْر ومنزِلت وہی خوب جانتا ہے جو سیِّد المُرسَلین صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَسَلَّم کی عزت و رِفعت سے آگاہ ہے، آفتابِ نیمروز سے روشن تر کہ محبّ جب قدرت پاتا ہے اپنے محبوب کو صحبتِ بَد سے بچاتا ہے، حق تعالیٰ قادِرِ مُطْلَق اور

رسولُ اللّٰہ صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَ سَلَّم اس کے محبوب وسید المحبوبین، کیا عقلِ سلیم تجویز کرتی ہے کہ ایسا قدیر ایسے عظیم ذِی وجاہت، جانِ محبوبی وکانِ عزت کے لیے خیارِ خَلق کو جلیس وانیس ویار ومددگار مقرر نہ فرمائے، جو اُن میں سے کسی پر طعن کرتا ہے جنابِ بارِی تعالیٰ کے کمالِ حکمت وتمامِ قدرت یا رسولُ اللّٰہ صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَسَلَّم کی غایتِ محبوبیت ونہایتِ منزلت پر حرف رکھتا ہے، اسی لیے سرورِ عالَم صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَسَلَّم ارشاد فرماتے ہیں:

اَللّٰہَ اَللّٰہَ فِیْ اَصْحَابِیْ، لَا تَتَّخِذُوْھُمْ غَرَضًا مِّنْ بَعْدِیْ، فَمَنْ اَحَبَّھُمْ فَبِحُبِّیْ اَحَبَّھُمْ وَ مَنْ اَبْغَضَھُمْ فَبِبُغْضِیْ اَبْغَضَھُمْ، وَ مَنْ اٰذَاھُمْ فَقَدْ اٰذَانِیْ وَمَنْ اٰذَانِیْ فَقَدْ اٰذَی اللّٰہَ وَ مَنْ اٰذَی اللّٰہَ فَیُوْشِكُ اَنْ یَّاْخُذَہٗ ’’خدا سے ڈرو! خدا سے ڈرو! میرے اصحاب کے حق میں، اُنہیں نشانہ نہ بنا لینا، میرے بعد جو اُنہیں دوست رکھتا ہے میری محبت سے اُنہیں دوست رکھتا ہے، اور جو اُن کا دشمن ہے میری عداوت سے ان کا دشمن ہے، جس نے اُنہیں ایذا دی اُس نے مجھے ایذا دی اور جس نے مجھے ایذا دی اس نے اللّٰہ کو ایذا دی، اور جس نے اللّٰہ کو ایذا دی تو قریب ہے کہ اللّٰہ تعالیٰ اِس کو گرفتار کر لے۔ رواہ الترمذی وغیرہ۔

اب اے خارجیو، ناصبیو! کیا رسولُ اللّٰہ صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَسَلَّم نے اس ارشادِ عام اور جنابِ بارِی تعالیٰ نے آیۂ کریمہ: ﴿ رَّضِیَ اللّٰهُ عَنْهُمْ وَرَضُوْا عَنْهُ ﴾ سے جناب ذو النُّورَین وحضرت اسدُ اللّٰہِ الغَالِب وحضرات سِبطَین کَرِیْمَین رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْھُمْ اَجْمَعِیْن، یا اے شِیْعو! اے رافِضیو! اِن احکامِ

شاملہ سے خدا اور رسول نے حضرت صدّیقِ اَعظم، جناب فاروقِ اکبر و حضرت مُجَہِّزُ جَیْشِ الْعُسْرَ ۃ و جناب اُمُّ الْمُؤمنین محبوبۂ سیّد العالمین عائشہ صدیقہ بنتِ صدیق و حضرات طَلْحہ و زبیر و معاویہ، وغیرھم رِضْوَانُ اللّٰہِ تَعَالٰی عَلَیْھِمْ اِلٰی یَوْمِ الدِّیْن کو خارج فرما دیا!!! اور تمہارے کان میں رسول نے کہہ دیا کہ ''اَصْحَابِیْ'' سے ہماری مراد، اور آیت میں ضمیر ''ھُــــمْ'' (کے مصداق) ان لوگوں کے سوا ہیں جو تم ان کے اے خوارج! (اور اے رَوافِض) دشمن ہو گئے اور عِیَاذًا بِاللّٰہ لعن طعن سے یاد کرنے لگے۔ یہ نہ جانا کہ یہ دشمنی درحقیقت رسولُ اللّٰہ صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَسَلَّم سے دشمنی ہے اور ان کی ایذا حق تبارک وتعالیٰ کی ایذاء، مگر اے اللّٰـــہ! تیری برکت والی رحمت اور ہمیشگی والی عنایت اس پاک فرقہ اہلِ سنّت و جماعت پر جس نے تیرے محبوب صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَسَلَّم کے سب ہم نشینوں اور گلستانِ صحبت کے گُل چینوں کو نگاہِ تعظیم و اِجلال سے دیکھنا اپنا شِعار و دِثار کرلیا اور سب کو چرخِ ہدایت کے ستارے اور فلکِ عزت کے سیّارے جاننا عقیدہ کرلیا کہ ہر ہر فردِ بشر اُن کا سرورِ عُدول واَخیار و اَتقیاء واَبرار کا سردار، تابعین سے لے کر تابقیامت اُمت کا کوئی ولی کیسے ہی پایہ عظیم کو پہنچے، صاحبِ سلسلہ ہو خواہ غیر اِن کا، ہرگز ہرگز ان میں سے ادنیٰ سے ادنیٰ کے رتبہ کو نہیں پہنچتا، اور ان میں ادنیٰ کوئی نہیں، رسولُ اللّٰہ صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَسَلَّم کے ارشادِ صادِق کے مطابق اوروں کا کوہِ اُحد برابر سونا ان کے نیم صاع جَو کے ہمسر نہیں، جو قُربِ خدا انہیں حاصل دوسرے کو میسر نہیں، اور جو درجاتِ عالیہ یہ پائیں گے غیر کو ہاتھ نہ آئیں گے، ان سب کو بالا جمال پَر لے درجے کا ''بِرّ'' و

''تقی'' جانتے ہیں اور تفاصیلِ احوال پر نظر حرام مانتے، جو فعل کسی کا اگر ایسا منقول بھی ہوا جو نظرِ قاصر میں ان کی شان سے قدرے گرا ہوا ٹھہرے، اسے مَحمِلِ حَسَن پر اُتارتے ہیں، اور اللّٰہ کا سچا قول ﴿ رَّضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمْ ﴾ سُن کر آئینۂ دل میں یک قلم زنگِ تفتیش کو جگہ نہیں دیتے، رسولُ اللّٰہ صَلَّی اللّٰهُ تَعَالٰی عَلَیْهِ وَسَلَّم حکم فرما چکے: ((اِذَا ذُکِرَ اَصْحَابِیْ فَامْسِکُوْا)) ''جب میرے اصحاب کا ذکر آئے تو باز رہو۔'' ناچار اپنے آقا کا فرمانِ عالی شان اور یہ سخت وعیدیں، ہولناک تہدیدیں سُن کر زبان بند کر لی اور دل کو سب کی طرف سے صاف کر لیا جان لیا کہ ان کے رُتبے ہماری عقل سے وَراء ہیں پھر ہم اُن کے معاملات میں کیا دَخل دیں، ان میں جو مشاجرات واقع ہوئے ہم ان کا فیصلہ کرنے والے کون؟ ؎

گدائے خاک نشینی تو حافظا مخروش

رموزِ مملکت خویش خسرواں دانند

حاشا کہ ایک کی طرف داری میں دوسرے کو بُرا کہنے لگیں یا ان نزاعوں میں ایک فریق کو دنیا طلب ٹھہرائیں، بلکہ بِالْیَقِیْن جانتے ہیں کہ وہ سب مَصالحِ دِین کے خَواستگار تھے جس کے اِجتہاد میں جو بات دینِ الٰہی و شرعِ رسالت پناہی جَلَّ جَلَالُهٗ وَصَلَّی اللّٰهُ تَعَالٰی عَلَیْهِ وَسَلَّم کے لیے اَصلح و انسب معلوم ہوئی اختیار کی، گو اجتہاد میں خطا ہوئی اور ٹھیک بات ذہن میں نہ آئی لیکن وہ سب حق پر ہیں اُن کا حال بِعَیْنِهٖ ایسا ہے جیسا فُروعِ مذہب میں ابوحنیفہ و شافعی کے اختلافات، نہ ہرگز ان مُنازعات کے سبب ایک دوسرے کو گمراہ فاسق جاننا، نہ ان کا دشمن ہو جانا بِالْجُملَہ ارشاداتِ خدا و

رسول عَزَّ مَجْدُہٗ وَصَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَسَلَّم سے اتنا یقین کرلیا کہ سب اچھے اور عدل و ثقہ، تقی، نقی، اَبرار ہیں، اوران تفاصیل پر نظر گمراہ کرنے والی ہے، نظیر اس کی عِصْمَتِ انبیاء عَلَیْہِمُ الصَّلٰوۃُ وَ الثَّناء ہے کہ اہلِ حق شاہراہِ عقیدت پر چل کر مقصود کو پہنچے، اور اَربابِ باطل تفصیلوں میں خوض کر کے مَغاک بد دینی میں جا پڑے۔ ۞کہیں دیکھا!!!......﴿ وَعَصٰۤى اٰدَمُ رَبَّهٗ فَغَوٰى ﴾ ۞کہیں سنا!!!......﴿ لِیَغْفِرَ لَكَ اللّٰهُ مَا تَقَدَّمَ مِنْ ذَنْۢبِكَ وَمَا تَاَخَّرَ ﴾ ۞ کبھی موسیٰ وقبطی کا قصہ یاد آیا!!! ۞ کبھی داوٗد واُوریّا کا فسانہ سن پایا!!! لگے چون و چرا کرنے، تسلیم و گردن نہادوں کے زینہ سے اُترنے، پھر ناراضی خدا اور رسول کے سوا اور بھی کچھ پھل پایا؟ اور ﴿ خُضْتُمْ كَالَّذِیْ خَاضُوْا ﴾ نے ﴿ لٰكِنْ حَقَّتْ كَلِمَةُ الْعَذَابِ عَلَى الْكٰفِرِیْنَ ﴾ کا دن دکھایا۔ ﴿ اِلَّاۤ اَنْ یَّشَآءَ رَبِّیْ ﴾ ﴿ اِنَّ رَبَّكَ فَعَّالٌ لِّمَا یُرِیْدُ ﴾۔

اَللّٰھُمَّ الثَّبَاتَ عَلَی الْھُدٰی اِنَّکَ اَنْتَ الْعَلِیُّ الْاَعْلٰی

عقیدۂ سادسہ

عشرۂ مبشرہ وخلفائے اربعہ

اب ان سب میں افضل و اعلیٰ و اکمل حضرات عشرۂ مُبشرہ ہیں اور ان میں خلفائے اربعہ رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْھُمْ اَجْمَعِیْن اور ان چار اَرکانِ قصرِ ملّت و چار اَنہارِ باغِ شریعت کے خصائص وفضائل، کچھ ایسے رنگ پر واقع ہیں کہ ان میں سے جس کسی کی فضیلت پر تنہا نظر کیجئے یہی معلوم ہوتا ہے کہ جو کچھ ہیں یہی ہیں ان سے بڑھ کر کون ہوگا؟ ؎

بھر گلے کہ ازیں چار باغ می نگرم

بہار دامن دل می کشد کہ جا اینجا ست

علی الخصوص شمعِ شَبستانِ ولایت، بہارِ چَمَنِستانِ معرفت، امام الواصلین، سیّد العارفین، خاتمِ خلافتِ نبوَّت، فاتحِ سلاسلِ طریقت، مولی المسلمین، امیر المومنین، اَبوالْاَئِمَّۃِ الطّاھرین اماموں کے جَدِّ امجد، طاہر مُطَہّر، قاسمِ کوثر، اَسَدُاللّٰہِ الْغَالِب، مُظْھِرُ الْعَجَائِبِ وَالْغَرَائِبِ، مَطْلُوْبُ کُلِّ طَالِبٍ، سیدنا ومولانا علی بن ابی طالب کَرَّمَ اللّٰہُ تَعَالٰی وَجْھَہُ الْکَرِیْم وَحَشَرَنَا فِیْ زُمْرَتِہٖ فِیْ یَوْمٍ عَقِیْمٍ کہ اس جناب گردُوں قِباب کے مناقبِ جلیلہ ومحامدِ جمیلہ جس کثرت وشہرت کے ساتھ ہیں دوسرے کے نہیں۔ حضراتِ شیخین، صَاحِبَیْن صِہْرَین وَزِیرَین امیرَین مُشِیرَین ضَجِیْعَیْن رَفِیْقَیْن سیّدنا ومولانا عبداللّٰہ العتیق ابوبکر صدیق وجناب حق مآب ابو حفص عمر فاروق رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْھُمَا کی شانِ وَالا سب کی شانوں سے جدا ہے اور ان پر سب سے زیادہ عنایتِ خدا اور رسولِ خدا جَلَّ جَلَالُہٗ وَصَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَسَلَّم ہے، بعد انبیاء ومرسلین وملائکہ مقربین کے جو مرتبہ ان کا خدا کے نزدیک ہے دوسرے کا نہیں اور رب تبارک وتعالٰی سے جو قرب ونزدیکی اور بارگاہِ عرش اِشْتِباہِ رسالت میں جو عزت وسربلندی ان کا حصہ ہے اوروں کا نصیبہ نہیں، اور منازلِ جنت ووزابِ بے مِنَّت میں اِنہیں کے درجات سب پر عالی، فضائل وفواضل وحَسَنات وطَیِّبات میں اِنہیں کو تَقَدُّم وپیشی۔ ہمارے ائمہ وعلماء نے اس میں مستقل تصنیفیں فرما کر سعادتِ کونین وشرافتِ دارَین حاصل کی، ورنہ غیر مُتَناہی کا شمار کس کا اختیار،

وَاللّٰهُ الْعَظِیْمُ! اگر ہزار دفتر اِن کے شرحِ فضائل میں لکھے جائیں یکے از ہزار تحریر میں نہ آئیں ؎

وَعَلٰی تَفَنُّنِ وَاصِفِیْهِ بِحُسْنِهٖ
یُغْنِی الزَّمَانُ وَ فِیْهِ مَا لَمْ یُوْصَفٖ

مگر کثرتِ فضائل وشہرتِ فواضل چیزے دیگر وافضیلت وکرامت اَمرے آخر، "فضل" اللہ تعالٰی کے ہاتھ ہے جسے چاہے عطا فرمائے، ﴿قُلْ اِنَّ الْفَضْلَ بِیَدِ اللّٰهِ ۚ یُؤْتِیْهِ مَنْ یَّشَآءُ ﴾۔

اس کی کتابِ کریم اور اس کا رسولِ عظیم عَلَیْہِ وَعَلٰی اٰلِہِ الصَّلاۃُ وَالسَّلام علی الاعلان گواہی دے رہے ہیں کہ حضرت امام حسن رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہُ اپنے والد ماجد مولیٰ علی کَرَّمَ اللّٰہُ وَجْھَہُ الْکَرِیْم سے روایت کرتے ہیں کہ وہ فرماتے ہیں: کُنْتُ عِنْدَ النَّبِیِّ صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَسَلَّمَ فَاَقْبَلَ اَبُوْ بَکْرٍ وَ عُمَرُ فَقَالَ: ((یَا عَلِیُّ! ھٰذَانِ سَیِّدَا کُھُوْلِ اَھْلِ الْجَنَّۃِ وَ شَبَابِھَا بَعْدَ النَّبِیِّیْنَ وَ الْمُرْسَلِیْنَ)) "میں خدمتِ اقدس حضور افضلُ الانبیاء صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَسَلَّم میں حاضر تھا کہ ابوبکر و عمر سامنے سے آئے حضور (صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَسَلَّم) نے ارشاد فرمایا کہ علی! یہ دونوں سردار ہیں اہلِ جنت کے سب بوڑھوں اور جوانوں کے، بعد انبیاء ومرسلین کے۔"

حضرت ابو ہریرہ رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہُ سید المرسلین صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَسَلَّم سے راوی، حضور کا ارشاد ہے: ((اَبُوْ بَکْرٍ وَعُمَرُ خَیْرُ الْاَوَّلِیْنَ وَ الْاٰخِرِیْنَ وَ خَیْرُ اَھْلِ السَّمٰوٰتِ وَخَیْرُ اَھْلِ الْاَرْضِیْنَ اِلَّا النَّبِیِّیْنَ وَالْمُرْسَلِیْنَ)) "ابوبکر وعمر بہتر ہیں

سب اگلوں پچھلوں کے، اور بہتر ہیں سب آسمان والوں سے، اور بہتر ہیں سب زمین والوں سے، سِوا انبیاء ومرسلین عَلَیْہِمُ الصَّلٰوۃُ وَالسَّلَام کے۔'' **رواہ الحاکم فی الکنی و ابن عدی و الخطیب** ۔خود حضرت مولیٰ کَرَّمَ اللّٰہُ تَعَالٰی وَجْھَہٗ نے بار بار اپنی کرسیٔ مَملکت وسَطوتِ خلافت میں افضلیت مُطلَقہ شیخین رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْھُمَا کی تصریح فرمائی اور یہ ارشادان سے بتَواتُر ثابت ہوا کہ اَسّی سے زیادہ صحابہ وتابعین نے اسے روایت کیا، اور فی الواقع اس مسئلہ کو جیسا حق مآب مُرتَضوِی نے صاف صاف واشگاف بہ کَرّات ومَرّات جَلوات وخَلوات ومُشاہدِ عامّہ و مَساجِدِ جامِعَہ میں ارشاد فرمایا دوسروں سے واقع نہیں ہوا۔

امام بخاری رَحْمَۃُ اللّٰہِ عَلَیْہ حضرت محمد بن حنفیہ صاحبزادۂ جنابِ امیر رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْھُمَا سے راوی: قَالَ: قُلْتُ لِاَبِیْ: اَیُّ النَّاسِ خَیْرٌ بَعْدَ النَّبِیِّ صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَسَلَّم؟ قَالَ: اَبُوْ بَکْرٍ، قَالَ: قُلْتُ: ثُمَّ مَنْ؟ قَالَ: عُمَرُ۔ ''یعنی میں نے اپنے والد ماجد امیر المومنین مولیٰ علی کَرَّمَ اللّٰہُ تَعَالٰی وَجْھَہٗ سے عرض کیا کہ رسولُ اللّٰہ صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَسَلَّم کے بعد سب آدمیوں سے بہتر کون ہیں؟ ارشاد فرمایا: ابوبکر، میں نے عرض کیا پھر کون؟ فرمایا: عمر۔

ابوعمر بن عبداللّٰہ حکم بن حجل سے، اور دارقطنی اپنی ''سنن'' میں راوی، جناب امیر المومنین علی کَرَّمَ اللّٰہُ تَعَالٰی وَجْھَہٗ ارشاد فرماتے ہیں: لَا اَجِدُ اَحَدًا فَضَّلَنِیْ عَلٰی اَبِیْ بَکْرٍ وَ عُمَرَ اِلَّا جَلَدْتُّہٗ حَدَّ الْمُفْتَرِیْ۔ ''جسے میں پاؤں گا کہ شیخین سے مجھے افضل بتاتا ہے اسے مُفتری کی حد ماروں گا کہ اَسّی کوڑے ہیں۔''

ابوالقاسم طلحی "کتاب السنة" میں جناب علقمہ سے راوی: بَلَغَ عَلِیًّا اَنَّ اَقْوَامًا یُّفَضِّلُوْنَهٗ عَلٰی اَبِیْ بَکْرٍ وَّ عُمَرَ فَصَعِدَ الْمِنبَرَ فَحَمِدَ اللّٰهَ وَ اَثْنٰی عَلَیْهِ ثُمَّ قَالَ: اَیُّهَا النَّاسُ! اِنَّهٗ بَلَغَنِیْ اَنَّ اَقْوَامًا یُّفَضِّلُوْنِیْ عَلٰی اَبِیْ بَکْرٍ وَّعُمَرَ، وَ لَوْ کُنْتُ تَقَدَّمْتُ فِیْهِ لَعَاقَبْتُ فِیْهِ فَمَنْ سَمِعْتُهٗ بَعْدَ هٰذَا الْیَوْمِ یَقُوْلُ هٰذَا فَهُوَ مُفْتَرٍ، عَلَیْهِ حَدُّ الْمُفْتَرِیْ، ثُمَّ قَالَ: اِنَّ خَیْرَ هٰذِهِ الْاُمَّةِ بَعْدَ نَبِیِّهَا صَلَّی اللّٰهُ تَعَالٰی عَلَیْهِ وَسَلَّم اَبُوْ بَکْرٍ ثُمَّ عُمَرَ ثُمَّ اَللّٰهُ اَعْلَمُ بِالْخَیْرِ بَعْدَهٗ، قَالَ: وَفِی الْمَجْلِسِ اَلْحَسَنُ بْنُ عَلِیٍّ فَقَالَ: وَ اللّٰهِ لَوْ سَمَّی الثَّالِثَ لَسَمَّی عُثْمٰنَ۔ "یعنی جناب مولیٰ رَضِیَ اللّٰهُ تَعَالٰی عَنْه کو خبر پہنچی کہ کچھ لوگ انھیں حضرات شیخین رَضِیَ اللّٰهُ تَعَالٰی عَنْهُمَا پر تفضیل دیتے ہیں، پس منبر پر تشریف لے گئے اور اللّٰہ تعالیٰ کی حمد وثناء کی، پھر فرمایا: اے لوگو! مجھے خبر پہنچی کہ کچھ لوگ مجھے ابوبکر وعمر سے افضل بتاتے ہیں اور اگر میں نے پہلے سے سُنا ہوتا تو اس میں سزا دیتا یعنی پہلی بار تفہیم پر قناعت فرماتا ہوں پس اس دن کے بعد جسے ایسا کہتے سنوں گا تو وہ مُفْتَرِی ہے اس پر مفتری کی حد لازم ہے، پھر فرمایا: بے شک بہتر اس امت کے بعد ان نبی صَلَّی اللّٰهُ تَعَالٰی عَلَیْهِ وَسَلَّم کے ابوبکر ہیں پھر عمر، پھر خدا خوب جانتا ہے بہتر کو اس کے بعد، اور مجلس میں حضرت امام حسن بھی جلوہ فرما تھے انھوں نے ارشاد کیا: خدا کی قسم! اگر تیسرے کا نام لیتے تو عثمان کا نام لیتے۔" بِالْجُملہ احادیثِ مرفوعہ و اقوالِ حضرت مرتضوی واہلِ بیتِ نبوت اس بارے میں لَا تُعَدُّ وَ لَا تُحْصٰی ہیں کہ بعض کی تفصیل فقیر نے اپنے رسالہ "تفضیل" میں کی۔

اب اَہلِ سنّت نے ان اَحادیث وآثار میں جو نگاہِ غور کو کام فرمایا تو تفضیلِ شیخین کی صدہا تصریحیں علی الاطلاق پائیں کہیں جہت وحیثیّت کی قید نہ دیکھی کہ یہ صرف فلاں حیثیت سے افضل ہیں اور دوسری حیثیت سے دوسروں کو افضیلت، لہٰذا انھوں نے عقیدہ کرلیا کہ گو فضائلِ خاصہ وخصائصِ فاضلہ حضرت مولیٰ اور ان کے غیر کو بھی ایسے حاصل جو شیخین نے نہ پائے جیسے کہ اس کا عکس بھی صادِق ہے مگر فضل مطلق کُلّی جو کثرتِ ثواب وزیادتِ قُربِ ربُّ الارباب سے عبارت ہے وہ اِنہیں کو عطا ہوا، اور اس عقیدہ کا خلاف اوّل تو کسی حدیثِ صحیح میں ہے ہی نہیں اور جو بالفرض کہیں بوئے خلاف پائی بھی تو سمجھ لے کہ یہ ہماری فہم کا قُصُور ہے ورنہ رسول اللہ صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَسَلَّم اور خود حضرت مولیٰ واہلِ بیتِ کرام کیوں بلاتقیید اُنہیں افضل وخیرِ امت وسردارِ اوّلین وآخرین بتاتے، کیا آیہ کریمہ: ”وَاَنْفُسَنَا وَاَنْفُسَکُمْ“ وحدیث صحیح: ((مَنْ کُنْتُ مَوْلَاہُ فَعَلِیٌّ مَوْلَاہُ)) اور خبر شَدِیْدُ الضُّعْفِ وَ قَوِیُّ الْجَرْح ”لَحْمُکَ لَحْمِیْ وَ دَمُکَ دَمِیْ“ برتقدیرِ ثبوت وغیرِ ذٰلک سے اُنہیں آگاہی نہ تھی یا تھی تو وہ مطلب نہ سمجھے یا سمجھے اور اس میں تفضیلِ شیخین کا خلاف پایا تو کیونکر خلاف سمجھ لیں اور تصریحاتِ بیّنہ وقاطعۃ الدلالۃ وغیر مُحْتَمَلَۃُ الخِلاف کو کیسے پسِ پشت ڈال دیں۔

اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ رَبِّ الْعٰلَمِیْن کہ حق تبارک وتعالیٰ نے فقیرِ حقیر کو یہ ایسا جوابِ شافی تعلیم فرمایا کہ مُنْصِف کے لیے اس میں کفایت اور مُتَعَصِّب کو اس میں غَیْظِ بے غایت۔ یہی محبتِ علی مرتضیٰ ہے اور اس کا بھی یہی مُقْتَضٰی ہے کہ محبوب کی

اطاعت کیجئے اور اس کے غضب اور اَسّی[80] کوڑوں کے اِستحقاق سے بچیے!

اور جب ثابت ہو گیا کہ قربِ الٰہی میں شیخین رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْھُمَا کو مزیت وتفوّق ہے تو ولایت بھی انہیں کی اعلیٰ ہوئی مگر ایک درجہ قُربِ الٰہی جَلَّ جَلَالُہٗ وَ رَزَقَنَا اللّٰہُ کا پر ظاہر کہ سیر اِلَی اللّٰہ میں تو سب اَولیاء برابر ہوتے ہیں اور وہاں " لَا نُفَرِّقُ بَیْنَ اَحَدٍ مِّنْ رُّسُلِہٖ " کی طرح "لَا نُفَرِّقُ بَیْنَ اَحَدٍ مِّنْ اَوْلِیَآئِہٖ" کہا جاتا ہے، جب ماسوائے الٰہی آنکھوں سے گر گیا اور مرتبۂ فنا تک پہنچ کر آگے قدم بڑھا تو وہ سیر فی اللّٰہ ہے اس کے لیے انتہا نہیں اور یہیں تفاوتِ قُرب جلوہ گر ہوتا ہے، جس کی سیر فی اللّٰہ زائد وہی خدا سے زیادہ نزدیک، پھر بعضے بڑھتے چلے جاتے ہیں۔

اور بعض کو دعوتِ خلق کے لیے منزلِ ناسوتی عطا فرماتے ہیں ان سے طریقہ خِرقہ وبیعت کا رواج پاتا ہے اور سلسلۂ طریقت جنبش میں آتا ہے یہ معنی اسے مُسْتَلْزِم نہیں، ان کی سَیْر فِی اللّٰہ اگلوں سے بڑھ جائے ہاں یہ ایک فضل جداگانہ ہے کہ انھیں ملا اور دوسروں کو عطا نہ ہوا، تو یہ کیا؟ اس کے سوا صدہا خصائص حضرت مولیٰ کو ایسے ملے کہ شیخین کو نہ ملے، مگر قرب ورفعتِ درجات میں اُنہیں کو اَفْزُونی رہی ورنہ کیا وجہ ہے کہ ارشاداتِ مذکورہ میں اُنھیں ان سے افضل وبہتر کہا جاتا ہے اور ان کی افضلیت کا بہ تاکیدِ اَکِیْد انکار کیا جاتا ہے حالانکہ ادنیٰ ولی، اعلیٰ ولی سے افضل نہیں ہوسکتا ہے، آخر دیکھئے حضرت امیر کے خلفائے کرام میں حضرت سِبطِ اصغر وجناب خَواجہ حسن بصری کو تنزُّلِ ناسوتی ملا اور حضرت سِبطِ اکبر سے کوئی

سلسلہ جاری نہ ہوا حالانکہ قربِ ولایتِ امام مجتبیٰ ولایت وقربِ خواجہ سے بالیقین اَتم واعلیٰ، اور ظاہرِ احادیث سے سِبْطِ اصغر شہزادہ گلگوں قبا پر بھی ان کا فضل ثابت رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنۡھُمۡ اَجۡمَعِیۡن۔

حضرت مرتَضَوِی رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنۡہُ سے جنہوں نے مشاجرات ومنازعات کیے، ہم اہلسنّت ان میں حق جانبِ جناب مولیٰ علی اور ان سب کو بَر غَلَط وخطا اور حضرت اَسَدُ اللّٰھِی کو بدر جہا ان سے اکمل واعلیٰ جانتے ہیں مگر بایں ہمہ بلحاظِ احادیثِ مذکورہ زبانِ طعن وتشنیع ان دوسروں کے حق میں نہیں کھولتے اور اُنہیں ان کے مراتب پر جو ان کے لیے شرع میں ثابت ہوئے رکھتے ہیں، کسی کو کسی پر اپنی ہوائے نفس سے فضیلت نہیں دیتے، اور ان کے مشاجرات میں دَخْل اندازی کو حرام جانتے ہیں، اور ان کے اختلافات کو ابوحنیفہ وشافعی جیسا اختلاف سمجھتے ہیں، تو ہم اہلسنّت کے نزدیک ان میں سے کسی ادنیٰ صحابی پر بھی طعن جائز نہیں چہ جائیکہ اُمّ المومنین صدیقہ رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنۡھَا کی جنابِ رفیع میں طعن کریں، حاش! یہ اللّٰہ ورسول کی جناب میں گستاخی ہے، اللّٰہ تعالیٰ ان کی تَطْہِیر وبَرِیَّت میں آیات نازل فرمائے اور ان پر تہمت دھرنے والوں کو وعیدیں عذابِ الیم کی سنائے۔

حضور صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیۡہِ وَسَلَّم انھیں اپنی سب ازواجِ مطہرات میں زیادہ چاہیں، جہاں منہ رکھ کر عائشہ صدیقہ پانی پئیں حضور اُسی جگہ اپنا لبِ اقدس رکھ کر وہیں

سے پانی پئیں، یوں تو حضور صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَسَلَّم کی سب ازواج دنیا وآخرت میں حضور ہی کی بیبیاں ہیں مگر عائشہ سے محبت کا یہ عالَم ہے کہ ان کے حق میں اِرشاد ہوا کہ ''یہ حضور کی بی بی ہیں دنیا وآخرت میں۔''

حضرت خیر النساء یعنی فاطمہ زہرا رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہَا کو حکم ہوا ہے کہ فاطمہ! تو مجھ سے محبت رکھتی ہے تو عائشہ سے بھی محبت رکھ کہ میں اسے چاہتا ہوں سوال ہوا: سب آدمیوں میں حضور کو کون محبوب ہیں؟ جواب عطا ہوا: ''عائشہ۔''

اور زبیر وطلحہ ان سے بھی افضل کہ عشرہ مبشرہ سے ہیں، وہ رسول اللّٰہ صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَسَلَّم کے پھوپھی زاد بھائی اور حَواری، اور یہ رسول اللّٰہ صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَسَلَّم کے چہرۂ انور کے سِپَر وقتِ جاں نثاری، رہے امیر معاویہ تو ان کا درجہ ان سب کے بعد ہے اور حضرت مولیٰ علی کے مقامِ رَفیع وشانِ مَنیع تک تو ان سے وہ دور دراز منزلیں ہیں جن میں ہزاراں ہزار رَہوارِ بَرْق کردار صبا رفتار تھک رہیں اور قطع نہ کرسکیں، مگر فضل صحبت۔ ہم تو بِحَمْدِ اللّٰہ! سرکارِ اَہلِ بیت کے غلامانِ خانہ زاد ہیں ہمیں معاویہ سے کیا رشتہ کہ خدانخواستہ ان کی حمایت بے جا کریں مگر ہاں اپنی سرکار کی طرفداری اور ان کا الزام بدگویاں سے بَری رکھنا منظور ہے کہ ہمارے شہزادۂ اکبر حضرت سِبطِ مجتبیٰ رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہُ نے حسبِ بشارت اپنے جدِّ امجد سید المرسلین صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَسَلَّم کے بعد اختتامِ مدّت عین مَعْرِکَۂ جنگ میں ہتھیار رکھ دیے اور مُلک امیر معاویہ کو سپرد کردیا۔

اگر امیر معاویہ رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہُ اَلْعِیَاذُ بِاللّٰہ کافر یا فاسق فاجر یا ظالم

جائز تھے تو الزام تو حضرت امام حسن پر آتا ہے کہ انھوں نے کاروبارِ مسلمین وانتظامِ شَرع ودِین باختیارِ خود ایسے شخص کو تفویض فرمادیا اور خیر خواہی اسلام کو مَعَاذَ اللّٰه کام نہ فرمایا۔

اگر مدتِ خلافت ختم ہو چکی تھی اور آپ بادشاہت منظور نہیں فرماتے تو صحابہ حجاز میں کوئی اور قابلیتِ نظم ونسق دین نہ رکھتا تھا جو انہیں کو اختیار کیا حَاشَ لِلّٰه! بلکہ یہ بات خود رسول اللّٰه صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَسَلَّم تک پہنچتی ہے کہ حضور نے اپنی پیش گوئی میں ان کے اس فعل کو پسند فرمایا اور ان کی سِیادت کا نتیجہ ٹھہرایا کَمَا فِیْ "صَحِیْحِ الْبُخَارِی"۔

عقیدۂ ثامنہ

رسولُ اللّٰه صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم کے بعد امامتِ صدیقِ اکبر بالْقَطْع والتَّحْقِیق حقہ راشدہ ہے، نہ غاصبہ جائرہ، رحمت ورَافت وحُسنِ سِیادت ولحاظِ مَصْلَحَت وحمایتِ ملّت وپناہِ اُمت سے مُزَیَّن، اور عدل وداد وصِدق وسَداد ورُشد وارشاد وقطعِ فساد وقمعِ اہلِ اِرتداد سے مُحلّٰی۔

اوّل تو تلویحات وتصریحات سیّدُ الکائنات عَلَیْہِ وَعَلٰی اٰلِہٖ اَفْضَلُ الصَّلَوَات وَالتَّحِیَّات اس بارے میں بہ کثرت وارد، دوسرے خلافت اس جنابِ تقویٰ مآب کی باجماعِ صحابہ واقع ہوئی، اور باطل پر اجماعِ اُمّت خصوصاً اصحابِ حضرتِ رِسالت عَلَیْہِ وَعَلَیْہِمُ الصَّلَاۃُ وَالتَّحِیَّۃُ ممکن نہیں۔ اور مان لیا جائے تو غصب وظلم پر اتفاق سے

عِیَاذًا بِاللّٰہ سب فُسّاق ہوئے، اور یہی لوگ حاملانِ قرآنِ مبین ورادیانِ دینِ متین ہیں، جوانھیں فاسق بتائے اپنے لیے نبی صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَسَلَّم تک دوسرا سلسلہ پیدا کرے یا ایمان سے ہاتھ دھو بیٹھے، اسی طرح ان کے بعد خلافتِ فاروق، پھر امامتِ ذی النورین، پھر جلوہ فرمائی ابوالحسنین رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْھُمْ اَجْمَعِیْنَ)۔

نصوصِ قرآنیہ واحادیثِ مشہورہ متواترہ واجماعِ امتِ مرحومہ مبارکہ سے جو کچھ دربارۂ اُلوہیت ورِسالت وَمَا کَانَ وَمَا یَکُوْنُ ثابت سب حق ہے اور ہم سب پر ایمان لائے۔ جنت اور اسکے جاں فزا احوال، دوزخ اور اس کے جاں گُزا احوال، قبر کے نَعِیم وعذاب، منکر نکیر سے سوال وجواب، روزِ قیامت حساب وکتاب ووزنِ اعمال وکوثر وصراط وشفاعتِ عُصاۃِ اہلِ کبائر اور اس کے سبب اہلِ کبائر کی نجات اِلٰی غَیْرِ ذَالِکَ مِنَ الْوَارِدَات سب حق ہے۔ جبر وقدر باطل، وَلٰکِنْ اَمْرٌ بَیْنَ اَمْرَیْن، جو بات ہماری عقل میں نہیں آتی اس کا علم مَوْکُول بخُدا کرتے اور اپنا نصیبہ ﴿ اٰمَنَّا بِهٖ ۙ كُلٌّ مِّنْ عِنْدِ رَبِّنَا ﴾۔

مصطفی اندر میاں آنگہ کہ می گوید بعقل
آفتاب اندر جہاں آنگہ کہ می جوید سہا

شریعت وطریقت، دو راہیں مُتَبائِن نہیں بلکہ بے اِتِّباعِ شریعت، خدا تک وُصول محال۔ نہ بندہ کسی وقت کیسی ہی ریاضات ومجاہدات بجالائے اس رُتبہ تک پہنچے کہ تکالیفِ شرع اس سے ساقط ہوجائیں اور اسے اَسْپ بے لگام و شُتُر بے زمام کرکے چھوڑ دیا جائے۔

صوفی وہ ہے کہ اپنے ہَوا کو تابِعِ شرع کرے نہ وہ کہ ہَوا کی خاطر شرع سے دستبردار ہو، شریعت غذا ہے اور طریقت قُوَّت، جب غذا ترک کی جائے گی قوت آپ زوال پائے گی۔ شریعت آئینہ ہے اور طریقت نظر، آنکھ پھوٹ کر نظر غیر مُتَصَوَّر، بعد اَز وصول اگر اتباعِ شریعت سے بے پروائی ہوتی تو سیّد العالمین صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَسَلَّم اور امام الواصلین علی کَرَّمَ اللّٰہُ تَعَالٰی وَجْہَہٗ اس کے ساتھ احق ہوتے نہیں بلکہ جس قدر قرب زیادہ ہوتا ہے شرع کی باگیں اور زیادہ سخت ہوتی جاتی ہیں حَسَنَاتُ الْاَبْرَارِ سَیِّئَاتُ الْمُقَرَّبِیْنَ، توہینِ شریعت کفر اور اس کے دائرہ سے خُرُوج فِسق۔

صوفی صادِق عالم سنّی صحیح العقیدہ خدا ورسول کے فرمان پر ہمیشہ یہ عقیدت رکھتا ہے کہ[1] علمائے شرع مبین وارثانِ خاتم النبیین ہیں اور علومِ شریعت کے نگہبان وعلمبردار، تو ان کی تعظیم وتکریم صاحبِ شریعت صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَسَلَّم کی تعظیم وتکریم ہے اور اس پر دین کا مَدار عالِم مُتَدَیِّن خدا طلب ہمیشہ صوفی سے بتواضع وانکسار پیش آئے گا کہ وہ حق آگاہ

[1]: اس پیراگراف میں بیاض ہے یعنی کچھ عبارت درمیان سے حذف ہے اسی لئے مفتی محمد خلیل خان برکاتی صاحب رَحْمَۃُ اللّٰہِ تَعَالٰی عَلَیْہ نے اس کو مکمل کیا وہی یہاں لکھ کر ممتاز کردیا ہے۔ (علمیہ)

اور حق کی پناہ میں ہے اور اسے اپنے سے افضل و اکمل جانے گا جو اعمال اس کے اس کی نظرِ ظاہر میں قانونِ تقویٰ سے باہر نظر آئیں گے۔

اے اللہ! سب کو ہدایت اور اس پر ثبات و استقامت اور اپنے محبوبوں اور سچے پکے عقیدوں پر جہانِ گزران سے اٹھا۔ اٰمِیْن یَا اَرْحَمَ الرَّاحِمِیْن

اَللّٰھُمَّ لَکَ الْحَمْدُ وَ اِلَیْکَ الْمُشْتَکٰی وَ اَنْتَ الْمُسْتَعَانُ ط وَلَاحَوْلَ وَلَاقُوَّۃَ اِلَّا بِاللّٰہِ الْعَلِیِّ الْعَظِیْمِ وَ صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَی الْحَبِیْبِ الْمُصْطَفٰی وَ عَلٰی اٰلِہِ الطَّیِّبِیْنَ وَ صَحْبِہِ الطَّاھِرِیْنَ اَجْمَعِیْنَ۔

ایمان کی حفاظت کی فکر ضروری ہے

صَدرُ الشَّریعہ، بدرُ الطَّریقہ حضرتِ علّامہ مولیٰنا مفتی محمد امجد علی اعظمی علیہ رحمۃ اللہ القوی فرماتے ہیں: کفر و شرک سے بدتر کوئی گناہ نہیں اور وہ بھی **اِرتِداد** کہ یہ کُفرِ اصلی سے بھی باِعتِبارِ اَحکام سخت تر ہے جیسا کہ اس کے اَحکام (جاننے) سے معلوم ہوگا۔ مسلمان کو چاہیے کہ اِس (کفر و اِرتِداد) سے پناہ مانگتا رہے کہ شیطان ہر وَقت ایمان کی گھات میں ہے اور حدیث میں فرمایا کہ "شیطان انسان کے بدن میں خون کی طرح تیرتا ہے۔" آدمی کو کبھی اپنے اُوپر یا اپنی طاعت (وعبادت) واعمال پر بھروسا نہ چاہیے، ہر وَقت خدا عَزَّوَجَلَّ پر اعتماد کرے اور اُسی سے بقائے ایمان کی دُعا چاہیے کہ اُسی کے ہاتھ میں قلب ہے اور قلب کو قلب اِسی وجہ سے کہتے ہیں کہ لَوٹ پَوٹ (اُلٹ پلٹ) ہوتا رہتا ہے۔ ایمان پر ثابت رہنا اُسی کی توفیق سے ہے جس کے دستِ قدرت میں قلب ہے اور حدیث میں فرمایا کہ شرک سے بچو کہ وہ چیونٹی کی چال سے زیادہ مخفی (یعنی پوشیدہ) ہے اور اس سے بچنے کی حدیثِ (پاک) میں ایک دُعا ارشاد فرمائی اسے ہر روز تین مرتبہ پڑھ لیا کرو، حُضُورِ اقدس صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ واٰلہٖ وسلَّم کا ارشاد ہے کہ شرک سے محفوظ رہو گے وہ دعا یہ ہے: اَللّٰھُمَّ اِنِّیْ اَعُوْذُ بِكَ مِنْ اَنْ اُشْرِكَ بِكَ شَیْئًا وَّ اَنَا اَعْلَمُ وَاَسْتَغْفِرُكَ لِمَا لَا اَعْلَمُ اِنَّكَ اَنْتَ عَلَّامُ الْغُیُوْبِ۔ (بہارِ شریعت، ج ۲، ص ٤٥٤)

(کفریہ کلمات کے بارے میں سوال جواب، ص ٦٧٢)

ماخذ و مراجع

قرآن مجید	کلامِ الٰہی	...
نام کتاب	**مصنف/مؤلف/متوفی**	**مطبوعہ**
تفسیر کبیر	فخر الدین محمد بن عمر رازی شافعی، متوفی ۶۰۶ھ	دار احیاء التراث العربی ۱۴۲۰ھ
تفسیر قرطبی	ابو عبد اللہ بن احمد انصاری قرطبی، متوفی ۶۷۱ھ	دار الفکر ۱۴۲۰ھ
تفسیر البیضاوی	شیخ ناصر الدین عبد اللہ، متوفی ۷۹۱ھ	دار الکتب العلمیۃ بیروت
تفسیر البغوی	ابو محمد حسین بن مسعود البغوی، متوفی ۵۱۶ھ	دار الکتب العلمیۃ بیروت، ۱۴۱۴ھ
روح المعانی	ابو الفضل شہاب الدین سید محمود آلوسی، متوفی ۱۲۷۰ھ	دار احیاء التراث العربی ۱۴۲۱ھ
الدر المنثور	امام جلال الدین عبد الرحمٰن سیوطی، متوفی ۹۱۱ھ	دار الفکر بیروت، ۱۴۰۳ھ
تفسیر روح البیان	شیخ اسماعیل حقی، متوفی ۱۱۳۷ھ	کوئٹہ، ۱۴۱۹ھ
خزائن العرفان	مفتی محمد نعیم الدین مراد آبادی، متوفی ۱۳۶۷ھ	مکتبۃ المدینہ ۱۴۳۲ھ
نور العرفان	حکیم الامت مفتی احمد یار خان نعیمی، متوفی ۱۳۹۱ھ	پیر بھائی کمپنی، لاہور
صحیح بخاری	امام محمد بن اسماعیل بخاری، متوفی ۲۵۶ھ	دار الکتب العلمیۃ ۱۴۱۹ھ
صحیح مسلم	امام مسلم بن حجاج قشیری نیشاپوری، متوفی ۲۶۱ھ	دار ابن حزم، عرب شریف ۱۴۱۹ھ
سنن ترمذی	امام محمد بن عیسیٰ ترمذی، متوفی ۲۷۹ھ	دار الفکر بیروت، ۱۴۱۴ھ
سنن ابن ماجه	امام محمد بن یزید القزوینی ابن ماجہ، متوفی ۲۷۳ھ	دار المعرفۃ بیروت، ۱۴۲۰ھ
سنن النسائی	امام احمد بن شعیب نسائی، متوفی ۳۰۳ھ	دار الکتب العلمیۃ ۱۴۲۶ھ
المعجم الکبیر	حافظ سلیمان بن احمد طبرانی، متوفی ۳۶۰ھ	دار احیاء التراث ۱۴۲۲ھ
المعجم الاوسط	حافظ سلیمان بن احمد طبرانی، متوفی ۳۶۰ھ	دار الکتب العلمیۃ ۱۴۲۰ھ
المسند	امام احمد بن حنبل، متوفی ۲۴۱ھ	دار الفکر بیروت، ۱۴۱۴ھ
شعب الایمان	امام ابو بکر احمد بن حسین بیہقی، متوفی ۴۵۸	دار الکتب العلمیۃ ۱۴۲۱ھ
المستدرک علی الصحیحین	امام ابو عبد اللہ محمد بن عبد اللہ نیشاپوری، متوفی ۴۰۵ھ	دار المعرفۃ بیروت، ۱۴۱۸ھ
السنن الکبری	امام ابو بکر احمد بن حسین بیہقی، متوفی ۴۵۸ھ	دار الکتب العلمیۃ ۱۴۲۴ھ
حلیۃ الاولیاء	امام حافظ ابو نعیم احمد بن عبد اللہ اصفہانی، متوفی ۴۳۰ھ	دار الکتب العلمیۃ، بیروت ۱۴۱۸ھ

کتاب	مصنف	مطبوعہ
كنز العمال	علاؤالدین علی بن حسام الدین متقی، متوفی ۹۷۵ھ	دارالکتب العلمیۃ ۱٤۱۹ھ
مشكاة المصابيح	علامہ محمد بن عبد اللہ خطیب تبریزی، متوفی ۷٤۱ھ	دارالکتب العلمیۃ ۱٤۲٤ھ
مسند الفردوس	حافظ شیرویہ بن شہردار بن شیرویہ دیلمی، متوفی ۵۰۹ھ	دارالکتب العلمیۃ ۱٤۰٦ھ
كشف الخفاء	شیخ اسماعیل بن محمد عجلونی، متوفی ۱۱٦۲ھ	دارالکتب العلمیۃ بیروت، ۱٤۲۲ھ
تاريخ ابن عساكر	ابوالقاسم علی بن حسن شافعی، متوفی ۵۷۱ھ	دارالفکر بیروت ۱٤۱۵ھ
الخصائص الكبرى	امام عبد الرحمٰن جلال الدین سیوطی، متوفی ۹۱۱ھ	دارالکتب العلمیۃ بیروت
فتح الباری	امام احمد بن علی عسقلانی، متوفی ۸۵۲ھ	دارالکتب العلمیۃ بیروت، ۱٤۲۰ھ
عمدة القاری	امام بدرالدین ابو محمد محمود بن احمد عینی، متوفی ۸۵۵ھ	دارالفکر بیروت، ۱٤۱۸ھ
اشعة اللمعات	شیخ محقق عبد الحق محدث دہلوی، متوفی ۱۰۵۲ھ	کوئٹہ، ۱۳۳۲ھ
مرقاة المفاتيح	علامہ علی بن سلطان قاری، متوفی ۱۰۱٤ھ	دارالفکر بیروت، ۱٤۱٤ھ
مراۃ المناجیح	مفتی احمد یار خان نعیمی، متوفی ۱۳۹۱ھ	ضیاء القرآن پبلی کیشنز لاہور
شرح المقاصد	علامہ سعد الدین تفتازانی، متوفی ۷۹۱ھ	دارالکتب العلمیۃ بیروت
التمهيد	حافظ یوسف بن عبد اللہ بن محمد، متوفی ٤٦۳	عباس احمد النباز، ۱٤۱۹ھ
الفتاوى الهندية	شیخ نظام و جماعۃ ۵۹٦/٦۹۵ھ	دارالفکر بیروت، ۱٤۰۳ھ
در مختار	علاؤالدین محمد بن علی حصکفی، متوفی ۱۰۸۸ھ	دارالمعرفۃ بیروت، ۱٤۲۰ھ
رد المحتار	سید محمد امین ابن عابدین شامی، متوفی ۱۲۵۲ھ	دارالمعرفۃ بیروت، ۱٤۲۰ھ
فتاویٰ شارح بخاری	مفتی شریف الحق امجدی، متوفی ۱٤۲۱ھ	مکتبہ برکات المدینہ، ۱٤۳۳ھ
فتاویٰ رضویہ	اعلیٰ حضرت امام احمد رضا خان، متوفی ۱۳٤۰ھ	رضا فاؤنڈیشن، مرکز الاولیاء لاہور
الامن والعلی	اعلیٰ حضرت امام احمد رضا خان، متوفی ۱۳٤۰ھ	مکتبہ جمال کرم، مرکز الاولیاء لاہور
احکامِ شریعت	اعلیٰ حضرت امام احمد رضا خان، متوفی ۱۳٤۰ھ	مکتبۃ المدینہ باب المدینہ
بہارِ شریعت	مفتی محمد امجد علی اعظمی، متوفی ۱۳٦۷ھ	مکتبۃ المدینہ باب المدینہ
الفتاوى الحديثية	احمد بن محمد بن علی بن حجر ہیتمی مکی شافعی، متوفی ۹۷۳ھ	داراحیاء التراث العربی بیروت، ۱٤۱۹ھ
البداية والنهاية	ابوالفداء اسماعیل بن عمر ابن کثیر ۷۷٤ھ	دارالفکر بیروت، ۱٤۱۸ھ
الشفا	قاضی ابوالفضل عیاض بن موسیٰ مالکی، متوفی ۵٤٤ھ	مرکز اہلسنّت برکات رضا ہند

الجوهر المنظم	حافظ احمد بن حجر مکی ہیتمی، متوفی ٩٧٤ھ	مکتبہ قادریہ مرکز الاولیاء لاہور
المواهب اللدنية	شہاب الدین احمد قسطلانی، متوفی ٩٢٣ھ	دار الکتب العلمیۃ بیروت، ١٤١٦ھ
دلائل النبوة	امام ابوبکر احمد بن حسین بیہقی، متوفی ٤٥٨	دار الکتب العلمیۃ ١٤٢٣ھ
نسيم الرياض	شہاب الدین احمد بن محمد، متوفی ١٠٦٩ھ	دار الکتب العلمیۃ بیروت، ١٤٢١ھ
اخبار الاخيار	شیخ عبد الحق محدث دہلوی، متوفی ١٠٥٢ھ	فاروق اکیڈمی ضلع خیر پور
الكواكب الدرية	زین الدین محمد عبد الرؤف مناوی ١٠٢١ھ	دار صادر بیروت
نزهة النظر	علامہ احمد بن علی عسقلانی، متوفی ٨٥٢ھ	مدینۃ الاولیاء، ملتان
حدائقِ بخشش	اعلیٰ حضرت امام احمد رضا خان، متوفی ١٣٤٠ھ	مکتبۃ المدینہ باب المدینہ
مدارج النبوة	شاہ عبد الحق محدث دہلوی، متوفی ١٠٥٢ھ	مرکز اہلسنّت برکات رضا ہند
المقاصد الحسنة	علامہ شیخ عبد الرحمٰن سخاوی، متوفی ٩٠٢ھ	دار الکتب العلمیۃ بیروت
احياء علوم الدين	امام محمد بن محمد غزالی متوفی ٥٠٥ھ	دار الکتب العلمیۃ بیروت، ٢٠٠٠ھ
الرياض النضرة	ابو العباس احمد بن عبد اللہ طبری شافعی، متوفی ٦٩٤ھ	دار الکتب العلمیۃ بیروت
تاريخ بغداد	حافظ ابوبکر علی بن خطیب بغدادی، متوفی ٤٦٣ھ	دار الغرب الاسلامی ١٤٢٢ھ
اسد الغابة	امام ابو الحسن علی بن محمد الجزری، متوفی ٦٣٠ھ	دار احیاء التراث العربی بیروت، ١٤١٧ھ
الاصابة	امام حافظ ابن حجر عسقلانی شافعی، متوفی ٨٥٢ھ	دار الکتب العلمیۃ ١٤١٥ھ
الكامل في ضعفاء الرجال	امام ابو احمد عبد اللہ بن عدی جرجانی، متوفی ٣٦٥ھ	دار الکتب العلمیۃ بیروت، ١٤١٥ھ
الاستيعاب	ابو عمر یوسف عبد اللہ بن محمد قرطبی، متوفی ٤٦٣ھ	دار الکتب العلمیۃ ١٤٢٢ھ
الصواعق المحرقة	حافظ احمد بن حجر مکی ہیتمی، متوفی ٩٧٤ھ	مدینۃ الاولیاء، ملتان
اليواقيت والجواهر	امام احمد بن علی شعرانی، متوفی ٩٧٣ھ	دار الکتب العلمیۃ بیروت
الاعلام	خیر الدین بن محمود الزرکلی، متوفی ١٣٩٦ھ	دار العلم للملایین بیروت
بوستانِ سعدی	شیخ مصلح الدین سعدی متوفی ٦٩١ھ	انتشارات عالمگیر کتابخانہ ملی ایران
الحجة في بيان المحجة	ابو القاسم اسماعیل بن محمد طلحی، متوفی ٥٣٥ھ	دار الرایۃ، عرب شریف ١٤١١ھ
قصيدة البردة مع شرحها	امام احمد بن ابوبکر بوصیری، متوفی ٨٤٠ھ	مکتبۃ المدینہ باب المدینہ ١٤٣٤ھ

شعبہ کُتُبِ اعلیٰ حضرت کی پیش کردہ کُتُب و رسائل

اُردو کُتُب:

01......کنزالایمان مع خزائن العرفان (کل صفحات:1185)

02......کرنسی نوٹ کے شرعی احکامات (کِفْلُ الْفَقِیْهِ الْفَاهِم فِیْ اَحْکَامِ قِرْطَاسِ الدَّرَاهِم) (کل صفحات:199)

03......فضائل دعا (اَحْسَنُ الْوِعَاء لِآدَابِ الدُّعَاء مَعَهُ ذَیْلُ الْمُدَّعَاء لِاَحْسَنِ الْوِعَاء) (کل صفحات:326)

04......عیدین میں گلے ملنا کیسا؟ (وِشَاحُ الْجِیْدفِیْ تَحْلِیْلِ مُعَانَقَةِ الْعِیْد) (کل صفحات:55)

05......والدین، زوجین اور اساتذہ کے حقوق (اَلْحُقُوق لِطَرْحِ الْعُقُوْق) (کل صفحات:125)

06......الملفوظ المعروف بہ ملفوظاتِ اعلیٰ حضرت (مکمل چار حصے) (کل صفحات:561)

07......شریعت و طریقت (مَقَالُ الْعُرَفَاء بِاِعْزَازِشَرْعٍ وَّعُلَمَاء) (کل صفحات:57)

08......ولایت کا آسان راستہ (تصورِ شیخ) (اَلْیَاقُوْتَةُ الْوَاسِطَة) (کل صفحات:60)

09......معاشی ترقی کا راز (حاشیہ و تشریح تدبیر فلاح و نجات و اصلاح) (کل صفحات:41)

10......اعلیٰ حضرت سے سوال جواب (اِظْهَارُ الْحَقِّ الْجَلِی) (کل صفحات:100)

11......حقوق العباد کیسے معاف ہوں (اَعْجَبُ الْاِمْدَاد) (کل صفحات:47)

12......ثبوتِ ہلال کے طریقے (طُرُقُ اِثْبَاتِ هِلَال) (کل صفحات:63)

13......اولاد کے حقوق (مَشْعَلَةُ الْاِرْشَاد) (کل صفحات31)

14......ایمان کی پہچان (حاشیہ تمہیدِ ایمان) (کل صفحات:74)

15......اَلْوَظِیْفَةُ الْکَرِیْمَة (کل صفحات:46)

16......راہِ خدا میں خرچ کرنے کے فضائل (رَادُّ الْقَحْطِ وَالْوَبَاء بِدَعْوَةِ الْجِیْرَانِ وَمُوَاسَاةِ الْفُقَرَاء) (کل صفحات:40)

17......حدائقِ بخشش (کل صفحات:446)

18......بیاض پاک حجۃ الاسلام (کل صفحات:37)

19......تفسیر صراط الجنان (چار جلدیں)

عربی کُتُب:

20، 21، 22، 23، 24......جَدُّ الْمُمْتَارِ عَلٰی رَدِّالْمُحْتَار (المجلد الاول والثانی والثالث والرابع والخامس) (کل صفحات:570، 672، 713، 650، 483)

25......اَلتَّعْلِیْقُ الرَّضَوِی عَلٰی صَحِیْحِ الْبُخَارِی (کل صفحات:458)

26......کِفْلُ الْفَقِیْهِ الْفَاهِم (کل صفحات:74)

27......اَلْاِجَازَاتُ الْمَتِیْنَة (کل صفحات:62)

28......اَلزَّمْزَمَةُ الْقَمَرِیَّة (کل صفحات:93)

29......اَلْفَضْلُ الْمَوْهَبِی (کل صفحات:46)

30......تَمْهِیْدُ الْاِیْمَان (کل صفحات:77)

32......اَجْلَی الْاِعْلَام (کل صفحات:70)

33......اِقَامَةُ الْقِیَامَة (کل صفحات:60)

اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ رَبِّ الْعٰلَمِیْنَ وَالصَّلٰوۃُ وَالسَّلَامُ عَلٰی سَیِّدِ الْمُرْسَلِیْنَ اَمَّا بَعْدُ فَاَعُوْذُ بِاللّٰہِ مِنَ الشَّیْطٰنِ الرَّجِیْمِ ؕ بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ ؕ

ہر جُمعرات بعد نمازِ مغرِب آپ کے یہاں ہونے والے **دعوتِ اسلامی** کے ہفتہ وار سُنَّتوں بھرے اجتماع میں رِضائے الٰہی کیلئے اچّھی اچّھی نیّتوں کے ساتھ ساری رات شرکت فرمایئے ❁ سنَّتوں کی تربیت کے لئے **مَدَنی قافِلے** میں عاشِقانِ رسول کے ساتھ ہر ماہ تین دن سفر اور ❁ روزانہ "**فکرِ مدینہ**" کے ذَرِیعے **مَدَنی اِنْعامات** کا رِسالہ پُر کر کے ہر مَدَنی ماہ کی پہلی تاریخ اپنے یہاں کے ذِمّے دار کو جَمع کروانے کا معمول بنا لیجئے۔

میرا مَدَنی مقصد: "**مجھے اپنی اور ساری دنیا کے لوگوں کی اِصلاح کی کوشش کرنی ہے۔**" اِنْ شَآءَ اللہ عَزَّوَجَلَّ ۔ اپنی اِصلاح کے لیے "**مَدَنی اِنْعامات**" پر عمل اور ساری دنیا کے لوگوں کی اِصلاح کی کوشش کے لیے "**مَدَنی قافِلوں**" میں سفر کرنا ہے۔ اِنْ شَآءَ اللہ عَزَّوَجَلَّ

فیضانِ مدینہ، محلّہ سوداگران، پرانی سبزی منڈی، بابُ المدینہ (کراچی)
UAN: +92 21 111 25 26 92 Ext: 1284
Web: www.dawateislami.net / Email: ilmia@dawateislami.net